

هَذَا كِتَابُ السَّالَةِ الْمَوْضُوعَةِ

الحمد لله العلي الاعلى والصلوة على تبيه المصطفى
كتب مقتطبات كليات سر احقايق ولطائف المسميات

حديق المصطفى

مصنفه كشاف وقايع طرقت جامع اداب شريعت البرالان
نواب محمد رستم عليخان حسنا چشتي صابري كابلادي

كتاب الصلاة المكتوبة
في شهر ربيع الثاني سنة ١٢٨٥

١٩٦٢
١٤٠٠

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ان ابھی در زمانیت به وجنات الطروس وملت بارتش
حمیا طفه نقایس النفوس حمد من تجلی لذاته بذاته فاطهر
رموز اسمائه وصفاته - المذرة عن الاشكال حال كونه في
تنزيه و التشبه المثل حين تعينه في تشبيه رب العالمين و
رب الارباب قابل لتوبه شديد العقاب - ذی الطول لا اله
الا هو الواحد القهار - كثير الخلق عزيز الاسم فخيم الذی
المنعط الستار المحتجب بحجب الظلمة و الانوار المستتر عن
سائر الاسرار الخفی عن سر دقات الانظار الذی هو يد راع
الابصار - بطن بذاته فی انلیة وظهر بصفاته فی ابدیة
یسبح له ما فی السموات و الارض کل الاعیان و الدواب
واشهد انه وحده لا شریک له رافع الصعاب لا معبود
غیره الواحد الاحد - القمذ الذی لم یلد و لم یولد تعرضنا

الى جنابك للقدس لائمه مرجع الامور - وتوجهنا الى حضرت
 فضلك يا من بيدك شفاء جراحات الصدور - فصل و
 سلم على رسولك المعظم ومظاهر ذاك الاعظم - الذي
 دار فلك التوحيد بلحيته واستتار شمس التعيين بجلية
 غارت نجوم الشرك برويته - وابيض جبين التوحيد بشهرته -
 انكشف نقاب الربوبية بجماله - واندرس حجاب الالهية بكماله
 منطلق الذات هويته - ومفتاح الجنان العرفان سميته وارسل
 هدايا النجيات الزاكيات على اله الطيبات مصابيح الحقيقت
 الذين هم اهل التقى وعلى اصحابه بد والنقى خصوصاً على
 افضل الخديق بعد الانبياء بالتحقيق كنز العلم والحكمة امير
 المؤمنين خليفة الرحمن ابو بكر الصديق رضي الله عنه
 على ثاني الشيعين وسيع الذكر شديد العقاب الذي
 وافق برأيه الوحي والكتاب امير المؤمنين سيدنا عمر بن الخطاب
 رضي الله ورضوعنه وعلى كامل الحياء والايمان جامع القران
 اول المختنان امير المؤمنين سيدنا عثمان بن عفان رضي الله
 ورضوعنه وعلى اخيه مظهر العجايب رافع معضلات الشرك
 والحواب باب العلم والغرائب سيدنا علي ولي الله ابن ابي طالب كرم الله وجهه
اما بعد فيقول العبد المعتصم بحبل الله العلي
 ابو الانوار محمد السعدي برسم الحشيتي الصابري ان

كمال الإنسان الفوز بالسعادة العليا والفوز على المنزل الأسنى -
 من العرفان به وبحقيقته الأعلى ومعرفته أعيانه من حيث
 الأسماء هو علم الوجدان وحكمه ليس في البيان - كما جاء في الحديث
 عن أبي هريرة رضي الله عنه حيث قال اني حفظت عن رسول
 الله صلى الله عليه وسلم دعا عين احد هما فبثته بثا وثانيهما
 ان يثته لقطع البطعم - فهذا العلم الوجداني فوق العلم الشرعي
 البياني وسمى بعلم التصوف القلوب والطريقه العرفاني - بلغنا
 متسلسل عن اكابر الطرق المحمود من خفا المسعود - وان كان
 الشريعت موافقا للطريقة الا ان الشريعت قفظة والطريقة مقام
 والشريعت مقتدى والطريقت امام فلما اهلا في بي وماعدت
 وقتي الى الشيخ الاكمل والكمال المكمل سيد الطائفة المحمديه
 غريته بحار اسرار الاحمد به بدر الفضائل يشرق كواكبها من
 حالته وروض الفواضل الذي تجتني ثمر بقا من زهراته -
 فرع سلاله الى الرسول صفيق مبنى الزهراء البتول سراج
 الطريقة الخلويتة الولي المتخلق بخلق النبويه بمجر المعارف
 معدن اللطائف حبيب الرحمن مولانا حضرت سيد
عجل صوفي جان الحشقي الصابري مد ظله العالی
 ما دامت النيران - اختلج في قلبي مسائل شتى ما اجابها
 احد من فقهاء هذا الزمان فعرضت عليه سائلا وبسطت

يدتي بيديه طالباً فلجاني حولاً شافياً وحس عقد طبعي حده كما
وعلمني بعلم كان مشتملة على علوم لم يفت شئ من الحقائق
وجامعاً للعموم الدقائق حاملة لاسرار النبوت وجامعاً لرموز الولايات
كله كان تبیاناً وصدقاً وثواب - وما كان حرف من مسائله
ان يعرض العقل فيه ارتياب - فلما الخلت منعقدات لعقائد
وجدتهم انهم كما درر الغرائد - فقصدت ان احرك كتابا
مشتملة على ضروريات مله بغير العرفان - مستحكما بالادلة المعقول
والفوقان - محتقيا على اسرار الكشفية وطريق النبوة
ليظهر اصول الدين ويكشف الحجاب من وجهه اليقين - يكون
شفاء الصدور اهل الريح ويصفي من مראה القلب غبار الزنج -
منطويا على الغرائب ونواد للمقالات ومحتقيا على درر الدلائل
يكون لطلبة طريقتنا ومستقر حديقته ملئت بادلته
التوحيد اوراقها وحلت بمخالف الادواح ساقها وله ٥
ابرق بدل من بيانها لطور الامع - اما ارتفع عن وجهه سلمى البراقع
فجاء سبحانه الله متمسكا كنسيم روح الارواح رافت غضا رتها
لاهل الافتياح وشافت نضارتها لاصحاب المصفاح - ولكن لما
رايت ارشاد مرشدي وما وای متضمنا على العجائب والغرائب -
هدايتاً ورشداً للصادق الطالب ملياً بلباس نكت وملياً
من شراب سندس بله خبت محتقيا على سير الحقائق ومنقرطاً

بنقوط الدقائق - بشكل الطرق عليه بلا تعليمه ولا يمكن
التوجه على وسادة جلده كأنه هو نور ساطع وبرق لامع
لأنه هو فريد في سلوك المحمدي ووحيد لهذه الطريقة العالمية
وما وجدت قلباً موثقاً لهذه الأمانات العالمية وفهما
سابقاً أخذاً لتلك الهدايت المتعالية فحذفت عنه الأسرار
وابقيت فيها ما يجب به الأظهر ما رتبته ليعتق أهل الزمان
وحصل محل لفائدة التقصان وجئت به ظاهراً لأدلة العقولية
وقليلاً من سمكات المنقولية فلما كان أظهار المعارف
يظهر من حرف حرفه - وراحين الحقائق شققن عن لفظ
لفظه سميت بالحدائق للمعارف ورتبته على مقدمه وأرجعه
حدائق وخاتمه اللطائف فالمأمول من الله الجواد أن ينال
يتابع الفيض من جلاله وإتار أنوار

القدس سر لجله وجعله وسيلة القبول
يرسلني إلى مد يته رسول المقبول
أذهب عني بعد البين الظاهر ويكون
عيني دائماً إلى جنابه الأقدس ناظراً
ويرفع الأيلاء واليالي ستوبه - وابصر
في الحسن والقبيل نوره

تمت الذي باجده

ترجمہ میریباچہ

وہ کران بہا موتی جس سے شاہان معنی کے رخسار میں کئے جائیں اور جسکی خوبی سے نفائس نفوس پر لطف کا پٹہ کا دکھایا جاوے وہ اللہ جل جلالہ کے حمد ہے جو اپنی ذات سے ذات پر تجلی ہوا۔ اور اپنے اسماء و صفات کے رموز اظہار فرمائے حالت تنزیہ میں اشکال سے منزہ ہو۔ اور وقت تشبیہ میں تعین کے صفت سے مشبہ ہو عالمین کا رب ہے اور رب الارباب ہے تو یہ قبول کرتے والا اور سخت عتاب کرنے والا ہے وسیع الاختیار ہے اوس معبود کے غیر کوئی واحد تھا زمین پر نہایت حلیم صاحب اسم عظیم۔ عظیم الذکر نعم و ستار ہے ظلمت اور انوار کے پردوں میں پوشیدہ ہو۔ تمام اسماء سے زیادہ مستتر ہے اور نظروں کے پردہ سے مخفی ہے وہ ابصار کو ادراک کر لیتا ہے اپنی ذات سے باطن ہر ازلیت میں اور صفات سے ابد میں ظاہر ہے یہ موجودات اسمانی و زمینی اور تمام موجودات و چوپائے اویسی کی تسبیح کرتے ہیں۔ وحدہ لا شریک سختیوں کا دور کرنے والا ہے کوئی معبود احد کے غیر نہیں ہے جو بے نیاز ہے کہ نہ پیدا ہوا اور نہ پیدا کیا جاوے ہم تیرے جناب مقدس کی طرف اسلئے متوجہ ہوئے کہ تمام ام تیری طرف رجوع ہوتے ہیں۔ ہم تیری بارگاہ فضل میں حاضر ہوئے کہ تیری بارگاہ میں دلوں کے زخموں کا علاج ہوتا ہے۔ اور اپنی رحمت اور سلام پہونچا اپنے رسول معظم پر جو تیری ذات اعظم کے مظہر ہیں اوسکی احدیت پر تیری توحید کا فلک دور کر رہا ہے اور اوسکی واحدیت سے تعینات کے آفتاب روشن ہیں اوسکی دیدت شرک کے ستارہ چمپ گئے اور اوسکی بلندی رتبہ سے توحید کی پیشانی صاف نظر آنے لگی

او کے جمال سے نقاب ربوبیت کھل گیا۔ اور اس کے کمال سے الوہیت کا پردہ ہٹ گیا
 ذات کو مقام نطق میں اس کی ہویت لائی۔ اس کی محبت جنان عرفان کی کنجی ہے۔ اور
 تحیات زکیات کا تحفہ آل طیبات پر ارسال فرما جو حقیقت محمدیہ کے چراغ ہرین
 اور اہل تقویٰ میں۔ اور نیز آپ کے صحابہ پر جو برگزیدگی کے ہر ہرین۔ حضو صاً
 اور ان پر جبکہ بعد انبیا علیہم السلام سب سے زیادہ مرتبہ ہے۔ یعنی علم اور حکمت کے
 خزانے امیر المومنین خلیفہ الرحمن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ اور
 اوشیحین میں سے دوسرے وسیع ذکر والے کفار پر سختی کرنے والے جنگی رائے
 پر رومی اور قرآن نے نزول فرمایا ہے یعنی امیر المومنین سیدنا عمر بن الخطاب
 رضی اللہ عنہ اور صاحب حیا و ایمان کامل جامع قرآن اول داماد امیر المومنین
 سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ۔ اور آپ کے برادر منظر عجائب حجابات
 شرک کے اوٹھانے والے علم اور غرائب کے دروازے۔ سیدنا علی ولی اللہ
 ابن ابی طالب کریم اللہ وجہ بعد حمد و صلوة بندہ طالب حجت ابوالانوار محمد مرتضیٰ علی
 چشتی صابری عرض کرتا ہے کہ انسان کا کمال عرفان ذات و حقیقت اعلیٰ
 کی سعادت حاصل کرنا ہے۔ اور اعیان کے آگے جلیقے معرفت پر فایز ہو کر منزل
 اعلیٰ پہنچنا ہے۔ اور وہ علم سینہ ہے نہ کہ علم سفینہ جیسا حدیث شریف میں آیا جو
 ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ظرف
 مہمت فرمائے ایک کو میں نے ظاہر کیا اور اگر دوسرے کو ظاہر کروں تو میری
 گردن کاٹی جائے۔ پس یہ علم وجدانی شریعت بیانی پر تفوق رکھتا ہے۔ اور علم
 تصوف قلوب و طریقہ عرفانی کہلاتا ہے۔ جو سلسلہ بسلسلہ طریقہ پسندیدہ و چمکانا

الہی کے ذریعہ سے پہنچا ہے اور اگرچہ شریعت ظاہری طریقت باطنی کے
 موافق ہے۔ مگر شریعت زمینہ ہے اور طریقت چمت ہے اور شریعت مقتدی ہے
 اور طریقت امام ہے۔ جب اتفاق نجات اور خداوند عالم نے مجھ کو شیخ اکمل کامل
 المکمل مالی منزلت جو گرد محمدیہ کے سردار اور اسرار احمدیہ کے دریا میں
 فنا میں اور اوکے ساتھ حال سے فنیت کا بدرجہا ہے۔ اور اسکی بزرگی کے
 باغ کی کلیو نمین منیات کے پھول آتے ہیں۔ آل رسول کے فرع اور نبی زہر اکمل
 اہل خلوت کا پر اہل اخلاق نبوی سے متخلق ہے۔ معارف کا دریا لطافت کا معدن ہے
 یعنی حبیب الرحمن مولانا سید محمد صوفی جان چشتی صابری منظرہ العالی کے دربار
 میں حاضر ہوئے کیا شرف مرحمت فرمایا۔ میں نے آپکی زبان فیض تہجان سے وہ وہ
 رموز اور اسرار سنے کہ طبیعت کے تمام عقدہ بکوشیوں اہل زمان میں سے کوئی حل نہ کر سکا تھا
 حل ہو گئے اور ایسے موم کی تعمیر بنائے جو حقائق اور کل دقائق کو جامع تے۔ اور
 سب قبیان اور سب حق و ثواب تھی کوئی حرف ایسا نہ تھا جو عقل کو شک میں ڈالے
 جب تمام عقدہ حل ہو گئے تہ میں سے او میں سے ہر میان کو دفرید پایا۔ پس میں نے
 ایک کتاب کی تحریر کا قصد کیا جو نہ روایات عرفان پر شامل ہو اور اولہ معقول و قرآن
 سے مستحکم ہو۔ اسرار کشفی اور طریقی سلوک نبوی پر محمول ہو۔ تاکہ اصول دین اور
 حجاب روئے یقین کو ظاہر کر دے۔ صدور اہل ربیع کو شفا دے آئینہ قلب کو رنگ
 زیبست کدورست صاف کرے۔ طلبا کیواسطے طریقت اور طائبان
 تفسیح کیلئے باغ ہو۔ توحید کی دلیلون سے اوراق بہرے ہوں و اسکی سابق میں
 عرفان کی غلطالٹ پی ہو شمع آیا وہ طور سے برق لامع چکی چیا مشرق کو منہ سے برقع اٹھ گیا

پس فضل الہی سے ایسے طیار ہوئی کہ جس سے ارواح طیبہ کی خوشبو آتی ہے اور نسبت عرفان سے منتسب ہو۔ اہل ارتیاح کے لئے سامان راحت ہو اور اصحاب مصفاح کی طبیعت کو تزوینازی پہنچاتی ہے۔ لیکن جب بین نے اپنے مرشد کے کلام کو عجائب و غرائب پر اور طالب صادق کی واسطے ہدایت و رشد پر تفسیر پایا۔ باریکیوں کے لباس سے راستہ اور بلا اترنے والے نشہ کے شراب سے لمب جہان کے سیر پر محتوی اور دقائق حیدہ پر ملتقی دیکھا۔ بلا تعلیم کے اوپر چلنا دشوار ہے اور کے سجاوہ علی پر توجہ ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ نور ساطع اور برق لامع ہے۔ اور صاحب انوار سلوک محمدیہ میں فرید اور اس طریقہ عالیہ میں وحید ہے۔ اور کسی قلب کو اس مانت کے اوٹھانے کے لائق نہ دیکھا۔ اور کسی فہم کو اس ہدایت متعالیہ کے لینے کے قابل نہ پایا۔ اور اسرار اسیمین سے حنف کر دیا۔ اور راجب الاطہار امور کو تحریر کیا تاکہ اہل عالم فتنہ میں نہ پڑیں اور فائدہ کی جگہ نقصان نہ حاصل کریں۔ اسلئے کہ وہ اسرار نہایت دقیق تھے بیان اونہیں سے صغیر مشتمل نمونہ انہر دار سے تحریر کئے ہیں۔ اور ظاہر اولہ معقولیہ اور کچھ تمککات منقولیہ بھی درج کئے ہیں۔ پس چونکہ معارف کے پہول او کے حرف میں نظر آتے ہیں اور حقیقت کی کلیان لفظ لفظ میں چٹکلی ہیں اسلئے اسکا نام حدائق المعانی رکھا ایک مقدمہ اور چار حدیثوں اور خاتمہ پر مرتب کیا۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ اسکی ہنرون کو فیض کے منبع بنادے۔ اور اسکی گہرائیوں سے انوار قدس پہلاکے۔ اور اسکو وسیلہ قبول غاصی کرے کہ میں مدینہ رسول مقبول میں حاضر ہوں اور یہ ظاہری منافقت دور ہو میری آنکھیں ہمیشہ اس کے جناب اقدس کی طرف ناظر رہیں اور زمانہ اپنا پردہ اوٹھا دے کہ ہر پہلے برے میں نونہ محمدی جلوہ گر دیکھوں فقط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

المقدمۃ بصورة التمهید

ہم بدلتا جانتے ہیں کہ ہمارا وجود بالذات نہیں ہے اگر بالذات ہوتا تو ہم محتاج دعا جزئہ تھے اسلئے ضرور ہمارا موجد کوئی اور ہے جو ازلی اور ابدی کی صفت سے متصف ہے اور اسکا وجود واحد غیر کی طرف محتاج نہیں ہے ظاہر ہے کہ اس شان کا موجد وجود مطلق کے سوا اور کون ہو سکتا ہے اسلئے کہ وجود حق سبحانہ و تعالیٰ اور حقیقت باری جل و علیٰ میں اتحاد کلی اور پوری پوری یقینیت ہے۔ اگر موجد کسی غیر وجود کو مابین اور اسکو موجد خیال کریں تو وہ ضرور کسی مرتبہ میں وجود کا محتاج ہوگا۔

یہی حقیقت حق سبحانہ اور وجود کی یقینیت اسکی یہ وجہ ہے کہ اگر وجود حقیقت و چہرین پائی جا میں تو وہ دونوں کیلئے مبدا ہوگا اور ہر آئینہ ضرور واحد کی جانب محتاج ہوتا ہے کہ نہ ہر واحد آئینہ کا مبدا ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو

شے مبادی کی طرف محتاج ہوتی ہے۔ وہ کل کیواسطے مبداء نہیں ہو سکتی اگر
یہ کہنا یا وہ کہنا ہیت موصوفے اور وجود صفت ہوا اور موصوف کے
مرتبہ میں صفت پذیر و مقدم ہوتا ہے۔ اور یہ تقدم و تاخر آپس میں غیر مت
ثابت کرتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ماہیت کو وجود پر کسے مرتبہ میں مقدم مانیں تو وہ
معدوم ہوگی کیونکہ اس کا وجود بعد اشتمال وجود ہوا ہے اور یہ ممکن نہیں
کہ غیر موجود ایک موجود کیواسطے مبداء قرار دی جاوے **الحمد یقیناً لا**
فی معانی الذات ما بتعلقہ من الیوم العالمہ مشتد علی تسبیات
اللبستان الاول۔ اہل تصوف اس امر کو چاہتے ہیں کہ وجود حقیقت واحد ہو اور موجود
کو کلیتاً محیط ہے اس کے مقابلہ میں وہ عدم صرف واقع ہوا ہے جبکہ
عیناً و علماً خارجاً و درہا کسی طرح وجوداً و ثبوتاً تحقق نہیں ہے۔

اب دیکھنا چاہئے کہ موجودات عام کے تحقق کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں ایک
یہ کہ موجودات وجود مطلق سے متلون ہوں۔ دوسرے یہ کہ عدم صرف سے
اراستہ ہوں یہ صورت تو غیر تحقق ہے۔ اسلئے کہ موجودات کے احکام آثار
مرتب ہوتے ہیں اور جس شے کے آثار و احکام ترتیب پذیر ہوتے ہیں
وہ عدم محض نہیں ہو سکتی باقی رہے۔ اول صورت وہ ممکن بلکہ واقع ہے
اور اسکی یہ شان ہے کہ وجود مطلق موجودات آئندہ کی صورت میں متمثل
ہوتا رہتا ہے۔ اور جب موقع و محل ظہور پذیر ہوتا ہے تجدد و امثال کا
مسئلہ اسی مقام سے ہے۔ اور باوجود ایسے عظیم الشان تغیر ظاہری کے

اپنی حالت اطلاق پر قائم رہتا ہے۔

اسی واسطے اطلاق و تقييد دونوں کا پورا لحاظ کرنا چاہئے جو شخص محض
واحدی اطلاق میں سرگردان ہے وہ بھی ادارہ ہو کر ملحق کہلاتا ہے اور جو
اور یا تے تقييد میں غرق ہو کر غوطہ کھاتا رہا وہ بھی مشرک کے خطاب سے
مخاطب ہوتا ہے۔ کیونکہ اسد پاک اپنے آیات پاک میں دونوں مراتب کا
ذکر فرماتے ہیں وہو معکم ایما کتم اور مایکون من فجوی ثلثہم اھوھو ابھم
میں صاف اسی اطلاق و تقييد کے مراعات ظاہر فرمائی ہے۔ اس مسئلہ کو
مسائل شریعہ کا موضوع اور معارف نفیہ کی اصل کہتے ہیں۔

اب اہل رسم یعنی اصحاب ظاہر کا عقیدہ معلوم کرنا چاہئے۔ وہ اس امر کے
قابل ہیں کہ ذات واجب وجود زائد کے ساتھ موجود ہے۔ اور غیر متناہی
صفات سے متصف ہے۔

اس صورت میں اگر موجودہ کو بحیثیت مجموعہ موثر مانا جاوے تو ترکیب لازم
آتی ہے۔ اور اگر واجب کو ایسی ذات قرار دیں کہ جسمین وجود کا اعتبار و
لحاظ نہ کیا جائے تو ممکن پر افاضہ نو کیسے کر سکتا ہے۔ اسلئے کہ جب تک
خزانہ میں ذخیرہ ہی نہ ہوگا۔ تو داد و دہش کیسے متصور ہو سکتی ہے۔ اور اگر
وجود کو موجود مقرر کریں۔ اور اوس میں ذات کا اعتبار نہ کریں۔ ایسی حالت میں
یہ لازم آتا ہے کہ موثر حقیقی ہو کر قائم بنفسہ ہو کیونکہ وجود بنفسہ بغیر ذات کے
غیر قائم ہے۔

اہل رسم کے عقیدہ کی صحت کے یہ تین سو تین ہو سکتی تھیں جب یہ رسم

باطل ہو گئیں تو ان مخالفین تصوف کا مذہب لا طائل ہوا ہو گیا۔ و الحمد للہ علی ذلک
اب یہ بات باقی ہے کہ وجود کی علت خود ذات ہے یا غیر ذات۔ محض ذات
جو نہ کہ جہت سے مبرا ہے۔ موثر اور علت نہیں ہو سکتی۔ اور غیر ذات علت
وجودیوں قائم نہیں ہو سکتی کہ ذات اپنے تحقق و ثبوت میں اپنے غیر
کی جانب محتاج ٹھہرتے اور محتاج میں کبھی واجب ہونے کی قابلیت
نہیں پیدا ہوتی لہذا ذات مع اپنے تعین اول کے جو جہات مختلفہ سے
بجست ہے علت وجود ہے۔

رہا بعض کا یہ قول کہ ذات پر وجود ذرا یہ ہو گیا ہے مستلزم دور محال ہے کیونکہ
ذات کا وجود وجود کے وجود پر موقوف ہو گا اور وجود حیثیت قیام ذاتی سے
ذات پر موقوف ہو گا۔ اس حالت میں ذات اپنے تحقق میں فی نفسہا
ذات پر موقوف ہوئی اور یہ صریح باطل ہے۔ اس تمام سے یہ نتیجہ ظاہر ہوا
کہ واجب ہر موجود ہے۔ اوسکی غیر کوئی موجود نہیں ہے۔

بعض متصوفہ کا یہ خیال کہ وجود مطلق اس مقام پر ثبوت اور کون کے معنی ہی
نہایت غلط ہے اسلئے کہ ثبوت و کون وغیرہ معقولات ثانیہ میں سے ہیں
اور واجب کا معقولات ثانیہ کی فرد ہونا صریح باطل ہے۔ بلکہ بیان وجود سے
ذات مستقلہ قائمہ نفسہا مراد ہے اور تمام عالم اسکے قلم عرض میں سے ہر
الہستان الشاہق سبحانہ و تعالیٰ کی حقیقت وجود مطلق کی عین ہی بیان تک
کہ فرضاً وہ ہما بھی وجود کو حقیقت سے منفک تصور نہیں کر سکتے اسلئے کہ جب
حقیقت وجود دونوں ایک شے قرار دے گئے تو وجود کو حقیقت سے

جدا کرنے میں غیب وجود سے ذات کی جدائی لازم آتی ہے۔ اور ذات و ذاتیات کا منطقی ہونا محال ہے۔

ہاں ذات واجب کے علاوہ ممکنات کی ذات میں چونکہ وجود ذاتی نہیں ہے اس واسطے انہیں تصور انفکاک وجود جایز حتیٰ کہ واقع ہے۔ اگر ممکن ہے وجود منطقی کیا جاوے تو کوئی قباحت وجودی لازم نہیں آتے اسلئے کہ ممکن کا عدم وجود دونوں مساوی ہیں۔

ربا واجب کا وجود چونکہ عین ماہیت ہے اسلئے اس سے منفک ہو ہی نہیں سکتا۔ اور اپنے اطلاق کے سبب مع اعتبار عدم لیا جاتا ہے باعتبار عدم نہیں مانا جاتا۔

ہاں جب یہ کہا جائے کہ واجب موجود ہے ان الفاظ میں وجود کے معنی مصدری مراد لئے جاتے ہیں۔ یعنی اوس میں وجود واقع ہوا ہے اس حالت میں یہ وجود حقیقت کی واسطے عرض عام قرار دیا جاتا ہے۔ اور حقیقت اس پر حمل اولے سے مقول نہیں ہوتی ہے۔ اب وجود کے چند حالتیں ہیں کہیں تو فرض اور اعتبار کر نیوالے کے اعتبار و فرض پہاؤسکا دار و مدار ہوتا ہے جیسے نسبتیں اور اضافتیں چونکہ یہ وجود غرض قوت دراکہ وغیرہ امور غیبیہ سے تعلق رکھتا ہے اسلئے بدانتہا وجود حق سبحانہ تعالیٰ سے مراد نہیں لیا جاتا کیونکہ وجود حق سبحانہ و تعالیٰ نفس الامر خارجی حقیقی ہے اور یہ وجود غیر واقعی فرضی ہے۔ اور کہیں وجود فرض و اعتبار سے خارج ہوگا اس حالت میں کہیں قوت ہاے دراکہ و مشاعر میں اور کہیں مشاعر سے خارج ہی پایا جائیگا

اول صورت وجود ذہنی کے ہے جیسے حقیقی نسبتیں اور اضافتیں فوقیت و تحتیت وغیرہ اور دوسرے شکل وجود خارجی کی ہے۔

پس اگرچہ ذہنی واقعی اور غیر واقعی دونوں حصول فی المذاکر میں مساوی ہیں مگر فرضی امور اعتباریہ میں ہوتی ہے اور ذہنی امور حقیقیہ میں پائی جاتی ہے۔ دوسری صورت وجود خارجی کی ہے کہ مشاعرہ مارک سے خارج ہے۔ حاصل تقسیم یہ ہے کہ تحقق و ثبوت موجود کی حادثات میں واقع ہو یا نہیں ہے۔ اگر حادثات میں واقع نہیں ہو سکو فرضی کہتے ہیں۔ اور اگر حادثات میں واقع ہے اسکی دو حالتیں ہیں اول وہ جبکا ثبوت مشاعرہ مارک میں ہو۔ اسکو ذہنی کہتے ہیں۔

دوسری وہ صورت کہ جس میں ثبوت مشاعرے خارج ہو۔ اسکو خارجی کہتے ہیں۔ یہ دونوں ذہنی اور خارجی نفسی الامری کہلائے جاتے ہیں۔ پس وجود فرضی اور حقیقی دونوں متبادل ہیں اور وجود ذہنی و خارجی نفس الامری ہونے میں موافق ہیں۔ بطرح وجود خارجی وجود حقیقی سے خاص ہوا۔ ایسی طرح وجود ذہنی وجود مطلق سے خاص ہے۔

اب دیکھنا چاہیے کہ جس وجود کی ماہیت میں متقرر ہونے سے احکام و آثار کا ترتیب ہوتا ہے وہ وجود فرضی تو نہیں ہو سکتا اسلئے کہ وجود فرضی دراکہ تو کھکا معلق ہے اور بغیر کسی فرض کر نیوالے کے اسکا وجود نہیں ہوتا۔ اور واجب کو ایسے قیود سے کچھ تعلق نہیں۔ دوسری صورت وجود ذہنی کی ہے اس میں یہ قابلیت اسواسطے نہیں ہے کہ موجودات ذہنیہ کا تحقق مارک میں ہوتا ہو

اور واجب جیسا مطلق مدارک کی حمیں بے جا میں کیسے مقید ہو سکتا ہو
تیسری صورت وجود خارجی کی نسبت لایزم وہ ہے مورد آثار و احکام قرار پایا۔
اب اس وجود خارجی کو دیکھنا چاہیے۔ کہ یہ بنفسہ وجود مستقل ہو۔ یا کسی
جوہر کا عرض ہے۔ عرض ہونا تو یوں باطل ہے کہ عرض مستلزم دور باطل
ہے کیونکہ عرض محل کا محتاج ہوتا ہے۔ اور خود محل کی واسطے وجود کا ہونا ضروری
جو خود عرض قرار دیا گیا ہے۔ یہی دور کی صورت ہے پس لابد و ذات کا یہ بنفسہ ہے
البستان الثالث۔ اول کچھ تمہید عرض کی جاتی ہے بعد ازاں
مطلب معرض بیان میں آتا ہے تمہید واحد جس حیثیت سے کہ واحد ہو اس سے
واحد ہے صادر ہو سکتا ہے۔ ایسی ہی کثر جس خصوصیت سے کہ کثیر ہے
اوس سے کثیر ہی کا ظہور ہوتا ہے اسلئے کہ کثرت و وحدت آپس میں متضاد ہیں
اور ضد بحیثیت ضدیت دوسرے ضد کو پیدا نہیں کر سکتی۔ ہاں جب واحد میں
مختلف نسبتیں مان لی جائیں اوس سے کثیر کا صدور ہو سکتا ہے اسلئے
کہ یہ واحد جب نسبتوں کے اختلاف کے سبب کثیر ہو گیا تو ایسی حالت میں
اس واحد سے کثیر کا صدور مستبعد نہیں۔ حاصل الامر یہ ہے کہ واحد اور کثیر
کے دو حکم میں ایک حکم ذاتی ہے کہ جس میں امر زائد کا اعتبار نہیں یعنی اوسکی
وحدت صرافت میں وہ مرتبہ رکھتے ہو کہ اوس سے یہ بھی تمیز نہیں ہو سکتا
واحد صفت ہے یا اسم ہو۔ اور دوسرا وہ حکم ہے جس میں نسبت زائد کا
اعتبار کیا جاتا ہے اور اوس وقت وحدت ایک نسبت ثابتہ سمجھے جاتی ہے
جو واحد کے لوازم و صفات میں داخل ہے۔

کثیر کے دو حکم یہ ہیں۔ ایک میں حیثیت افراد کا مطلق لحاظ نہیں کیا جاتا۔ اور دوسرے میں کثرت وحدت کی طرح ایک احدیت پر مشتمل ہوتی ہے اور اس احدیت کے ذیل میں ہو کر کثیر سے واحد کا صدور ہو سکتا ہے۔

اس تسمیہ کے بعد معلوم کرنا چاہئے۔ کہ جس وقت ذات وجود مطلق میں کسی معنی کا لحاظ نہ کیا جاوے وہ واحد ہے اور میں نہ عدم اعتبار ہے نہ اعتبار عدم ہے۔ جہات میں سے کوئی جہت قید و اطلاق اس میں نہیں پائی جاتی سر اسرہ منقطع الاضافات ہے۔ ایسی حالت وحدت میں ذات کا منشا کثرت ہونا مستبعد ہے۔ مگر جب صفات و اسماء کی حیثیت سے اس کو مضاف الیہ خیال کرتے ہیں تو کثرت کا نشو و نما اس سے کچھ بعید نہیں معلوم ہوتا۔

اس بیان سے یہ تو معلوم ہو گیا کہ وحدت سے وحدت کی نشو و نما ہوتی ہے اور کثرت منشا کثرت ہوتی ہے مگر یہ معلوم کرنا باقی رہا کہ کثرت کی اور دو حالتیں ہیں اول اون اجزا کی کثرت جس سے وجود نشے متقوم ہوا ہے۔ جیسے نوع کے اعتبار سے جنس و فصل کی کثرت دوسرے لوازم کی کثرت ہے یہ لوازم ذات کے ایسے تابع ہوتے ہیں۔ کہ فرض و تصور میں بھی عقل ان کے انفکاک کا فتوے نہیں دے سکتی۔

بعض اہل خیال ماہیت میں اقتران وجود کو تسلیم نہیں کرتے اور یہ کہتے ہیں کہ اقتران اور انضمام دو موجود میں تصور ہو سکتا ہے۔ اور وجود کے اقتران قبل ظاہر ہے کہ ماہیت معدوم تھے۔ پس وجود و ماہیت میں اقتران

کیسے ہوا۔ اور فی الحقیقت یہ بہت سخت اعتراض ہے کہ جو حکم اور اہل کلام کے مسلک مقدس کے استیصال کو کفایت کرتا ہے۔ اور افسوس کہ اہل کلام جیسے اکابر اہل سنت اسکے جواب معقول میں نہایت خاموش نظر آتے ہیں۔ مگر محمد رشید و المنت کہ حضرات اہل تصوف اس اعتراض سے بالکل بری ہیں۔ وروہ صاف لفظوں میں جواب دیتے ہیں۔ کہ یہاں انضمام کے معنی یہ ہیں کہ وجود مطلق اطوار مختلفہ اور شیون تنشیدہ میں متطور و متعین ہوا ہے۔ یہی ممکن کی حقیقت اور موجودات کی ماہیت ہے۔ اوس سے عقل جزوی اور کلی معنی منسوخ کر لیتے ہے۔

مگر اس خصوصیت مقیدہ متطورہ سے وجود مطلق کے اطلاق میں کچھ خلل و فرق نہیں آتا ہے۔ وہ اپنے اوسے عزت و تقدس پر قائم رہتا ہے۔ الا ان لکما کان جو کہ ایک مشہور قول ہے اسکے تصدیق کرتا ہے۔ ہاں یہ ایک اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ جب اس قدر طور و تشل مختلفہ کی نوبت کو پہونچ گیا اور کل یوم ہونی شان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ہر دن ایک نئی شان میں ہوتا ہے پھر آلاں لکما کان کے کیا معنی رہے۔ میں اوسکے جواب میں عرض کرتا ہوں کہ اول تو یقولہ ہی ضرور نہیں ہے کہ صحیح ہو لیکن فی نفسہ اگر دیکھا جاوے تو بہت صحیح ہے اسلئے کہ بدلتا اہل تصوف کے ہاں کلی طبعی کا وجود مانا گیا ہر افراد محض انتزاعی امور میں جو کلی طبعی کی کلیتہا جامعیت کسی قسم کا خلل و نقصان نہیں پہونچا سکتے۔ مثلاً انسان کے معنی جیسے کہ ایک زید سے سمجھی جاتے ہیں اس طرح آدم علیہ السلام یا ایک نبی سے سمجھے جاتے ہیں۔ محض

انسانیت کے مرتبہ حیوان ناطق میں کسی قسم کا فرق نہیں ہے پس اگر انسان ایک ہو یا دو ہوں یا دو ارب ہوں خواہ بے انتہا کیوں نہ ہوں جو کلی معنی انسان کہ ایک شخص سے سمجھے جاتے ہیں وہی سب سمجھ میں آتے ہیں اور کلی معنی میں کوئی تنزّل واقع نہیں ہوتا ہے۔ علیٰ ہذا وجود جو کلی طبعی ہو وہ کتنے ہی بے انتہا صورتوں میں جلوہ گر کیوں نہ ہو مگر اس کے اصلی حالت اطلاق میں ذرا فرق نہیں آسکتا ہے۔

حاصل اقران یہ ہے کہ وجود مطلق نے ابتداً اپنے وجدان ذاتی سے جو تجلی فرمائی وہ حقیقت محمدیہ کے ثبوت کا سبب ہوئی اور وہ حقیقت محمدیہ بے حد اور بے انتہا شانوں میں تشل فرماتے رہتے رہے۔ وہ اعیان ثابتہ جنکو علم حق نے ثبوت کا اعزاز مرحمت فرمایا ہے۔ اور کما خلعت ظہور سے پیراستہ ہونا اقران وجود ہے یعنی باہیت اعیان ثابتہ ہیں اور وجود طور عین سے مراد ہے۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔

البستان البرالبع جیسے وجود مطلق کی حقیقت عقل پر منکشف نہیں ہوتی اس طرح وجود مطلق ان کثیف انگہوں سے دیکھا نہیں جاتا مان او کے جو تنزلات ہیں اوس میں مشاہد ہوتا ہے۔ اور اوس کے موافق خلوت علم میں آتا ہے۔ ان تمام تنزلات کو اس سے ایک ہی نسبت ہو اور بغیر ترتیب و تعقیب کے اوس میں مندرج ہیں۔ مگر اس سے یہ دہم نہ کر لیا جائے کہ ان تنزلات کے حدوث سے وجود مطلق میں حدوث کا کوئی حصہ شامل ہو گیا۔ اس لئے کہ حدوث بہ نظر ایک دوسرے کے ظہور کی ایک دوسرے کو ہی حاصل ہے۔ اور تقدم و تا

طبعی ہے۔ مجموعی نہیں ہے جیسے حیات علم پر مقدم ہے اور وجود علمی وجود عینی پر مقدم ہے اور اجمال تفصیل پر مقدم کہتا ہے۔

اب معلوم کرنا چاہیے کہ اول تعینات علم ذاتی ہے جس میں تمام الہی اور کونیہ ازلی وابدی نسبتوں و اعتبارات کا لحاظ کیا جاتا ہے۔ مگر اوس میں تفصیل و تمیز نہیں ہے کہ موجب تعداد و تکرر ہو۔ اسلئے عالم و معلوم اور علم اس مرتبہ میں واحد ہیں۔ مگر باوجود اسکے کہ پوری تمیز نہیں ہے پھر بھی نسبتوں اور احکام میں سے کوئی نسبت و حکم حیطہ علم مجمل سے خارج نہیں ہے۔ یہ پہلا پردہ ہے جو اطلاق کے منہ پر ڈالا گیا ہے۔ اس واسطے اسکو احدیت حقیقہ اور وحدت اولیٰ اور مقام اودانی و حقیقت محمدیہ اور تعین اول کہا جاتا ہے۔ جو کثرت کہ اس مقام سے خصوصیت رکھتے ہیں اسکو شیون ذاتیہ کہتے ہیں یہ مقام تمامی کائنات علوی و سفلی کیواسطے جمع الجوامع اور مرجع ہے اسکے دو وجہ قرار دی جاتی ہیں ایک وجہ تجر وکی جانب میلان کہتی ہے اور دوسری وجہ تلبس سے مشتمل ہے۔ وجہ اول یعنی تجر و کے کا قبلہ مرتبہ احدیۃ الناتیہ ہے۔ اور وجہ ثانی یعنی تلبس کے پھر تبہ واحدیت ہو اسکی وحدت حقیقہ اپنی کثرت خاصہ کیواسطے منافی نہیں ہے اسلئے کہ وحدت کثرت کی اصل ہی نہیں بلکہ عین ہے یہی وجہ ہے کہ واحدیت وحدت و کثرت کو عین واحد سے دیکھتی ہے۔ یہ مرتبہ حقیقت محمدیہ ہے علم وجود نور شہود چارون نسبتوں پر مشتمل ہے اور انکے اضداد جمل و فقدان غلظت و غلبت پر بھی متضمن ہے مگر ہاں فرق اس قدر ضرور ہے کہ جسکی قابلیت و لیاقت جس مرتبہ کے اسکان میں پائی ہو وہی فائضہ فرماتے ہے

کہ اوس سے اپنے امکان کے مطابق ظہور پذیر ہوتا ہے۔

اب اس وحدت حقیقہ کے جسکو تعین اول و حقیقت محمدیہ قرار دیا ہے وہ اعتباراً
ہیں ایک اعتبار اجمال ہے کہ جسمین اگر حقائق کو فیما بین تمایز حاصل نہیں ہے
اور غلبہ وحدت نے تمیز کو مقہور کر دیا ہے۔ دوسرا اعتبار تفصیل ہے اس میں حقیقت
کو ایک دوسرے سے تمیز حاصل ہے اور غلبہ کثرت نے وحدت کے
منہ پر پردہ ڈال دیا ہے۔

ان دونوں اعتبار کی یہ صورت ہے کہ حقیقت محمدیہ جب تعین و تجلی اجمالی
سے تجلی مہر کی تعین تفصیلی کے ساتھ ظاہر ہوئی۔ اگرچہ کل موجودات کمالاً
اجمالی طور سے ذات کے مواجہ میں موجود تھے مگر اپنے نفوس پر خصوصیات
تمیز کی حیثیت سے ظاہر نہ تھے اسلئے لامحالہ تمیز کی ضرورت واقع ہوئی۔
کہ اوس کے ذریعہ خصوصیات کے موافق ظہور فرماوے اسوجہ سے تمام نسب
واضافتاے الہیہ اور نیز کونیمہ کو خواہ ازلی تہین یا ابدی تفصیلی طور پر ادراک کیا
اوس ادراک کا یہ نتیجہ ہوا کہ ہر نسبت ایک دو کے نسبت اور ہر حکم دو کے
حکم سے تمیز ہو گیا۔

اب واحدیت مفصلہ کی کیفیت دریافت کرنی چاہئے کہ اوسکو دو طرح کے کمال
حاصل ہیں اول تو وہ کمالات ہیں جن کی شان و تاثیر یہ ہے کہ اپنے غیر میں فیضان
وجود کرتے ہیں۔ ان کو کمالات فعلیہ اور اسماء و صفات بھی کہتے ہیں اور جو
صورت علیہ ان کے علم ذاتی سے حاصل ہوتی ہے وہ اسماء و صفات کے
حقائق قرار دی جاتے ہیں یہی کمالات فعلیہ جب کسی ایسے تعین جامع میں

مجمع لئے جائیں جو تمام تعینات فعلیہ کے لئے اجمالاً محیط ہو۔ اوسکو الوہیت کہتے ہیں۔ اور اگر خصوصیات متعینہ سے متفرق لئے جائیں اوسکی دو صورتیں ہیں۔ اگر ظہور انوار اعیان میں ہو وہ اسماء الوہیت و ربوبیت ہیں اور اگر ظہور آثار کا عدم لیا جاوے۔ وہ الوہیت و ربوبیت کے حقائق ہونگے۔ اب ان حقائق کی بھی دو حالتیں ہیں اگر انکا تحقق بعض حقائق کو نہیہ کے اظہار پر جیسے خالقیت رازقیت، موقوف ہو وہ حقائق ربوبیت کہلائی جاتی ہیں۔ اور اگر ایسا نہ ہو وہ حقائق الوہیت ہیں۔ کمالات واحدیت کی دوسری قسم کمالات انفعالیہ امکانیہ ہیں اون کی شان یہ ہے کہ جب فاعل وجودی اون پر فیضان نور فرمائی وہ اوسکو قبول کریں اور متاثر ہوں۔ یہ کمالات انفعالیہ اگر کسی ایسے تعین میں لئے جائیں جو تمام تعینات انفعالیہ کو اجمالاً جامع اور حاوی ہو اوسکو حقیقت امکانیہ کہتے ہیں اور اگر متفرق طور پر لیں اوسکی دو صورتیں ہیں اگر علم میں عدم ظہور آثار کا اعتبار کیا جاوے وہ حقائق اور اعیان ثابتہ کہلاتے ہیں اور اگر عین میں آثار و احکام کا ظہور لیا جاوے یہ موجودات خارجیہ ہیں۔ خواہ روحانیات سے ہوں یا جسمانیات سے یا مثالیات سے۔ نتیجہ یہ ہے کہ کمالات انفعالیہ فرق کے مرتبہ میں واقع ہیں اور کمالات فعلیہ مرتبہ جمع میں ہیں۔

البستان الخامس جب ذات مطلقہ تعین اول میں متعین ہوئی۔ اور اوسکو تمام قابلیت متضادہ پر مختار و ذریعہ ظہور قرار دیا۔ تو تمام عالم بچرہ سے مادی تک موجود کے لباس سے محروم تھا۔ ہاں تجلی ذات جو بصورت علم جو چکی تھے تمام عالم کا اوس میں وجود مندرج تھا کہ جو موجود علمی کہہ سکتے ہیں اور یہ علم اصطلاحاً وجدان ذاتی

سے تعبیر کیا جاتا ہے وہ حقیقت محمدی اول ہے
 اول اون موجودات بسیطہ کی صورت میں ظہور پذیر ہوئی جو مادی ہونے کی نسبت
 تراش خراش وغیرہ تمام نقص سے بوجہ اپنی شرافت کے بری ہے۔ اور اس کو عالم
 ارواح کہتے ہیں۔ بعد ازاں جب دوبارہ تجلی ظہور سے اسے وجدان ذاتی کے
 موافق فرمائی۔ تو ایسے موجودات کے صورت قبول کی جو مادی ہونے کی صفت سے
 عالم ارواح کی طرح لطیف ہے اور بعض خصوصیات کی وجہ سے عالم اجسام سے
 مشابہت رکھتا ہے۔ تیسری مرتبہ جب تجلی فرمائی تو اون کثیفہ موجودات کی صورتوں
 میں جسمین ہر قسم کی خرابی و خراش تراش وغیرہ کی کثیف صفات سے انصاف
 یہ عالم شاد و حس کہلاتا ہے۔

ان تمام تعینات کے بعد جب ذاتی اپنے جمال جہان آرا کو جمعیت کے ساتھ
 ملاحظہ کرنے کے لئے ایک ایسے منظر کے طلبکار ہوئے کہ تمام مراتب علمیہ و وجدانیہ
 اور مثالیہ لطیفہ اور جسمانیہ کثیفہ کو جامع ہو تاکہ ان تمام صورت و قابلیات کو حاد می ہو
 جو متفرق اشیاء میں منفرد حیثیت سے موجود ہیں۔ اس خاص منشاے ذاتی کو یوں
 پورا کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات میں تمثیل فرمایا۔ اور انسان
 کامل کو اپنی صورت کے خلقت خلقت سے سرفراز فرمایا۔ یہ انسان کامل کی صورت
 اسی طرح اون تمام مراتب و قابلیات کو محتوی ہے جیسے کہ حقیقت محمدیہ
 کل مراتب کی عین ہے۔ اور اس کے ہر شان ہر وقت ایک نئے کن کی طلبگار
 ہوتی ہے۔ علیٰ ہذا یہ صورت عنصریہ مجیدہ بصورت انسان بسیرت واجب کل پر
 مشتمل اور کل کی عین ہے۔ اور جمعیت و کلیت کی حیثیت سے تمام موجودات

و واجب لقائے و تقدس میں ہرزخ واقع ہوئی ہے۔ اور چونکہ اس سے امر
 خلافت منظم ہوتا ہے۔ اور خلیفہ کو متخلف کے تمام صفات سے سوا
 صفات ذاتیہ کے متصف ہونا ضرور ہے اسلئے تمام وہ قابلیات جو حقیقت
 محمدیہ میں پائی جاتے ہیں وہ آئینہ انسان کامل میں اجمال سے نظر آتے ہیں۔
البستان الساوس۔ اعلم و فک اللہ کہ وجود حقیقت واحدہ متقلہ
 اور عین حقیقت جو۔ اور ماسوا کے عدم بحث اور لاشے محض ہے۔ اور تمام
 عالم تعین و خصوصیت اعتباری کے سبب غیر حقیقت ہے مگر اعتباری واقعی
 نفس الامری ہے جیسے صورت بشریہ میں حقیقت جبریلیہ کا متشل ہونا حقیقت
 کی نظر سے بالکل عینیت کا حکم رکھتا ہے کیونکہ صورت متشلہ کا بجز حقیقت جبریلیہ کے
 اور کوئی وجود نہ تھا مگر تشخیص و تعین کے لحاظ سے ضرور فرق تھا۔ اسی طرح
 مخلوق حیثیت ذات سے خصوصاً مجرد ہے اور ظہور کے مرتبہ میں اگر تلبس ہے
 حاصل یہ کہ عین تجرد کی حالت میں تلبس اور تلبس کی صورت میں مجرد ہے گو
 اطلاق تقييد کے مخالف ہے اور تقييد بھی اسی طرح اطلاق و کلیت کو منانے
 ہے مگر چونکہ اطلاق و تقييد دونوں مختلف اعتبار سے ہیں۔ اور متشل اپنے
 تمثلات کی نظر سے ایک ہی حالت میں مجرد و تلبس ہے۔ اسلئے وہ حیثیت
 وجود سے دو مختلف احکام تجرد و تلبس کا محکوم علیہ جو۔ مثلاً صورت جبریلیہ
 جو بصورت وحیتہ الکلبی تجلی ہوئی وہ حقیقت جبریلیہ کے عین نہیں ہے بلکہ
 صورت انسانیہ ہے۔ مگر ہاں بے شک اسکی حقیقت حقیقت جبریلیہ جوتھے
 اگر اسکی حقیقت حقیقت جبریلیہ نبوتی تو امر وحی میں جسکا تعلق جبریل علیہ السلام

نہایت فسادِ عظیم برپا ہو جاتا اس سے ثابت ہوا ہے کہ بلا شک وہ حقیقت جبریلیہ ہے۔ گو اسکی صورت ہم شکل صورتِ جبریل کے غیر اور انسانی صورت کے مشابہ ہے۔ پس ظاہر ہے کہ عمیقتِ ماہیت کے اعتبار سے اور غیرتِ صورت کے مرتبہ میں واقع ہوئی ہے۔ اسکی صورت انسانیہ اور جسمیت وغیرہ صورت بشریہ کی جانب ماضی ہے۔ اور احکامِ تقدس اور ابلاغ وحی حقیقتِ ملکئہ جبرائیلیہ کی طرف منسوب ہیں۔

ایک امر اور یاد رکھنے قابل ہے کہ بشریت کے احکام حقیقتِ ملکئہ پر قائم نہیں ہیں بخلاف لطافت و بساطت و تقدس کے کہ ان پر حقیقتِ ملکئہ کا قیام ہے مگر حقیقتِ ملکئہ کو صورتِ بشریہ سے ایک نسبت خاص ہے۔ کہ جسکے سبب صورتِ بشریہ کا قیام اور لوازمِ احکام کا ثبوت ہی اگر اس نسبت خاص کی امداد و توجہ نہوتی تو یہ صورت منعدم ہو جاتی۔ اسی نسبت کا یہ اثر ہے کہ اس صورت پر بشریت کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ ورنہ اسکی حقیقت ملکئہ اسکی صورت متمثلہ کے مخالفت کرتی ہے۔

ایسے ہی موجودات دنیا و جود حق کی تمثلات ہیں۔ جس طرح کہ صورتِ جبریلیہ متمثلہ کے احکام کو اسکی حقیقت تک رسائی نہیں ہے اسی صورت سے حقائقِ ملکائہ کے احکام غیرتِ اعتباری کی حیثیت سے صورتِ متمثلہ کی طرف راجع ہیں ان موجودات کی حقیقت کو حقیقتِ محمڈیہ کے ہر ایک اسم سے ایک نسبت خاص ہے حقیقت کے اسمین سے جس اسم نے مثلِ فرمایا اس کے مطابق موجودات کا طور ہوتا رہتا ہے۔ پس حقیقت کو صورتوں سے لازم و ملزوم کی

نسبت ہے جزو و کل کے نہیں ۔

البيان السالحي - فی تفصیل المراتب علی سبیل التمثیل - اعلم ایک مسئلہ مضمرہ کہ وجود مطلق کی نسبت قرآن پاک میں ارشاد ہے ولله اشل الاعلیٰ اس واسطے ایمان مثل کے پیرایہ میں مراتب کی تفصیل نہ درملاحظہ کی جاتی ہے ۔

یہ معلوم ہے کہ وجود مطلق کلی سببی ہے ۔ تو حسب قاعدہ ان للثلاث لغیرہم بالمثل دو سے قریب الفہم کلی سے یہ مراتب جملہ ذہن نشین ہو جائیں گے ۔ پس مخفی نہ رہے کہ عموماً ہر کلی میں ایک اعلیٰ مرتبہ اس قسم کا ہوتا ہے کہ وہ اس مرتبہ میں تمامی اطلاق و مقیدہ نسبتوں سے مبرا تسلیم کی جاتی ہے ۔ جیسے انسان انہی ذاتی حیثیت سے نہ اطلاق کا مقصد ہے اور نہ تقيید کا خواستگار ۔ اوس میں بحر لحاظ ذات کوئی حجت ہی نہیں جو دو سے تصور کے گنجائش پیدا کر سکے کل امور سے نظر منقطع ہے ۔ واجب الوجود میں اس کے مقابل مقام عاہر کہ جہان حیرت و تارکینی خود رفتگی کے سوا کسے ذہن یا تصور کا گذر نہیں ہو سکتا یہ کلی چونکہ کلیۃ الاعلیٰ ہے اسلئے اسے قسم کے اور تنزیہ اسکو حاصل ہے ۔ انتہایہ ہے کہ تنزیہ سے نہرہ اور تبرہ سے بری ہے ۔

اس مرتبہ ذات کے بعد جب تجلی ذات اس حیرت میں شمع کمالی روشن کرتی ہے انسان خود کو کمالات سببی اور ایجابی اور فعلی انفعالی وغیرہ امور سے مشہور پاتا ہے ۔ اسکو عقل انسان کہتے ہیں ۔ یہ عقل انسان کے تمام قابلیات اور صفات کے اظہار کا آلہ ہے ۔ واجب میں اس کے مقابل تعین اول اور حقیقت اس کے کام تہ واقع ہے ۔ جو ذریعہ اظہار کا مناسب ہے ۔ اب آگے چلکر

عقل کو دور راستے پر تے ہیں ایک وہ کہ جس میں قابلیات کلیہ کا تجربہ دانشمندی ہے انسان میں یہ مرتبہ عقلیہ مجرد عامہ کہلاتا ہے۔ اور واجب میں اس کے مقابل مرتبہ احادیث ہے جسکو اہل معقول لابلہ طائشے قرار دیتے ہیں۔ دوسرا وہ طریقہ جس سے تمام خبریں اور کلی امور میں اسکا دست تصرف متصرف رہتا ہے انسانی مرتبہ میں اسکو عقل متصرفہ کہتے ہیں اور واجب میں اس مرتبہ کا نام احادیث ہے۔ اہل معقول اسکو بشرط لکھتے ہیں یہ تعین ثانی ہے۔ اس مرتبہ میں تمام قابلیات بلیہ ایجابیہ وغیرہ اپنے اپنے رنگ دکھاتے ہیں۔

اب قابلیات فعلی میں اور انفعالی۔ اور یہ دونوں کبھی مجمل ہوتی ہیں۔ اور کبھی مفصل فعلیات کا اجمال الوہیت کے مقابلہ میں ہوتا ہے اور انکی تفصیل صفات کے مشابہ ہوتی ہے۔ انفعالیات کا اجمال بمنزلہ حقیقت امکانیہ ہوتا ہے۔ اور اسکی تفصیل اعیان ثابتہ کے مرتبہ میں ہوتی ہے۔ پس جبکہ حقیقت انسانی میں قابلیات فعلی کے ظہور سے کسے قسم کا خلل واقع نہیں ہوتا۔ تو عین حقیقت واجب میں جو اس سے بڑا صاحب شیون نامتناہیہ ہے کیسے تعدد لازم آسکتا ہے یہ مسئلہ چونکہ دقیق ہے اسلئے اکثر زلزلۃ الاقدام میں گرفتار ہوئے ہیں۔ اور جنکو بہت نغمہ نشین اور سخت زلزلتیں ہوئی ہیں۔ اونہیں بعض لوگ ایسے نظر آتے ہیں جنکو محبوب بھانپا سیئے۔ اونکو بجز کثرت وغیرہ کے نظر ہی نہیں آتا۔ بعض وہ لوگ ہیں جو مخدوب کہہ جاتے ہیں۔ وہ بجز وحدت و غلبت کے دیکھتے ہی نہیں یہ دونوں لوگ اقتدار کے لائق نہیں ہیں۔ ایک ظلمت کثرت سے محبوب ہیں۔ دوسرے نور وحدت سے ہان عارف مقتدا وہ ہے جو دونوں مقام پر عبور

رکتا ہو۔ یعنی وحدت اشیاء کے بواطن میں اور کثرت اشیاء کے ظاہر میں عیان دیکھے
پس ممکنات حقیقتاً عین واجب میں اور اعتباراً اوسکے غیر میں نہ جمیع وجود
عین میں اور نہ تمام اسباب غیر میں۔ جیسے زید حقیقتاً عین انسان ہے وہ ہے
اپنے تعین زیدیت کے اعتبار سے غیر انسان ہے۔ اور عصا سے موسوی
باوجودیکہ عصا ہی تھا مگر سانپ نظر آتا تھا وہ جس حالت میں عصا تھا سانپ
تھا اور جب سانپ تھا عصا نہ تھا۔ حالانکہ واقعہ میں عصا ہی تھا کیونکہ سانپ عین عصا
تھا اور عصا عین سانپ تھا اور پھر لطف یہ کہ عصا اور سانپ دونوں متغایر ہیں
علیٰ ہذا تمام جادو گردوں کے بتسیان جو سانپ بن گئیں تھیں۔ فی الحقیقت وہ بتسیان
تھیں۔ مگر صورت میں سانپ تھیں۔ لیکن جو نقصان یا اثر اونسے مرتب ہو نہ لایا
حقیقتاً وہ اثر تھا جو سانپوں کے اثر سے متعلق ہے۔

یہاں بہتہ معلوم ہوتا ہے کہ اہل حق سمونیہ اوسکے مسئلہ مقدمہ پر جہلات اہل سیم
کی طرف سے جو اعتراض کے گے اونہیں سے بعض کے مختصر جواب پیش کئے جائیں
اونہیں سے اول اعتراض یہ ہے کہ وجود کو اگر واجب قرار دیا جائے اور وہ تمام
ممکنات میں ساری ہو رہا ہے اس سے لازم آتا ہے کہ تمام ممکنات واجب الوجود
ہیں۔ اسلئے کہ مقید مطلق کا عین ہوتا ہے۔ حالانکہ اسکو کوئی تسلیم نہیں کر سکتا کہ تمام
ممکنات واجب الوجود ہیں۔

اوسکا جواب یہ ہے کہ کسی شے کے واجب ہونے سے یہ ضرور نہیں کہ اوسکے
لازم کا بھی واجب ہو نا لازم آوے۔ چونکہ ممکنات وجود کے لوازم ہیں اسلئے واجب الوجود
کے واجب ہونے سے ممکنات کا واجب ہونا نہیں لازم آتا۔ بعض کا خیال

ہے کہ واجب کی واسطے کسی ایک ممکن کا لازم ہونا ضروری ہے نہ کہ اس تمام موجودات کا اسلئے ہم یہ مانتے ہی نہیں کہ ممکنات لازم وجود میں۔

میں اس کے جواب میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جب تک ہر ممکن کا وجود تحقق نہیں ہوا خواہ وہ تحقق بحسب امکان ہو وہ پیدا نہیں ہو سکتے۔ اور جب تحقق ہو گیا تو کل ممکنات لازم وجود ہو گئے۔ اس کے علاوہ اور ایک جواب ہے کہ وجود کی مختلف حیثیتیں ہیں۔ اگر مختلف ہوتی تو واحد سے کثرت کا سدور محل تھا پس جس حیثیت سے کہ وہ واجب ہے ممکن نہیں اور جس حیثیت سے ممکن ہے واجب نہیں۔ اور مرتبہ حقیقت سب مراتب کو جامع ہے۔

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ وجود میں محلات کے تکثر سے تکثر پیدا ہوتا ہے مگر اس کی کیا وجہ کہ واجب میں تکثر نہ مانا جاوے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ کثرت وجود میں تکثر کہی نہیں ہوتا بلکہ یہ کثرت اس کے شیوں میں پیدا ہوتی ہے اور کثرت شیوں سے جو اعتباری ہوتے ہیں حقیقت میں کب اثر تکثر ظاہر ہو سکتا ہے۔

تیسرا اعتراض یہ ہے کہ وجود کو جب واجب و ممکن اور قدیم و حادث کے طرف تقسیم کریں تو اس صورت میں ایک سے اپنی اور اپنے غیر کی جانب تقسیم پانا لازم آتا ہے۔ اسلئے کہ وجود جب واجب کا نام نہیں تو پھر اس کے کیا معنی کہ وجود ممکن اور واجب کی جانب منقسم ہوتا ہے۔

میں اس کے جواب میں عرض کرتا ہوں کہ وجوب و امکان اور حادث و قدیم وغیرہ نسب وجود کے اسماء میں اس کے اسماء ذاتیہ نہیں ہیں۔ اگر اس کے اسماء ذاتی

ہوتی تو ایک کی تقسیم اور سکی ذات و غیر ذات کی طرف لازم آتے۔
چوتھا یہ اعتراض ہے کہ وجود مطلق کا بجز ذہن کے اور کمین وجود نہیں ہے اور
واجب کا وجود خارجی ہے اس صورت میں واجب وجود کو مقرر نہیں کر سکتے
میں اور اس کے جواب میں عرض کرتا ہوں کہ یہ محض غلط خیال ہے کہ وجود مطلق
موجود نہیں بلکہ حقیقت و خارج میں وجود مطلق موجود ہے۔ اور مقیدات عالم
منفرد ذہنی واقعی امور ہیں۔ کیونکہ جب زید و عمر میں دریافت کرتی ہیں تو ضرور
ماہ الاشرک ایک حالت نکلتی ہے یعنی انسانیت سمجھ میں آتی ہے۔ اور
جب زید اور دیوار سے سوال کیا جائے تو وہ حالت انسانیت دونوں سے
نہیں سمجھی جاتی بلکہ ایک ہی انسانیت اور دوسری سے جدائیت ثابت
ہوتی ہے۔ پس ضرور ہر کئی کا کوئی ماہ الامتياز ہے۔ اس کی و اہل معقول میں
بعض ابتدائی لوگ جیسی ملا حسن وغیرہ علاقہ مجہولہ الکائنہ کہتے ہیں۔ مگر فی حقیقت
وہ علاقہ مجہولہ الکائنہ جو ظاہر میں پایا جاتا ہے۔ خود ہی ماہ الاشرک حقیقت انسان
ہے۔ پس جسطح انسان کلی خارج میں موجود ہے۔ اس طرح کلی الاعلیٰ وجود مطلق کے
سوا کوئی موجود و ثابت نہیں ہے ماسوا او کے تمام شیوں اعتباری ہیں جیسے
کہ آسمان کے مقابلہ میں آسمانیت کا وجود ہے اس طرح وجود کی نسبت تمام کائنات
کا وجود ہے۔

پانچواں اعتراض یہ ہے کہ وجود سے بڑھ کر کوئی بدیہی شے نہیں اور واجب الوجود
سے زیادہ کوئی فکری اور کسبی نہیں۔ ایسی حالت میں وجود۔ واجب۔ کیسے
ہو سکتا ہے۔ کیونکہ دو مختلف مقتضا کی چیز میں ایک نہیں ہو سکتی ہیں۔

اوسکا یہ جواب ہے کہ اگرچہ وجودانیت سے نہایت بدیہی ہے مگر کہنہ سخت
 کسبی ہے باوجودیکہ وہ اپنی انیت سے تحقق میں تمام اشیاء سے ظاہر تر ہے
 مگر کہنہ میں سب چیزوں سے البطن اسطرح واجب الوجود کو بدلتا ہر شخص یہ
 جانتا ہے کہ وہ خالق ہے زاق ہے عادل ہے جواد ہے مگر اوسکی
 ذاتیات میں عقول انبیاء حیران ہیں

چھٹا اعتراض یہ ہے کہ وجود اگر عین واجب ہے اوسکی دو صورتیں ہیں یا تو وہ پنچ
 اطلاق سے عین ہے یا تنقید سے جس صورت میں کہ اطلاق سے عین
 ناما جادے تو صفت تخلیق و ایجاد سے نہ مرتصیف ہوگا۔ کیونکہ واجب ان
 صفات سے متصف ہے۔ اور چونکہ ہر صفت مخصوص موصوف ہو ا کرتی ہے
 اسلئے اطلاق تو اول ہی مرتبہ کا فور ہو گیا جس سے صفت پیدا ہوتی تھی۔

دوسری صورت یعنی تنقید کی حالت میں عینیت لینے سے واجب کا
 مرکب ہونا لازم آتا ہے۔

اوسکا یہ جواب ہے کہ وجوب و اطلاق کے دو مرتبہ ہیں ایک وہ اطلاق جو
 تمام فعلی و انفعالی نسبتوں سے معر ہے۔ دوسرا وہ اطلاق ہے جو تمام نقائص
 امکانیہ یعنی جسمانی و روحانی و مثالی لقینات سے بری ہے اور عین سے پہلا
 مرتبہ ذات ہے۔ دوسرا مرتبہ ذات مع الاسماء و صفات کا ہے۔

اب واجب کی حالتین دیکھنے چاہئیں کہ وہ یا تو ذات صرفہ لائقین ہے اور عین
 ہرگز تنقید نہیں ہے یا ذات مع اسماء و صفات ماخوذ ہے۔

پس واجب بمعنی اول میں اطلاق کی پہلی صورت سے وجود کو عینیت ہے۔ اور

واجب بمعنی دوم اطلاق کی دوسری صورت عین و جو ہے۔
 اگر کوئی یہ کہے کہ واجب الوجود خالق ہے جسکو کہ وجود مطلق مانتے ہیں۔
 اور مطلق کا مقید پر حمل ہوا کرتا ہے تو واجب الوجود کا حل ممکنات پر لازم آتا ہے
 میں اس کے جواب میں یہ کہتا ہوں کہ حل میں ایک اتحاد کی جہت ہوتی ہے
 اور دوسری مغائرت کی اور یہ اتحاد اور مغائرت دو طرح پر تحقق ہوتے ہیں
 پہلی صورت یہ ہے کہ صورت کے موافق خارج میں اتحاد ہوا اور معنایاً ذہن
 میں تغایر ہو جیسے زید انسان ہے یہ دونوں باطن میں غیر اور خارج میں متحد
 ہیں کیونکہ زید اپنی اوس جزئیّت کے سبب جو شخصیت پیدا ہوئی ہے
 اور انسان اوس کلیّت کی وجہ سے جو اوسکی ذات کو لازم ہے فیما بین
 تغایر میں ایک تو حل کی یہ صورت ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ صورتاً
 مخالف ہوا اور معنایاً اتحاد ہو جیسے حقیقت جبریلیہ اور صورت وحیتہ الکلبیہ اگر
 ان میں اتحاد نہوتا تو جس شے کا صورت وحیو یہ سے ظہور ہوا وہ حقیقت جبریلیہ
 ظاہر نہوتا۔ یہاں ہم جس شے میں بحث کرتے وہ تغائر بحسب الصور
 و اتحاد بحسب الحقیقت کی صورت ہے اور کسی مالت میں اس معنی کے ظہور سے
 کچھ نقصان لازم نہیں آتا بلکہ اگر ظہور نہوتا تو ایک قسم کا نقص تھا اندر میں
 حالت موجبہ بالکسر و بالفتح الجیم میں حل ہونا کچھ نقصان کی بات نہیں ہے
 مگر جب اون نسبتوں پر جو صورتوں میں تغایر پیدا کرتی ہیں اور حق جل و علا کی
 مخلوق پر مقدم ہونے پر نظر ہو پختی سے تو حل ممنوع معلوم ہوتا ہے اور
 جب حیثیت اطلاق سے موجبہ تعالیٰ کی جانب توجہ سے دیکھا جائے کہ وہ

جس صورت میں چاہئے تمثیل ہوتا ہے خواہ غلی ہوں یا علوی اور کچھ
اوسکی حالت اصل یہ جو قبل از تمثیل تھی باقی رہتی ہے حل صحیح ہوتا ہے
جیسے کہ حیوان مادہ کی حیثیت سے انسان پر مقدم ہے حل صحیح نہیں ہو سکتا
اور اطلاقی کے اعتبار سے ہمیشہ اوسپر محمول ہوتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ
ایجاد وغیرہ لوازم کے اختیاف کے سبب مجتمع نہیں ہوتے کیونکہ ایجاد اس کا
طلب گار ہے کہ موجبات اپنے مخلوقات پر محمول نہ ہو اور اطلاقی خواستگار ہے
کہ مطلق اپنے مقیدات پر ضرور محمول ہو۔

ساتواں مسئلہ اعتراض ہے کہ وجود یعنی ذات الہی اگر ممکنات میں ساری ہے
تو ذات الہیہ کا ناپاکیوں سے آلودہ ہونا لازم آتا ہے اس کے علاوہ وجود میں
اور بہت سے قباحتیں نظر آتی ہیں جنکو وجود حق جہانہ و لغائے کی طرف منسوب
کرنے پر کوئی اہل عقل جرات نہیں کر سکتا ہے۔

اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ ذات الہیہ بلا شک موجودات میں ساری ہے
مگر اپنی لطافت کا ملکہ کے سبب آلودگی سے بری رہتی ہے۔ جیسے آفتاب کا
نور ناپاکیوں پر پڑتا ہے مگر اپنی لطافت کے سبب آلودہ نہیں ہوتا۔ اختلاط
نجاست کی صورت وہاں پیش آتی ہے کہ جہاں کوئی ناپاک جسم
دوسرے جسم سے مقارب ہو۔ اور وجود الہی حیثیت لاطیف کو سبب جسم کے
قید سے مقید ہو ہی نہیں سکتا جس مرتبہ میں اس کو تصور و تشکل مانتے ہیں
وہ ممکنات کا مرتبہ ہے۔ اس وجہ سے وہ نقص جو جسمانی امور سے تعلق
رکتے ہیں جسم کی قید تک رہ جاتی ہیں اور جب اطلاقی کا مرتبہ آجاتا ہے

وہاں جسم کی قید ہی نہیں رہتی جو متنجسات سے تعلق لازم آوے۔

دوسرا مفصل جواب یہ ہے کہ وجود بنفسہ وبالذات خیر ہے اور شرہ بالذات عدم کو کہتے ہیں اشیاء وجودی میں شرہ وہی نہیں سکتا شر جب کہی ہوگا اوسکا مرتبہ عدم میں آکر نشوونما ہوا ہوگا۔ جنکو کہ ہم خراب اور ناپاک قرار دیتے ہیں وہ بنفسہ ایسی نہیں ہیں مثلاً پاخانہ یعنی برا انتہا کی بدتر شے خیال کی جاتی ہے وہ اس حیثیت سے کہ صحت کے نقصان کا موجب ہوتی ہے خراب ہے ہے لیکن اس حالت میں بھی عدم صحت خراب چیز ہوانہ کہ بنفسہ برا ہے۔ کیونکہ برا ایک قسم کے کیڑوں کی پیدائش اور حیات کا سبب ہو جاتا ہے اور افعال میں سے مثلاً چوری بڑے سمجھی جاتی ہے اسلئے کہ ایک شخص کے مال کو اوسکے پاس سے معدوم کرنا ہوتا ہے چونکہ دوسرے مقام پر اوسکا وجود ہوتا ہے اسلئے چوری اس نسبت سے بری نہیں تو یہ برا ہی جو کچھ پیدا ہوتی ہے وہ ایک دوسرے کی نسبت سے فی نفسہ شر کوئی وجودی شے نہیں ہو سکتی۔ پس چونکہ واجب الوجود وجود مطلق کو مانا ہے جو کسی صورت کے شر نہیں اور کوئی نقصان حیثیت وجودی سے لازم نہیں آسکتا۔ اسلئے کسی قسم کی قباحت نہیں معلوم ہوتی کہ وجود مطلق کو خدا مبین شر اور نقصان جس قدر تھا وہ عدم کے نذر ہو گیا و الحمد للہ علی ذلک۔

اذا علمت هذا فاعلم کہ وجود میں جب تلبس بتجود کا لحاظ نہیں کرتے وہ وجود مطلق اور ذات بحت اور غیب الہوت کہلاتا ہے۔ کسی کا علم و کشف اوس سے متعلق نہیں ہو سکتا مگر جب اپنے مراتب تنزیل میں نزول و مثل کرتا ہے۔

اور اک اوس سے تعلق پذیر ہوتا ہے۔

اوسکی پہلی تجلی حسین شیون الہیہ اور کونیہ کی کامل جمعیت تھی وہ حقیقت محمدیہ قہر پائی اور دو حالتوں پر مشتمل ہوئی۔ ایک حالت میں صفات و اعتبارات سے اوسکو بریت حاصل ہے۔ دوسری حالت میں تمام صفات وغیرہ سے مرتبہ طور کا نشو و نما ہوتا ہے۔ حالت اولیٰ مجملہ اور ثانیہ مفصلہ کہلاتی ہے حالت مجملہ میں صفات کا وجدان حاصل ہے اور دوسری حالت میں یہ کارخانہ ہے کہ مظاہر ان جلال قہر کے دفتر سے حکم طور حاصل کر کے شیطان کی تعلیم کے موافق ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ اسلئے تمام صفات ذمیہ اور نجاسات وغیرہ اوس شان جلال کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ کیونکہ ان افعال کا صدور شیون سے ہوتا ہے نہ کہ خود ذات واجبے۔ ذات اپنے مرتبہ میں واما الورا ہے۔ اور مظاہر ان جمال نوری لباس پہنکر انبیاء علیہم السلام کی تعلیم صحیحہ کے موافق شمع انجمن افروز بزم عالم ہوتے ہیں۔

اگرچہ حضور اکرم سرور عالم کی حقیقت مظاہر جلال و جمال دونوں کے مبداء اور منشاء ہے مگر آپ کا منشاء ذاتی جو ہدایت خلق ہے وہ مظاہر ان جمال میں ظاہر ہوتا ہے۔ عمومیت کے لحاظ سے تمام کائنات من الازل الے الابد بہت محمدی ہے اور خصوصیت کے اعتبار سے صرف مظاہر جمال شمول است حضور کا نقشہ نہر کہتے ہیں۔

البستان الثامن۔ فی ضرورت المقید للمطلق وجود مطلق کیواسطے کسی نہ کسی مقید کی ضرورت ہے۔ اور ہر مقید کو اپنے مطلق کی حاجت ہے۔ اور باوجود

اس لزوم کے مطلق بالذات غنی ہے مگر مقیدات کا شائق ضرور ہو
 اور مقید بالذات فقیر و محتاج ہے۔ کیونکہ اگر مطلق کا ظہور بلا مقید کے
 نہیں ہوتا تو مقید کا وجود بغیر مطلق کے محال ہے مطلق حقیقی کی یہ
 صفت ہے کہ کلیت و ہزئیت۔ اور نسبت فاعلیت و قابلیت عامیت
 و معلومیت اور اسم و رسم اور تنزیہ و تشبیہ کی قیود سے بری ہو نہ جہاں
 اس کی طرف منسوب ہو سکے نہ جہاں۔ انتہائے مطلق یہ ہے کہ صفت ذاتی
 جو اطلاق ہے وہ بھی نظر انداز ہو جائے وحدت و کثرت اس کے میدان میں
 حیدان ہوں۔

البستان التاسع فی انقسام الوحدات۔ اَیْدَاکَ اللّٰهُ لِیُفْضِلَ لَکَ وَحْدَتَ کَہی تمام وجود
 سے عین شے ہوتی ہے اور کبھی بعض اسباب سے عین ہو۔ بعض سے غیر ہوتی ہے
 اور بعض مقام پر ہر طرح غیر ہوتے ہیں۔ پہلی وحدت خستہ وجود
 مطلق میں پائی جاتی ہے اس لئے کہ حق سبحانہ تعالیٰ میں وحدت عین ذات ہے
 اسی وحدت سے لفظ احد مشتق ہوا ہے۔ اور دوسرے وحدت صفات الہیہ
 میں نظر آتی ہے اس لئے کہ صفات وجود کی حیثیت سے عین ذات ہیں۔
 اور اپنے تعینی حالت میں غیر ہیں اس وحدت سے لفظ واحد مشتق ہوا ہے
 تیسرے وحدت انواع اعداد میں پائے جاتے ہیں مثلاً دو کا عدد ہے
 گو تمام عدد انواع اعداد میں ہیں مگر دو کو تین اور چار وغیرہ سے پوری مغایرت
 ہے کبھی وحدت کی یہ قسم اخبار کو عارض ہوتی ہے وہ جنس عالی کی
 اعتبار سے واحد ہو جاتے ہیں۔ اور کبھی انواع کو عارض ہوتی ہے وہ جنس

کی نظر سے واحد ہو جاتے ہیں۔ اور کہنی اشخاص پر دار و ہوتی ہے وہ باعتبار
نوع واحد ہو جاتی ہیں۔

پس وہ محمولات جو مرتبہ سفل میں مغائر ہوتے ہیں حقیقت عالمیہ میں ترقی پا کر
متحد ہو جاتے ہیں جیسے کہ انسان ضاحک اور کاتب ہے اور نیز وہ موضوعات
جو مرتبہ شتی میں متباین تھے موضوع عالی میں پہنچ کر متحد ہو جاتے ہیں
جیسے کہ اذن اور روئی سفید ہونے میں دونوں اتحاد۔ لےتے ہیں اس طرح
درجہ بدرجہ ترقی پا کر تمام موجودات عالم مرتبہ وجود میں جو ہر موجود کا انتہائی
مقام ہے متحد ہو گئے ہیں اور سب کی آخری احتیاج ایک وجود مطلق کی
طرف ثابت ہو جو بعد ترتیب مقدمات شکل اول بہرہت سے یہ ثابت
کرتے ہے کہ وجود مطلق کے سوا واجب الوجود کوئی نہیں ہو سکتا اور اگر
فرض بھی کیا جائے تو وہ ضرور وجود کا محتاج ہوگا اسلئے کہ معاروم میں خدا بنوی
قابلیت نہیں اور محتاج بھی خدا نہیں ہو سکتا اسلئے لامحالہ وجود کے سوا واجب
قیاس کی ترکیب یوں ہے۔ صغریٰ۔ واجب محتاج الیہ الکل ہے۔ کبریٰ محتاج
الیہ الکل وجود مطلق ہے۔ نتیجہ۔ واجب وجود مطلق ہے صغریٰ کا صدق تو بدیہی جو
راہ کبریٰ اسکی اولہ قطعیہ پہلے گذر گئیں بہر حال یہ ثابت ہوا کہ وہی وجود مطلق
واجب ہے جو سب کا محتاج الیہ ہے۔

اب واجب الوجود کے واحد ہونے کی دلیل ملاحظہ کیجئے اگر کہے کہ دو شے
وجوب وجود کے ساتھ متصف ہوں تو وجوب دونوں میں امر مشترک ہوگا ایسی
حالت میں ضرور ہے کہ دلجین میں کوئی امر فارق ہو ورنہ تعدد مستلزم بطلان ہو جائیگا

اور جب بلا قارق کے واجبوں کا تعدد ضروری قائم نہیں رہا تو واجبین
 مابہ الامتیاز کے محتاج ٹھہرے اور محتاج کو کوئی واجب نہیں مان سکتا
 اور یہ ضرور ہے کہ کوئی معبود اس کے غیر نہیں کیونکہ لا الہ الا اللہ
 لا شائک غیرہ اگرچہ بہت سے معبود ثابت کرتے ہیں مگر غیریت کی نفی
 کرتے ہیں کیونکہ لا الہ غیرک کے معنی یہ ہیں کہ کوئی معبود یہ غیر نہیں ہو
 اور جسکی پرستش کی جائے وہ معبود ہے جیسے زید کو کسی تصور پر اکتہینہا
 پٹیا جائے یا بلا تصور دونوں حالتوں میں اس کا مضروب ہونا لازم آتا ہے
 یہ اور بات ہے کہ ایک مقام پر غیر مناسب تھا اور دوسرے مقام پر مناسب
 مگر زید کے مضروب ہونے میں کلام نہیں اس طرح عبادت جسکے معنی طاعت
 اور انقیاد کے ہیں اگر خدا کی کیجائے یا کسی بت کی طاعت کنندہ کے
 عابد ہونے میں شک نہیں اور جسکی طاعت کیجائے اس کے معبود ہونے میں
 کلام نہیں اس لئے غیر خدا معبود واقع ہے یہ امر آخر ہے کہ وہ عبادت ایسی
 ناجائز ہے جیسے بلا تصور زید کو مارنا جیسے زید کا مضروب ہونا متیقن ہے
 ایسے آلات و منات کا معبود ہونا یقینی ہے مگر چونکہ یہ ثابت ہو چکا کہ واجب ہونا
 وجود مطلق ہے اس لئے جملہ الہ کو خداوند عالم سے عنیت ہے لیکن چونکہ لغار
 تبون کو غیر حق سمجھتے تھے اس لئے لا الہ الا اللہ سے اس غیریت کے نفی فرمائی
 ہے جہلا کہ یہ خیال کہ لا الہ الا اللہ نے تمام زمین و آسمان کو اڑا دیا محض ہل
 ہے جو لوگ کہ حقایق اشیاء کو ثابت مانتے ہیں وہ اسکو کبھی تسلیم نہیں کر سکتے
 کہ زمین و آسمان ساری سے موجود ہی نہیں اور انکے علاوہ کسی مقام پر

خدا ہی خدا موجود ہے حقیقتاً تمام عالم موجود ہے مگر اسطرح کہ جیسے آسمان سے
 فوقیت زمین سے تختیت کے واقعی نسبتیں سمجھی جاتی ہیں کوئی نا فہم زیر و بالا
 یہ نہیں دیکھتا کہ وہ معدوم نہیں کہہ سکتا اور ان اشیاء کا وجود جو ان جہات میں پائی جاتی
 ہیں جہات کا وجود ہے ایسے ہی حقیقتاً واجب الوجود۔ بنفسہ ہے مگر تمام
 کائنات جہات واقع کی طرح متحقق ہیں اگر کوئی جاہل گویا کہ وہ دیکھے اور اس سے
 انکار کرے یہ شخص اسکی جہالت ہے اگرچہ بنفسہ دریا کا وجود ہی
 امواج کا وجود ہے اور علاوہ دریا کی حقیقت کے اسکا پتہ نہیں مگر اس کے
 وجود متعین سے جو دریا کے ایک ذاتی صفت ہے کیسے انکار ہو سکتا ہے
 کفار عرب بھی خدا کو خدا جانتے تھے جیسے آیہ مِنْ رَبِّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
 يَقُولُ اللَّهُ سَ ظَاهِرٌ کہ خالق زمین و آسمان وغیرہ خدا کو جانتے تھے
 اور مَا تَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُوا إِلَى اللَّهِ سَ وَاضِحٌ ہے کہ بتوں کے عبادت
 بھی خدا سے تقرب حاصل کرنے کے واسطے کرتے تھے اور حسب آیہ هُوَ تِلْكَ
 شَفَعَانَا عِنْدَ اللَّهِ اُوں کو شفیع خیال کرتے تھے اور بلا تشبیہ شفاعت مسلمانوں
 بان بھی جائز ہے تقرب الہی کی واسطے قبور پر حاضری کی یہی اجازت ہے
 سجدہ تعظیم جہین عبادت کے فحل ہے فقر او سکو جائز رکھتے ہیں پھر وہ کونسی
 بات ہے جسکے لا الہ الا اللہ نے تعلیم فرمائی بے شک لا الہ الا اللہ ان
 سب امور کے علاوہ کوئی تعلیم کرتا ہے چونکہ عرب اہل زبان تھے او سکو سمجھ
 گئے اور اس کے جواب میں یہ کہا اَجْعَلْ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَاحِدًا یعنی اس
 پیغمبر نے سب معبودوں کو ایک معبود کر دیا یہ نہیں کہا کہ سب معبودوں کو اڑا دیا

اور ایک خدا کو معبود قرار دیا۔

پس غماض ہے کہ جسمین تمام معبود ایک ہو جائیں وہی صورت ہے جو پردہ تغایر کو اوٹھا دے اور اسکی ہم پہلے تفصیل کر چکے ہیں۔

ابطال تعدد واجب کی دوسری دلیل یہ ہے کہ اگر واجب میں تعدد ہو تو ضرور ہے کہ ہر واحد ایک دوسرے کے ہلاک کرنے سے عاجز ہو گا کیونکہ دونوں وجوب میں مائل ہیں۔ اور ہر شخص جانتا ہے کہ جیسے ایک مثل دوسری مثل کے تخلیق پر قادر نہیں اسطرح اپنے مائل کے الہاک پر بھی قدرت نہیں رکھتی۔ اور اس عدم قدرت سے واجبین کا عجز لازم آتا ہے۔ حالانکہ عجز وجوب کے مخالف ہے۔ تو لامحالہ تعدد وجوب باطل ہے۔ رہا آتش پرستوں کا یہ خیال کہ خالق شہ اور خالق خیر و خیر میں خود باطل ہو سکے کہ خالق شہ تخلیق خیر اور خالق خیر تخلیق شر سے عاجز ہے۔ اور عاجز کا واجب ہونا صریح البطلان ہے۔

عیسائیوں کا یہ خیال کہ عیسیٰ خدا یا خدا کے بیٹے ہیں بالبداهت غلط ہے کیونکہ واجب غیر محدود ہے اور عیسیٰ علیہ السلام بالکل محدود تھے۔ اور بیٹے کی صورت یوں باطل ہے کہ ذات واجب جو جسمانیات سے پاک ہے اسکی اولاد جسمی کوئی اہل عقل تسلیم نہیں کر سکتا۔ اگر بیٹے سے برگزیدہ مراد ہے تو وہ اور بہت انبیاء ہیں۔ اور اگر یہ خیال ہے کہ بغیر باپ کے پیدا ہوئی تو آدم علیہ السلام ہے اعلیٰ درجہ کے بیٹے ہیں اور اگر مریم علیہا السلام پرتمثل روح القدس مانا جاوے تو وہ روح القدس کے بیٹے تمثل کی صورت میں

ٹھہرتے ہیں اور صورت متشکلہ کو بیانیہ نہیں کہہ سکتے۔ علاوہ ازیں روح القدس کے بیٹے ہوئے نہ کہ واجب الوجود کے اور روح کے بیٹے کے کوئی معنی نہیں

تمہ الحدیقة الاولى فی اقسام التوحید

اعلم صلوات اللہ علیہ خانہ کہ حضرات متصفین توحید کو اگرچہ اور بہت سے اقسام کی طرف تقسیم کرتے ہیں مگر وہ تین قسمیں کہ جنکو کلید العرفان کہتے ہیں۔ مختصراً یہاں بیان کی جاتی ہیں۔

اوّلین سے اول قسم توحید افعال ہے اسکی یہ تعریف ہے کہ عبد مقید اپنے تمام افعال اور حرکات و سکنات حق سبحانہ و تعالیٰ کے افعال سمجھتا ہے اسلئے کہ عبد کا وجود چونکہ اعتباری ہے اسلئے افعال بھی اگر اسکی طرف منسوب ہونگے تو ضرور اعتباراً ہونگے جیسے کہ زید کے افعال انسان کے افعال سمجھے جاتے ہیں اور مقید کے افعال مطلق کے کہ جاتے ہیں۔ عبد عجبی کے بھی تمام حرکات و سکنات حق جل و علی کے حرکات ہیں جسطرح کہ بندہ تمثیل یا تجلی الہی ہے اسلئے افعال بھی تجلی سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ اسلئے احکام ذاتی جو تعین اعتبار سے پیدا ہوئے ہیں انکا بلاغ بندہ ہی تک منحصر ہے۔ پس اس امر کا شہود جس کامل کو ہر وقت حاصل ہے وہ صاحب توحید افعالی ہے۔

دوسری قسم توحید صفاتی ہے۔ اور اس سے یہ مراد ہے کہ تمام صفات انسانیہ اور کمالات ممکنہ سے متصف اور متکمل ذات اور حقیقت کاملہ ہے جیسے کہ ذات میں تمام موجودات مستلک ہو رہے ہیں اسلئے صفات بھی

ذات میں فنا پذیر ہیں۔ مثلاً جو علم کہ زید کو حاصل ہے جس قدرت و کلام سے
 سے زید متصف ہے وہ تمام قدرت انسان کے ہے اسلئے کہ زید کا وجود
 تو فرضی اعتباری ہے اس سے اوپر چلکر انسان اور تمام کائنات لیجے کہ وہ
 وجود مطلق میں جا کر منحہ ہوتے ہیں اور انکے صفات مطلق ہوتے ہیں
 اسلئے کہ انسان اوسى مطلق کے ایک فہرستہ ہے جو کمال کہ مطلق کو حاصل
 نہیں ممکن مقید کو کہاں سے اسکتا ہے۔ حدیث قدسی لا ینال العبد حقى
 یتقرب الی بالتواضل حتیٰ اکون یداً الذی یمسحشی بہ ورجلہ الذی
 یمسحشی بہ ولبصۃ الذی یمسح بہ الہین حتیٰ اکون کمر او یہ ہے کہ عہد مقرب
 بالتواضل کو ان امور کا شعور حاصل ہو جاتا ہے کہ حق اوس سے عینیت رکھتا ہے
 ظاہر ہے کہ عبد کے ساتھ معبود کو ہر وقت عینیت حاصل ہے مگر اوس کا شعور و
 تقرب نقل کے وقت حاصل ہوتا ہے۔

تیسرے توحید ذاتی ہے۔ اوس سے یہ مراد ہے کہ تمام عالم ہستی واجب
 لقائے و تقدس سے عبارت ہے اور کوئی موجود ہستی مطلق کے احاطہ سے
 نہیں نکل سکتا اسلئے لا بد زید جو کہ ایک شخص ہے اوسکے ذات غیر حقیقت
 واجب لقائے موجود نہیں ہو سکتی۔ عالم کا ذرہ ذرہ اوسیکے ذات اقدس
 میں سباحت کر رہا ہے۔ سبحان ربی الاعلیٰ کے یہی معنی ہیں کہ بہت سبحان
 ربی الاعلیٰ یعنی ہم اپنے رب اعلیٰ کی ذات والا میں ہر وقت تیر رہی ہیں
 ہمارا وجود و بعینہ اوس حجاب کی نمود ہے جو ہر وقت دریا میں تیرتا ہے۔ اور
 چینرے از دریا بیش نیست کی عینیت رکھتا ہے۔ یہ تمام شخصیات اکوان منزلات

واعتبارات واجب الوجود المطلق ہیں توحید ذاتی کی طرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ فان لم تکن تساءل اگر تو نہ ہو یعنی تیری ذات نہ ہے اور تو اس کو ذات الہی مطلق میں فنا کر دے تو تو اپنی جگہ حق کو دیکھے احمد اللہ علی ذلک یہ مرتبہ قرب فرائض کا ہے۔ جو مرتبہ صفائی یعنی قرب نوافل پر فوقیت رکھتا ہے۔ اہل توحید کا عرفان بیان ختم ہو جاتا ہے ۵

بیند ہمہ جا عارف آگاہ ہو اللہ درویش ہوا اللہ شہنشاہ ہوا اللہ

تمت المداہقۃ الاولیٰ بحمد اللہ ویتلہا الثانية انشاء اللہ
الحدیقة الثانیۃ فی الصفات وما يتعلق بہ یشتمل علی سبعة بستان
البستان الاولیٰ فی بنیۃ الصفات عموماً اہل ملت نقیہ اس امر کا یقین رکھتے ہیں
کہ اسد پاک جل جلالہ کو صفات ذاتیہ ثابت ہیں مگر قدماے مشائخ کا ایک گروہ
بعض صفات کا انکار کرتا ہے۔ اون منکرین میں بھی دو قسم کے لوگ پائے
جاتے ہیں۔

ایک قسم کا یہ خیال ہے کہ واجب الوجود کو مطلق علم نہیں ہے اگر اس کو علم
ہوتا تو ضرور ہر شخص کی لیاقت اور قابلیت ظاہری کے موافق رتبہ اور عزت
و شوکت دنیاوی مرحمت فرماتا۔ چونکہ دنیا میں اسکے خلاف نظر آتا ہے۔
اسلئے بلا شک خداے خلاق صفت علم سے مبرا ہے۔

ہاں افاضہ وجود اس کو ایسا بالاضطرار لازم ہے جیسے آفتاب کو روشنی ظاہر ہے
کہ آفتاب کو اپنے نور کی اشاعت سے بالکل لاعلمی ہے اور پھر افاضہ نور
اوس سے مدام ہوتا ہے۔ اسی طرح واجب الوجود بھی شعور و علم سے بری ہوا

مگر ایجا دمکنات کا ادوس سے انفکاک نہیں ہو سکتا۔

دوسرا اگر وہ یہ خیال رکھتا ہے کہ واجب الوجود کو اگرچہ علم ہے مگر علم تفصیلی نہیں محض اجمالی علم ہے۔ کیونکہ علم تفصیلی تسلیم کرنے میں ایک بڑی خرابی یہ لازم آتی ہے کہ اگر اسکو علم ہر ہر فرد ہی تو ضرور اپنی ذات کا علم بھی حاصل ہوگا اور چونکہ علم نسبت ہے اور نسبت دو چیزوں میں تصور ہوتی ہے اسلئے واجب میں دوئی پیدا ہوئی اور یہ سراسر باطل ہے۔

اسکا صریح جواب تو یہ ہے کہ اگر شکل اہل تصوف کے مسلک پر لازم نہیں آتا۔ کیونکہ وہ عینیت علم کے قائل ہیں۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ علم بنفسہ نسبت نہیں ہے۔ بلکہ ایک صفت صاحب نسبت کا نام علم ہے جب علم نسبت نہ ہو تو دو طرفین جو منشاے تغایر تین مزارد ہو گئیں اور وہ اشئینیت رفع ہو گئی جو مدار دوئی تھے۔

اور بالفرض علم کو نسبت بھی مان لین تو ہر تغایر طرفین اعتباراً کفایت کرتا ہے اب معلوم کرنا چاہیے کہ ذات و صفات دونوں ضرور لفظاً متغایر ہیں جو لوگ صفات غیر ذات مانتے ہیں انکا خیال غیریت مفہومی کی جانب راجع ہے مگر مصداق میں عینیت تسلیم کرتے ہیں۔

حضرات متکلمین اسی مصداق و مفہوم کی غیریت کے قائل ہیں۔ اور صفات الہیہ کی ایسی مثال جانتے ہیں کہ جیسی ہماری قوتین ہم میں سارے ہیں اور ہماری ذات سے اولنکا قیام ہے۔ مثلاً قوت غذا یہ ہے کہ مادہ غذائین تصرف مقررہ کر کے شبیہ خدا نے فائز کرتے ہے۔ اور وہ بل مایحل

ہو کر حالت انسان وغیرہ کو قائم رکھتے ہے۔ اور قوت نامیہ اجزائیں ایسی زیادتی پیدا کرتی ہے کہ نمو کے سن تک اقطار معمولی میں ترقی دیتے رہتے ہے۔ اور بعد انقصائے سن بنویا تو بالکل فنا ہو جاتی ہے۔ نہ بل تجمل کو قوت دیتی ہے۔ اور قوت مولدہ ہمہ کایہ کام ہے کہ ایک شخص نالے کے ٹھوکی مبداء ہو جاتی ہے۔ اور جاذبہ جو غذا کی مدد ہے۔ اور ہاضمہ غذائیں نقص کی قوت امداد قوی دیتی ہے۔ ماسکہ۔ جو اتمام فعل تک غذا کو روکتی ہے۔ دافعہ۔ جو افعال ضروری کے ختم ہونے پر فضلات غذا وغیرہ دفع کرتی ہے یہ آخر کی چاروں قوتیں غذایہ کی خادم ہیں۔ اور غذایہ نامیہ امداد کرتی ہے اور نامیہ مولدہ کے احکام بجالاتے ہے۔ اسلئے ان سب میں مولدہ محذوۃ الکمل ہے۔ اگرچہ انسان کی حیثیت ذات ان قوتوں کی احتیاج ثابت نہیں کرتی مگر یہ تمام قوتیں انسان کے غیر ہونے پر ہی کمال درجہ کی عینیت رکھتے ہیں۔ یہ مثال صفات کی عینیت وغیرہ کے اکابر متکلمین کی طرف سے ہے جسکی تسلیم میں کچھ خرابی لازم نہیں آتی۔ مگر متاخرین نے جو لاعینہ وغیرہ کے معنی لڑے ہیں وہ نہایت مشکوک ہیں۔

حضرت امام حجتہ الاسلام ابو حامد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مسلک ہے کہ تمام صفات ہر طرح سے عین ذات ہیں نہ مفہوم میں کچھ تغایر ہے نہ مصداق میں لیکن صفات کو فیما بین ایک دوسرے سے مفایرت حاصل ہے اسے مفایرت کی وجہ سے ممکنات مختلف صورت نظر آتے ہیں۔ طرح طرح کے اوصاف انصاف ہوتا ہے یہ نسبت کا تغایر ہے نسبت فیما بین تک منحصر رہتا ہے

ذات تک اسکی رسائی نہیں ہے۔

حضرت شیخ اکبر قدس اللہ سرہ العزیز فتوحات مکی میں ارشاد فرماتے ہیں کہ صفات واجب الوجود کے شیون انتزاعیہ میں ذات تجلیات مختلفہ و تمثلات متعددہ سے جس رنگ پر متجلی و متمثل ہو وہ ایک خاص صفت ہی ظاہر ہے کہ تجلی اور تجلی میں کیا فرق ہوتا ہے عینیت و غیریت کی بحث کچھ لاحاصل سے امور ہیں۔ خداوند عالم کے حی اور عالم و قادر و غیرہ ہونے کے یہ معنی نہیں کہ حیات و عدم و قدرت کے واسطے کوئی اعیان خاص یا عام ہیں۔ بلکہ تمام صفات اضافات و امور متنزّعہ ہیں۔

فی نفسہ یہ کلام صحیح ہے زیادہ درست اور صحیح ہے اگرچہ امام حجتہ الاسلام کے قول کا مطلب بھی یہی ہے مگر لفظوں سے پوری پوری شہادت نہیں ملتی بیشک صفات کو وہی مرتبہ حاصل ہے جو امواج کو دریا سے یا انسان سے زید و عمر وغیرہ کو انسان و زید میں اگر کچھ تغایر ہے صرف اس اعتبار کہ زید تعین مطلق ہے۔

متاخرین صوفیہ میں سے ایک گروہ کا عجیب و غریب خیال ہے اور وہ یہ ہے کہ صفات زاید بر ذات ہیں مگر یہ طریقہ نہایت ادنیٰ اور صریح البطالانہ اس لئے کہ اگر خداوند عالم کے کوئی صفت زاید بر ذات ہو اسکی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ وہ صفت وجود الہی کی ترکیب میں اس طرح داخل ہے کہ اس کے ہونے سے وجود الہی معیوم ہو جائیگا یہ صریحاً غلط ہے کیونکہ اول تو واجب میں احتیاج پیدا ہوتی ہے اور دوسرے یہ کہ واجب اجزائے مرکب قرار پاتا ہے

اور ہر مرکب معلول ہوا کرتا ہے حالانکہ واجب الوجود معلول نہیں بلکہ علت ہے
دوسری صورت یہ ہے کہ یہ صفت وجود الہی کے قوام میں داخل نہیں
ہے اور اس کے معدوم قرار دینے سے واجب کا معدوم ہونا لازم نہیں
آتا ایسی حالت میں یہ صفت عرضیہ ہو گے جیسے کہ انسان میں علم صفت
عرضی ہے مساوی ہے کہ ہو یا نہ ہو اور یہ صفت عرضی نہیں ہو سکتے اس لئے
کہ ہر عرضی معلول ہوتی ہے اور صفت کی معلولیت کی حالت میں اگر اس کی
علت ذات واجب ہوگی تو ایک ذات فاعل و قابل دونوں ہوگی کیونکہ
یہ صفات قابلیت و فاعلیت علت کو حاصل ہوا کرتے ہیں اور چونکہ وہ جس
حیثیت سے کہ قابل ہے اس حیثیت سے فاعل نہیں اور جس حیثیت
سے فاعل ہے اس حیثیت سے قابل نہیں اس لئے جب یہ علت فاعل ہوگی
ممکن ہے کہ قابل نہ ہو اور جب فاعل ہی ممکن ہے کہ قابل نہ ہو اس وجہ سے
ضرور ایک وجہ سے غیریت پیدا ہو گئی اور غیریت سے کثرت لازم آتی
ہے اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ واجب الوجود مطلق میں کسی نوع سے
کثرت کا ہونا ممکن نہیں اور اگر اس کی علت واجب الوجود کے سوا کوئی
اور ہے تو ظاہر ہے کہ وہ واجب الوجود کی صفت ہی نہیں ہوئی بلکہ اور
کسی شے کی صفت قرار پائیگی۔

پس نتیجہ یہ ہے کہ صفات الہیہ ذات الہیہ سے عینیت رکھتے ہیں اور نہیں
نہ غیریت کا کوئی پہلو ہے نہ ذات پر زیادتی رکھتے ہیں۔

البستان الثانی اعلم امطر الله عليك مطر العرفان کہ عالم الہی وہ نور ہر چہ میں سے

اشیا متجلی ہوتے ہیں۔ اور بعض چیزوں کو بعض سے امتیاز حاصل ہوتا ہے اور قابل احکام ہوتے ہیں مگر چونکہ وہ ان تکثر کی گنجائش نہیں لے سکے عالم و علم و معلوم ایک ہوتے ہیں۔ یہ علم دو قسم پر منقسم ہوتا ہے ایک بسیط اور دوسرا مرکب علم بسیط وہ ہے کہ جس سے تمام اشیاء اور کسے رو برو باجمال ایسے حاضر ہیں کہ جیسے معمار کے ذہن میں مکان کی طیاری سے قبل نقشہ ہوا کرتا ہے یا جس طرح کوئی شخص کسی سے سوال کرے اور قبل جواب تفصیلی اس کے ذہن میں جواب کے اجزاء جمع ہو جاتے ہیں اور پھر ان کو حسب موقع با ترتیب معرض بیان میں لاتا ہے خدا کے اس علم بسیط نے تمام عالم پر ثبوت کا جامہ پہنایا اور اس کو عین ثابت بنایا علم مرکب وہ ہے کہ جس کے مطابق تفصیل وار ہر ایک عین ثابت ظہور پذیر عالم ہوتا ہے علم اول کو فیض اقدس کہتے ہیں۔ اور عالم ثانی کو فیض مقدس کہتے ہیں۔

اہل معقول اول سے آخر تک جس دریا میں غوطہ کھا رہے ہیں وہ یہی جعل بسیط و مرکب کا مسئلہ ہے مگر کوئی کنارہ پر نہیں لگا کوئی جعل بسیط کو حق ٹھہراتا ہے کوئی جعل مرکب کو صحیح کہتا ہے اور دونوں ایسے لایعنی ثبوت پیش کرتے ہیں کہ بالکل نا تمام رہتے ہیں
 فَلَا فَيْضَ لِلَّهِ يَوْمَئِذٍ مِّنْ شَيْءٍ يَّسْأَلُہٗ سَلًا اُسے زمانہ کے ایک میجر نے اپنے طور پر حل فرمایا ہے۔ علم بسیط جعل بسیط ہے اور علم مرکب جعل مرکب ہے اور حقیقتاً اپنے اپنے موقع پر دونوں درست ہیں۔ یہ جعل مرکب و بسیط حقیقت محمدیہ

کے دونوں اجماعے اور تفصیلی حالتیں میں مرتبہ احدیت جعل بسیط ہو اور مرتبہ واحدیت جعل مرکب یہ جامع العلمین ذات کی تجلی اول ہے قبول اہل اللہ شہداء کہ خدامی گوئید ما آزا محمدؐ میگوئیم تمام عالم کو کائنات ظہور میں لانے والے آپ کے ہی حقیقت ہے جو اطلاقی اور تقییدی مراتب کو جامع ہے اسکے بے انتہا شیون مفصلہ متضادات عالم کو ہر ایک کی لیاقت و قابلیت کے موافق پرورش فرماتے رہتے ہیں۔

البستان الثالث فی حراتب التفصیل للتعین کا لول علم الفہم علیہ ابوالعرفان کہ تعین اول کے چار مرتبہ ہیں۔ مرتبہ اول کو قلم اور نور و عقل کہتے ہیں لکھا جائے فی الحدیث۔ اول ملخ لخلق اللہ القلم و اول ملخ لخلق اللہ نور و اول ملخ لخلق اللہ العقل اصطلاح حکما میں اسکو عقل اول کہتے ہیں۔ اسلئے قلم اول مخلوقات ہو۔ اور اپنی ذات سے مع اوس تمام کائنات کے جو من الازل الے الابر ہونے والے ہے واجب الوجود کے حضور میں حاضر رہتا ہے۔

دوسرا مرتبہ لوح محفوظ کا ہے جسکو اصطلاح صوفیہ میں نفس کلی اور حکما اسکو نفوس مجردہ کہتے ہیں اور یہ ام المیولات ہو کیونکہ میولے میں جو صورت منطبع ہوتی ہے وہ قبل ازان لوح محفوظ میں منقش ہو جاتی ہے۔ اسلئے قلم ذریعہ اظہار اور لوح محفوظ محل اظہار ہو مثلاً واجب الوجود نے زید کو نہایت مقررہ اور وقت معین پر ظاہر کر دیا کہ حکم صادر فرمایا۔ اس اقتضا کے عمل میں لایکا آلہ قلم اور محل

نزول اقتضالوح محفوظ ہے۔ اور وہ امر جس نے حسب ذاتی کے اس حکم ایجاد کا صدور کر دیا او کو مقتضائے ذات کہتے ہیں۔ اور مختصر لفظاً اوسکے واسطے قضا ہے۔ اور وہ امر عظیم جسکے سبب نہیں بلکہ اوسکے موافق اقتضاد واقع ہو گیا تقدیر الہی کے نام سے مسمی ہوتی ہے۔ پس وہ امور جو لوح محفوظ میں منقش ہو چکے ہیں اونکی دو حالتیں ہیں ایک وہ امور جنہیں مقتضائے شفقت و رحمت تبدیل و تغیر ممکن ہے او کو قضا کہتے ہیں۔

دوسرے وہ امور جنہیں تغیر اور تبدیل کو حکم لا تبدل الخلاق اللہ گنجائش نہیں ہے۔ اسکو تقدیر کہتے ہیں۔ قضا کو قضا ہے مبرم جی کہتے ہیں جسکی نسبت قرآن پاک میں وارد ہے بحوالہ ما یشاء و یثبت وعندہ امر الکتاب اسد پاک جسکو چاہے محو کرے اور جسکو چاہے ثابت رکھے۔ اوسکے پاس امر الکتاب ہے۔ اور تقدیر کو قضا محکم بھی کہتے ہیں و کان امر اللہ قدراً مقدوراً اوسکی صفت ہے قضا ہے مبرم کا ہی مقتضا ہے کہ شفاعت شافعیں مقبول ہوگی من ذالذی یشفع عندہ الا یا ذینہ میں اسکی شہادت ہے اور انہ لا یفدی من احببت قضا محکم کی طرف اشارہ ہے۔

تیسرے مرتبہ کتاب المحمود الاثبات کا ہے۔ یہ مرتبہ مرتبہ ثانی کی ایک قسم ہے جو جسمانی قوتوں کا رجیٹر اندراج ہے اس میں جزئیات مادیہ کے قوتیں منقش ہیں جو جسم علویہ و سفلیہ میں ظاہر ہوتی ہیں۔

چوتھا مرتبہ موجودات خارجیہ کا ہے خواہ اجرام علویہ ہوں یا اجسام فلیہ
یہ تمام کائنات جمعیت کے ساتھ مظاہر حقیقت محمدی ہین جو اپنے عین
کے ذیل میں ہو کر بارگاہ واجب الوجود میں ہر وقت حاضر رہتے ہین
اگرچہ ایسے عظیم الشان تغیر علم الہی میں رونما ہوتے ہین مگر یہ انتقالات
اور حدوث اوصاف علم الہی میں کسی قسم کا تجدد اور حدوث نہیں پیدا
کرتے کیونکہ علم اپنی تمام حالتوں اور کیفیتوں اور شانوں کے ساتھ بارگاہ
الہی میں حاضر رہتا ہے۔ اس وجہ سے اعیان موجودات کی تمام صورتیں
اور نسبتیں حق سبحانہ و تعالیٰ کے گوشہ درستہ ہین۔ جب اللہ پاک اونکو
مرتبہ وجود میں لاتا ہے۔ اور یکے بعد دیگرے ظاہر فرماتا ہے تو وہ نسبت
باہمی سے حادث ہوتے ہین ذات الہی میں اس حدوث سے کوئی حادثہ کی شان
پیدا نہیں ہوتی مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ واجب الوجود کو جزوی
اور کلی امور کا ہر وقت علم حاصل ہے۔

لیکن تعجب ہے کہ یہ آیہ شریفہ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِتَلَوَاتٍ مُّتَنِيَةٍ مِّنْكُمْ نَبَاهِر
اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ علم بعد ابتلا حاصل ہوتا ہے۔ حالانکہ اسکے
مقابلہ میں آیہ شریفہ لَا يَغْرِبُ عَنْهُ مُنْقَالٌ ذَرَّةً۔ صراحتاً اسکو مخالف
ہے کیونکہ اسکی عمومات چاہتی ہے کہ خلقت سے قبل اور بعد ابتلا سی
پہلے اور پیچھے واجب الوجود سے کوئی ذرہ پوشیدہ نہیں۔

واللہ اعلم بحقیقتہ الحال خیال ناقص میں اسکا یہ مطلب نظر آتا ہو کہ بیشک
تمام موجودات کو ہر حالت میں علم الہی محیط ہے۔ مگر بیان علم سے

مشاہدہ غرض ہے یعنی تاکہ ہم تم میں سے مجاہدین کو دیکھیں اس کے علاوہ
اور ایک صورت ہو کہ لفظ انعم سے تعلم صیغہ مخاطب مراد ہے یعنی اس
علم کی صفت سے مجاہدین متعطف ہو جائیں۔ محاورہ کہ بھی ایسا استعمال
جائز ہے کہ متکلم سے مخاطب مراد ہوتا ہے جیسے کوئی ملامت کرنیوالا
کے قوم کی حالت اتر دیکھ کر یوں کہے کہ دو افسوس ہماری حالت بہت
ناقص ہے اور خوشی کے موقع پر یہ کہے "آج ہماری بڑی خوشی کا دن بڑا
تیسرے اور صورت ہے کہ کبھی فعل سے جڑاے فعل مطلوب ہوتی ہے
یعنی جتنے جڑ نیا ہم جڑا رہا ہے یعنی ہم مجاہدین کے جہاد کی اونکو خیر
خیر عطا فرما دیں والحمد للہ علی ذلک۔

معاذ اللہ وہ ذات جسکی صفت ذاتی علم ہے کیسے علم سے منفک
ہو سکتی ہے ظاہر ہے کہ صفات و ذات کے لازم و ملزوم ہونے کی
حالت میں۔ اگر واسطہ نے العروض بھی ہو تو جدائی دشوار ہوتی ہے۔
اور یہاں تو واسطہ فی الثبوت ہو۔ جو انفکاک کو قطعاً حرام بتلاتا ہے۔
مخالفین تصوف کی جانب سے اس امر پر کہ علم الہی یعنی تقبیل اول ذلیعہ
ظہور وجود ممکنات ہوا ہے ایک سخت اعتراض پیش آتا ہے اور سکو
ہم درج کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔

اعتراض۔ علم معلوم کے ظہور کا سبب ہو ہی نہیں سکتا اس لئے کہ علم معلوم کا
تابع ہوتا ہے۔ اور دونوں مطابق ہوتے ہیں مگر اس تطابق میں علم
کا اصل ہونا مسلم ہے۔ کیونکہ ہر شے کے موجودات کا علم اس کے وجود کے

بعد حاصل ہوگا۔ گویا کہ علم ظل و حکایت کا مرتبہ رکھتا ہے۔ تو بحسب طرح
محکم عنہ اور صاحب ظل کا تقدم ظل و حکایت پر ضرور ہے اسبطح معلوم کا
تقدم علم پر ضرور ہے۔

بجواب انظر بنظر التحقیق کہ عالم و معلوم کا تقدم و تاخر علم حصولی الفعالی
میں ہوا کرتا ہے اور جمیع سببانہ و لقائے کا علم حضور نبی فعلی ہے۔ حضور نبی
وہ علم ہوتا ہے کہ جمیع معلوم عین عالم ہو کر انکشاف کا مرتبہ حاصل
کر چکا ہو۔

اور بالفرض تاخر کی صورت بھی پائی جائے تو اس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
برائے کو جیسے وہ حد ذات میں ہے جانتا ہے اور اس کو وجدان ذاتی
حاصل ہے۔ یہ مشکل وہاں پڑ سکتے ہیں جو کائنات کو غیہ خدا مانتے ہیں
اور جو لوگ کائنات عالم کو عین واجب جانتے ہیں وہ پہلی ہی اس
اعتراض سے برے ہیں۔

البستان الرابع - فی اقسام الشعور ما اعلم غوامض
اللہ فی بحر البطون والظہور کہ شعور کی چار قسمیں ہیں۔ ایک وہم۔ دوسرا
تیسرا ظن۔ چوتھا علم یقین۔ شک اس کو کہتے ہیں جس شعور میں وقوع
ولاد وقوع کی نسبت مساوی ہوا اور ظن اس کو کہتے ہیں جس میں
نسبتوں میں سے ایک نسبت کو غلبہ ہوا اور دوسری نسبت مغلوبہ کو
وہم کہتے ہیں۔ اور اگر کسی جانب شعور پر حکم قطعی حاصل ہو گیا ہو اس کو علم
یقین کہتے ہیں۔

آب یقین کی تین حالتیں ہیں۔ ایک علم یقین دوسرا عین یقین تیسرا حق یقین۔ ان کی ایسی مثال ہے جیسے کسی کو متواتر خبروں سے معلوم ہو کہ آگ ایسی شے ہے جس میں احراق کی خاصیت ہوتی ہے۔ یہ مرتبہ علم یقین کا ہے جو ارباب غنول کو حاصل ہوتا ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ وہ آگ جسکی نسبت تو اثر سماعت نے خاصیت احراق ثابت کر دی تھی آنکھوں کو مواجہ میں آئے اور البصار نے اسکی صورت مطابق شنید دیکھ لی۔ لیکن ابھی اس کے اثر کا ظہور نہیں دیکھا۔ یہ عین یقین کا مرتبہ ہے اصحاب علم سیر فائز ہوتے ہیں۔

تیسری یہ صورت ہے کہ آگ آنکھوں سے دیکھ لے کاؤن سے اس کے صفات بھی سن لیں اور اسکی سوزش اور اثر کا فعل آنکھوں سے دیکھ لیا۔ یہ آخری مرتبہ ہے۔ جسکو حق یقین کے مقابل سمجھنا چاہیے ارباب معرفت کے سوا اس مقام پر کوئی شخص عبور نہیں کر سکتا نہایت ہی شواہد گذارے ان مراتب کے متعلق حضرت شیخ اکبر فتوحات میں فرماتے ہیں کہ باعتبار نشاء یقین کے چار مرتبہ ہیں۔ اول مرتبہ علم دوسرا مرتبہ عین تیسرا مرتبہ حق چوتھا مرتبہ حقیقت۔ انہیں سے پہلے تین کا قرآن پاک میں صاف صاف مذکور ہے مگر مرتبہ حقیقت چونکہ اسرار سے تعلق رکھتا ہے اسلئے وضاحت سے نہیں بلکہ اسرار کے پردہ میں اسکو بیان فرمایا ہو۔

میر سی راس میں حضرت شیخ قدس اللہ سرہ العزیز نے نہایت پاکیزہ تقسیم فرمائی ہے جو معمولی تقسیم مراتب یقین سے بالا اور اعلیٰ ہے۔

مرتبہ حقیقت کے امور اسرار میں داخل ہونے کی کو تفصیل نہیں کی مگر
 بدانتظام ظاہر ہے کہ اوس سے حضرت شیخ نواز اللہ مرقدہ کی مراد حقیقت
 محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کیونکہ تمام مراتب یقین کا خاتمہ اور نشوونما
 اوس سے ہوتا ہے فتوحات کے دوسرے مقام پر اوس کو اچھے طور
 سے واضح فرمایا ہے۔ اگرچہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ دریا سے
 سلوک الہی کے ملک الغوصین ہیں اور سلوک محمدیہ کے رموز کا اگر مقتدر
 میں کچھ پتہ ملتا ہے تو وہ حضرت شیخ اکبر ہیں۔ افاض اللہ علیہ فیضان
 عرفانہ۔ وافتح الیہ فی القبر باب جنانہ۔

البستان الخامس فی الکلام اہل اسلام کے مختلف
 فرقوں نے متعدد وجوہ سے کلام الہی کی حادث اور قدیم ہونے میں
 اختلاف کیا ہے۔ مگر اوپر متاخرین نے محاکمہ کیا ہے کہ کلام نفسی قدیم
 ہے اور کلام لفظی حادث ہے۔ جو لوگ کہ قدیم مانتے ہیں انکی یہ
 دلیل ہے کہ کلام صفت ہو اور صفات عین ذات ہیں۔ چونکہ ذات قدیم
 ہے اسلئے صفات قدیم ہیں اور صفات کے قدیم ہونے سے اوس کے
 فرد کلام کا قدیم ہونا بالضرور لازم آیا۔ اور جو لوگ حادث تسلیم کرتے ہیں
 انکی یہ خیال ہے کہ کلام مترتب الاجزاء ہے اوسکا ایک حصہ دوسرے
 پر مقدم ہوتا ہے اور دوسرا اول موخر ہوتا ہے۔ اور تقدم و تاخر
 حادث کی صفت ہے۔ تو لامحالہ کلام حادث ہو۔

گرد اول کے ایک طبقہ نے قضیہ ثانی کے صنف کے پر منع وارد کی

کہ کلام کا مترتب الاجزا اور بعض کا بعض سے مقدم موخر ہو۔ کچھ ضرور نہیں
 اور دوسرے طبقہ نے قضیہ ثانی کو کبرے کی تسلیم سے انکار کیا اور کہتے
 ہیں کہ یہ ضرور نہیں ہر کلام مترتب الاجزا حادث ہو۔ یہ حضرات حروف
 متجہی کو بھی قدیم مانتے ہیں۔ حضرت غوث الكل قطب الاعظم شیخ العالم
 قدس اللہ سرہ الغریز ہی اس کو تسلیم کرتے ہیں۔

دوسرے گروہ کے ایک طبقہ والے صغرے قضیہ اول کو منع کرتے
 ہیں اور کہتے خیال میں کلام صفت الہی نہیں ہے۔ اور دوسرے طبقہ
 والے بنفسہ صفات کے قدیم ہونے سے انکار کرتے ہیں اور قضیہ اولی
 کے کبرے پر منع وارد کیے ہیں۔

گروہ اول کا پہلا طبقہ امام ابو الحسن اشعری کی طرف منسوب ہے اور دوسرا
 طبقہ حضرت امام حنبل رضی اللہ عنہ کا ہے اور گروہ دوم کا پہلا طبقہ
 معتزلہ کا اور دوسرا کرامیہ کا ہے۔

معتزلہ کا یہ خیال ہے کہ کلام آواز و حروف سے مرکب ہوتا ہے اور مرکب
 حروف والفاظ سے قائم بالغیر ہوتے ہیں اس صورت میں خدا کے متکلم
 ہونے کے یہ معنی ہیں کہ وہ ان حروف اور صداؤں کا موجد ہے
 خواہ یہ ایجاد لوح محفوظ میں مانا جائے یا قوت جبریل میں یا کسی نبی
 کے قلب میں القا کیا گیا ہو۔ یا شجر وغیرہ سے ظاہر ہوا ہو جیسے حضرت یونس
 علیہ السلام کو شجرہ تاب سے انی انا اللہ فاحلح نعلیک کی صدا پہنچی۔
 امام ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ تعالیٰ اس امر کے قایل ہیں کہ معنی

کبھی مدلول لفظ کو کہتے ہیں اور کبھی اوس شے کو جو قدیم بالغیر ہو اور
 اون کا مقصد کلام کے قدیم ہونے سے کلام نفسی ہے جس سے
 تمام بالغیر مراد ہے خواہ وہ لفظ ہو یا معنی چونکہ ایسا کلام جو معنی کو بھی
 شامل ہو ذات الہی سے بلا شک تعلق رکھتا ہے اسلئے کلام قدیم
 ہے۔ وہی ہمارے مصاحف میں مکتوب ہو۔ تاہی زبان سے
 ادا ہوتا ہے حفاظ کے صدور میں محفوظ ہے فی نفسہ نیز تب الایضاً
 مگر ہمارا تلفظ و حکم ترتیب دیکر ادا کرتا ہے یہ ترتیب اوس کے حدوث کی
 مقتضی ہو جاتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ کلام فی نفسہ حادث نہیں بلکہ
 ترتیب حادث ہے۔

لبعض لوگ مدلول لفظ کو کلام الہی قرار دیتے ہیں۔ اسلئے اونکے نزدیک
 اگر کوئی شخص اس تمام قرآن کے کلام الہی ہونے سے بھی انکار کر جائے
 وہ کافر نہیں ہو سکتا بلکہ اذکار ایمان ہی یہ ٹھہیرا کہ یہ مکتوب مصحف کلام
 الہی نہیں ہے۔ معاذ اللہ اس زمانہ میں اس فرقہ کی اشاعت زیادہ ہو گئی ہو۔
 چھو بلفظ ورت معلوم ہے کہ یہ محفوظ الصدور و مکتوب المصاحف کلام الہی
 ہے اور اسکے ایک ایک حرف کا منکر کافر ہے کیونکہ اسکے انکار میں منجید
 اور خرابیوں کے ایک یہ خرابی لازم آتی ہو کہ متحد قرآن جو رسول کریم صلی
 علیہ وسلم کا خاص مبرزہ ہی بیکار ہوئے جاتے ہے جسکی نسبت *وَلَوْ كُنَّا*
فِي دِينٍ مِّمَّنْ تَزُولُ تِلْكَ الْحُقُوبُ تَارَةً أُخْرَىٰ لَأَنقَضْنَا بِهَا صُلُوبَهُمْ لَوْلَا رَحْمَةُ رَبِّنَا لَأَخَذْنَا مِنْهُمُ اثْقَالًا مِّمَّنْ
 اسلئے کہ جب الفاظ سے بحث ہی نہیں اور مدلول لفظ مراد ہے تو وہ

لوگ کس شے کی اتیان پر متنبہ کئے جاتے تھے۔ کیا ممکن ہے کہ کسی عبارت کی روح بلا الفاظ کے جسم کی جلوہ آرا سی عین بصارت یا گوش سماعت ہو سکے۔ ہرگز نہیں۔ تاثر قلبی اور تاثیر یہ خاص امور ہیں جس پر ہر شخص خاص ہر گلیختہ نہیں کئے جاتے۔ متحدے خالۃ البصوۃ۔ سے صاف اسکا پتہ چلتا ہے کہ بلا شک یہ کلام الہی ہے۔

ان تمام مختلف اباحت سے کوئی معقول نتیجہ نظر نہیں آتا اسلئے کہ ہر فریق قریب قریب کلام الہی کی قدیم اور حادث ہونے پر دلیل واضح پیش کرتا ہے۔ میرا خیال ناقص ایک خاص امر کی طرف راہبری کرتا ہے مین بلا تکلف عرض کرتا ہوں۔

واضح ہو چونکہ حق جل و علی کی حب ذاتی ذات کو اپنے اظہار کے لئے بقرار رکھتی ہے اسلئے بارگاہ احدے سے ہر وقت لفظ کن علی الاصل صادر ہوتا رہتا ہے۔ جو وقت یہ کن کسے حقیقت ممکنہ کے مقابلہ میں آتا ہے اوس حقیقت کا وجود ہو جاتا ہے۔ اور حسب حیثیت حقیقت محمدیہ اوسکو ظہور کا لباس پہناتی ہے چونکہ یہ قاعدہ مقررہ ہو کہ کبھی شے کو فرد اعظم کے ساتھ مخصوص کر دیتے ہیں اسلئے انبیا علیہم السلام جو خلقت کاملہ کے مکمل ہوتے ہیں ان پر تفصیلی کلام نزول و ظہور کرتا ہے وہ کلام الہی کہلاتا ہے۔ ورنہ فی الحقیقت تمام عالم کلام الہی ہے کیونکہ لغت مین بھی کلام فی الاصل اظہار مافی الباطن کو کہتے ہیں پس نتیجہ یہ ہے کہ کلام کی دو قسمیں ہیں ایک کلام مفصل کہ جسکے سبب

موجودات کے ہر فرد کو کلام الہی کہتے ہیں۔ دوسرا کلام محفل وہ خاص کلام ہے جو انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوتا ہے۔ اسکی بنا پر سہ پہی کو کلام اللہ کہتے ہیں مگر موسیٰ علیہ السلام کو خصوصیت کے بغض وجہ سے کلام اللہ کہتے ہیں۔ اول یہ کہ موسیٰ علیہ السلام نے کلام ازلی کو بلا صوت اور حروف کی خصوصیت کے ساتھ شریعت میں ہر مسلمان کلام الہی کو بغیر صوت و حروف سینگا۔ دوسرا یہ وجہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ایسی آواز سے سنا جو معمولی آوازوں اور الفاظ کے خلاف تھے تیسری یہ صورت ہے کہ موسیٰ نے صوت الہی محض حس سمع سے نہیں سنے بلکہ بدن کے ہر ہر جزو اور عضو سے سنتے تھے ان خصوصیات کی وجہ سے آپ کلیم اللہ کے خطاب سے بالخصوص مخاطب فرمائے گئے البتہ السادس فی تحقیق الرویت رویت الہی کا مسئلہ نہایت مختلف فیہ ہے اصحاب رویت اور نیز منکرین دونوں اپنے اپنے کلام کا استدہان کلام مجید سے کرتے ہیں۔

بعض اہل سنت اور معتزلہ اور انکا بڑا فرقہ شیعہ اس امر کا قائل ہے کہ رویت حق سبحانہ و تعالیٰ ممکن نہیں اسکی دلیل میں آیہ شریفہ **لَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ** اور **وَهُوَ يَرْفَعُ الْبَصَانَ** پیش کرتے ہیں اور حدیث عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا **لَوْ رَأَىٰ آدَمَ كَوَادِ سَكَا مَوْيِدَ خِيَالٍ** کرتے ہیں اور حضرات اہل سنت و الجماعت اس امر کے قائل ہیں کہ رویت الہی ضروری الوقوع ہے اس کے شواہد بہت سے آیات اور احادیث پیش

کرتے ہیں **وَجَعَلْنَا يَوْمَئِذٍ نَافِلَةً لِّمَن يَشَاءُ** صبح الفاظ میں رویت کا حکم سنائی ہے اسکے علاوہ آیہ شریفہ جو موسیٰ علیہ السلام کے اس سوال رب ارنی النظر الیک کے جواب میں واقع ہوئی ہے یعنی لن ترانی صاف لفظوں میں جواز رویت کا فتوے دیتی ہے۔ اسنے کہ ممکن نہیں جو ایک نبی امر محال کا سوال کرے اور نیز لن ترانی کے یہ معنی ہیں کہ تو خصوصیت سے مجھ کو نہیں دیکھ سکتا نہ دیکھنے کی تخصیص تیری ذات سے ہے نہ کہ رویت عموماً ناجائز ہے۔ اور آیہ لا تذکرہ الابصار میں ادراک مقصود ہے نہ کہ رویت ادراک اور رویت میں بدرجہا فرق ہے ادراک احاطہ کو مقتضی ہے اور رویت میں مطلق معائنہ یا مشاہدہ کفایت کرتا ہے بیشک خداوند عالم کا احاطہ محال ہے بخلاف رویت کے کہ وہ اور آیات سے صریحاً ثابت ہو۔ یہ عام اہل سنت کا مسلک ہے۔ اہل کشف اصحاب نقیصہ کا مسلک مقدس فارق شہادت ہے اور اگر اوسکو محکمہ سمجھا جائے تو بہت درست ہو اوسکے نزدیک رویت اور عدم رویت دونوں صحیح ہیں کیونکہ خداوند عالم کو حالت اطلاق میں دیکھنا بیشک محال ہے۔ امور کلیہ بحیثیت کلی نظر میں آجی نہیں سکتے مطلق میں اپنے تجربہ کے سبب قابلیت رویت موجود ہی نہیں آید اسے حضور پر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں **لَنْ تَرَوْا لِقَائِي** ۲۱ ہف حجاب۔ اللہ پاک کیواسطے ستر ہزار حجاب ہیں ستر ہزار سے مرتبہ کثرت مراد ہے۔ جو شخص مرتبہ ذات کی رویت طلب کرے اوسکا انجام

کامیہ ہوگا کہ شدت حرص او سکوفنا کر دیگی۔ مگر مظاہر اور نسب و اضافات کے تعینات میں متعین ہو کر تشل کے پیرایہ میں ذات کی رویت واقع ہے۔ جیسے جبیر قبل صورت و میتہ الکلبی میں ہو کر نظر آتے تھے اور یہ کہنا صحیح تھا کہ جبیر پہل کو دیکھا۔ آیہ پاک یجعلنی اللہ بنورہ من یشاء میں اس کا اظہار فرمایا ہے کہ اللہ پاک جب کو چاہے اپنا نور دیکھا دے اسے رویت کے متعلق حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اشراف فرماتے ہیں لا تعبد بالآلہ اربہ میں رب کی عبادت نہیں کرتا جب تک او سکونہ دیکھوں۔ بیان پر مرتبہ رب کے رویت بیان کی گئی ہے۔ مرتبہ ذات جس کا اسم اللہ ہے مرے نہیں لیا گیا۔ تو بالضرور بیان مرتبہ تعین مقصود ہے۔

البستان السابع فی الربوبیت ربوبیت اسما کے اوس مرتبہ کا نام ہے جو موجودات کا طالب ہے۔ او کے ذیل میں علیم سمیع بھیر وغیرہ اس قسم کے اسما داخل ہیں جو اپنی کائنات مستحدہ کو مطلقاً ہیں جیسے علیم معلوم کا خواہشمند ہے۔ اور سمیع مسموع کا طلبگار ہے۔ اسم مرتبہ کے اسم اعلیٰ رب کے ماتحت جتھرا اسما واقع ہوئے ہیں وہ حق سبحانہ و تعالیٰ اور خلق میں واسطہ اور مشترک ہیں یعنی ادن اسما کے دو وجہ ہوتے ہیں ایک جناب باری میں اور دوسرے مخلوقات سے متوجہ رہتے ہیں۔

مگر وہ اسما الہی جو صفہ مخلوقات سے نہ وصیت رکھتے ہیں ان کو اسما

۱۔ افضل الخلق
۲۔ الموفق الخلق
۳۔ الموفق الخلق
۴۔ الموفق الخلق
۵۔ الموفق الخلق
۶۔ الموفق الخلق
۷۔ الموفق الخلق
۸۔ الموفق الخلق
۹۔ الموفق الخلق
۱۰۔ الموفق الخلق
۱۱۔ الموفق الخلق
۱۲۔ الموفق الخلق
۱۳۔ الموفق الخلق
۱۴۔ الموفق الخلق
۱۵۔ الموفق الخلق
۱۶۔ الموفق الخلق
۱۷۔ الموفق الخلق
۱۸۔ الموفق الخلق
۱۹۔ الموفق الخلق
۲۰۔ الموفق الخلق
۲۱۔ الموفق الخلق
۲۲۔ الموفق الخلق
۲۳۔ الموفق الخلق
۲۴۔ الموفق الخلق
۲۵۔ الموفق الخلق
۲۶۔ الموفق الخلق
۲۷۔ الموفق الخلق
۲۸۔ الموفق الخلق
۲۹۔ الموفق الخلق
۳۰۔ الموفق الخلق
۳۱۔ الموفق الخلق
۳۲۔ الموفق الخلق
۳۳۔ الموفق الخلق
۳۴۔ الموفق الخلق
۳۵۔ الموفق الخلق
۳۶۔ الموفق الخلق
۳۷۔ الموفق الخلق
۳۸۔ الموفق الخلق
۳۹۔ الموفق الخلق
۴۰۔ الموفق الخلق
۴۱۔ الموفق الخلق
۴۲۔ الموفق الخلق
۴۳۔ الموفق الخلق
۴۴۔ الموفق الخلق
۴۵۔ الموفق الخلق
۴۶۔ الموفق الخلق
۴۷۔ الموفق الخلق
۴۸۔ الموفق الخلق
۴۹۔ الموفق الخلق
۵۰۔ الموفق الخلق
۵۱۔ الموفق الخلق
۵۲۔ الموفق الخلق
۵۳۔ الموفق الخلق
۵۴۔ الموفق الخلق
۵۵۔ الموفق الخلق
۵۶۔ الموفق الخلق
۵۷۔ الموفق الخلق
۵۸۔ الموفق الخلق
۵۹۔ الموفق الخلق
۶۰۔ الموفق الخلق
۶۱۔ الموفق الخلق
۶۲۔ الموفق الخلق
۶۳۔ الموفق الخلق
۶۴۔ الموفق الخلق
۶۵۔ الموفق الخلق
۶۶۔ الموفق الخلق
۶۷۔ الموفق الخلق
۶۸۔ الموفق الخلق
۶۹۔ الموفق الخلق
۷۰۔ الموفق الخلق
۷۱۔ الموفق الخلق
۷۲۔ الموفق الخلق
۷۳۔ الموفق الخلق
۷۴۔ الموفق الخلق
۷۵۔ الموفق الخلق
۷۶۔ الموفق الخلق
۷۷۔ الموفق الخلق
۷۸۔ الموفق الخلق
۷۹۔ الموفق الخلق
۸۰۔ الموفق الخلق
۸۱۔ الموفق الخلق
۸۲۔ الموفق الخلق
۸۳۔ الموفق الخلق
۸۴۔ الموفق الخلق
۸۵۔ الموفق الخلق
۸۶۔ الموفق الخلق
۸۷۔ الموفق الخلق
۸۸۔ الموفق الخلق
۸۹۔ الموفق الخلق
۹۰۔ الموفق الخلق
۹۱۔ الموفق الخلق
۹۲۔ الموفق الخلق
۹۳۔ الموفق الخلق
۹۴۔ الموفق الخلق
۹۵۔ الموفق الخلق
۹۶۔ الموفق الخلق
۹۷۔ الموفق الخلق
۹۸۔ الموفق الخلق
۹۹۔ الموفق الخلق
۱۰۰۔ الموفق الخلق

فاعلم کہتے ہیں۔ جیسے خالق مخلوقات کو مقتضی ہے کیونکہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ مخلوق کو پیدا کیا۔ مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ اپنے نفس کو پیدا کیا۔ اور رزاق سے بدلتا رزاق خلق مراد ہوتی ہے نہ کہ رزاق ذات خود۔ اسماء فعلیہ اور اسماء واقعہ تحت اسم رب میں یہ فرق ہو کہ اسماء فعلیہ حق جل وعلیٰ کے ساتھ خاص ہوتے ہیں اور اونکما ذات پر اثر نہیں ہوتا۔ اور دوسرے اسماء کا اثر مخلوقات اور خالق دونوں پر رہتا ہو۔

تَمَّتِ الْحَدِیْقَةُ الثَّانِيَّةُ وَيَتْلُوهَا الثَّالِثَةُ

الْحَدِیْقَةُ الثَّالِثَةُ

فی النعینات الکونیہ شیءٌ علی اربعۃ بستان تعینات کیا نیہ میں تعین اول عالم ارواح ہے اور سکو عالم امر و ملکوت و غیب و عالم علوی کہتے ہیں۔ اگرچہ تعینات کے مسلسل سلسلہ میں عالم ارواح کا تیسرا نمبر ہو مگر چونکہ کائنات کا سلسلہ اس سے شروع ہوتا ہے۔ اسلئے کائنات کا تعین اول اسکو ہی قرار دیتے ہیں۔

لفظ روح کے معنی میں کثرت سے اختلاف کیا گیا ہے مگر اونکے ذکر کی یہاں کچھ ضرورت نہیں ہے۔ یہاں روح سے قوتیں اور ہویے مقصود ہیں۔ قرآن شریف سے بہ صراحت معلوم نہیں ہوتا کہ روح کی حقیقت کیا ہے مگر احادیث سے جہاں تک شہادت ملتی ہے اس کے قریب قریب تفصیل کی جاتی ہے اور قرآنی استدلال بھی جب موقع و جہ کیجا میگی

یہ عالم ارواح اشارات حسیہ سے بالکل بری ہے جیسا کہ عالم شہادت سراپا
حس اور اشارہ ہے آیہ پاک **فَلَا أَهْتَمُّ بِالتَّجَرُّوْنَ وَلَا بِالتَّجَرُّوْنَ مِّنْ**
دُونِهِمْ کا منہج بیان ہے

ارواح کی چند قسمیں ہیں نخلہ او نکلے ایک قسم کی وہ تو تین ہیں جبکہ علم میں
تبریر و تفسیر کا تعلق نہیں ہے او نکلہ کو وہی کہتے ہیں۔ انہیں بعض
روحانی ایسی ہیں جو بالکل ذات الہی میں مستلک اور فنا ہو گئے ہیں حتیٰ کہ
اونکو اپنے وجود کی بھی خبر نہیں ہے بوجہ اسکے کہ یہ طالیغہ جمال و جلال
الہی میں محو ہو گیا ہے اسکو ہمیشہ کہتے ہیں۔ کروہیوں کا ایک گروہ
خالق و مخلوق میں حجاب و ساتر ہو گیا ہے۔ یہ اشخاص ربوبیت کا فیض
اجسام عباد پر منبسط کرتے رہتے ہیں +

اقسام ارواح میں سے دو کے وہ قسم ہے جسکو تفسیر و تبدل کا کامل
اختیار دیا گیا ہے +

انہیں سے ایک قسم کا تفسیر و علویات پر ہے اور عالم کے علویات
اونکے متمثلات و مظاہر ہیں۔ ان پر ابلیس کی حکومت کسی حالت میں
نہ تھے آیہ شریفہ **اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالَمِيْنَ** اس پر شہادت
دیتی ہے ان ملائکہ کے مظاہر مقرر ہیں بارگاہ الہ ہوتے ہیں جنکی شان
یہ ہے **اِنَّ عِبَادِي لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ** اور صاحبان عرفان مقام
علیین میں حاضر رہتے ہیں۔ **كَلَّمَآلَ اللّٰهِ تَعَالٰی كَلَّمَآلَ كِتَابِکَ اَبْرَارَ**
لَفِیْ عِلْمِیْنِ وَمَا اَدْرِیْ عَلَیْہِمْ كِتَابٌ وَّ قَوْمٌ یَّشْہَدُہُ الْمُقَرَّبُونَ

آورد دوسری قسم کو غلیات سے تعلق ہوا و نکو مکوت اسفل کہتے
 ہیں ان ملائکہ میں تمام قسم کے اجنہ اور شیاطین وغیرہ داخل ہیں۔
 ان ارواح میں سے جس روح کو تمثیل کی صورت پیش آتی ہے۔
 تو وہ خراب اور منکر کائنات کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے اور
 اوبھکا مقام اسفل سافلین سمین ہے۔ کما قال اللہ تبارک و تعالیٰ۔

كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفُتُورِ لَفِي سِجِّينٍ وَمَا أَدْرَاكَ مَا سِجِّينُ كِتَابٌ
 كِتَابٌ مَّرْفُومٌ وَإِلَّا لَمَّا كَذَّبَ الَّذِينَ الَّذِينَ يُكَلِّمُونَ بَيْعَاتِ الدِّينِ ۝
 مسئلہ ارواح کچھ ایسا نازک اور دقیق واقع ہوا ہے کہ اوس میں خوض کرتے
 ہوئے بعض لوگ بہت خوفناک ہو گئے اسلئے ایک بڑا گروہ اس مرحلہ
 میں بلا حس و حرکت نظر آتا ہے حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کا
 مقولہ ہے کہ ہم اسکے سوا کچھ نہیں کھسکتے کہ روح کو خداوند عالم نے اپنے
 علم سے بزرگی اور برگزیدگی عطا فرمائی ہے۔

بعض لوگ مقتضائے مقام و محل کے مناسب بحث کرتے ہیں۔ اونہیں سے
 جمہور متکلمین اور نظام معتزلہ اس امر کے قائل ہیں کہ روح جسم نورانی
 علوی سے متحرک ہے اور اجسام میں لیتے ساری ہے جیسے گل در زمین گلاب
 بعض جہلہ روح کو عرض مانتے ہیں اور منہ حیات بدن میں روح کا
 انحصار کرتے ہیں +

اہل تحقیق جنہیں امام غزالی بھی داخل ہیں اس طرف گئے ہیں کہ روح بنفسہ جو بہر
 قائم ہے۔ اور مادہ سے مجرد ہے نہ بدن میں داخل ہے اور نہ خارج نہ متصل نہ

نہ منفصل۔ نہ جسم ہے اور نہ جسمانی مگر جسم میں تبیر و تفسیر کا تعلق رکھتی ہے
مگر یہ تمام امور نامہیں اسلئے کہ اس سے روح کی حقیقت کا جو قدرت
پیدا ہے وہ حقیقت روح انسانی ہے اور یہ حقیقت مختصہ روح کی ایک
نہ کی تعریف ہے۔

فی الحقیقت حقیقت روح قابلیات عالم کا نام ہے یعنی تقاویر الہی جو
موجود کو وجدان ذاتی اور علم عمل کے موافق عطا ہوئے ہیں وہ روح ہے
اور وہ مرتبہ چنانچہ تمام قابلیات عوالم پر حاوی ہے اور اویسکے مطابق
حقیقت محمدیہ کائنات کو جلوہ آرا کے طور کرتی ہے حقیقت روح ہے
اور یہ ایسا کلی مقام ہے جس میں ہر مرتبہ قابلیت من الازل الابد قوتوں کی
طرح وجود حاصل ہے اور قوتوں کا مثل اول عالم مثال اور مثل دوم
عالم شہادت ہے۔

اب روح انسانی کی خرابی و عدم فساد وغیرہ میں بحث کو جاتی ہے بشرطہ
قلیلہ کا خیال ہے روح میں تغیر و تبدل کو دخل ہے یہ محض سقط ہے اہل
تحقیق کا یہ عقیدہ ہے کہ روح میں کوئی تغیر واقع نہیں ہوتا۔
علیٰ ہذا روح کا ازلی اور ابدی ہونا بھی مختلف فیہ ہے۔ بعض صوفیہ ازلی
اور ابدی دونوں تسلیم کرتے ہیں۔ مگر جمہور اشرافین اور مشائخین اور امام
جمعیۃ الاسلام غزالی روح کو ازلی نہیں بلکہ ابدی مانتے ہیں۔
لیکن بظاہر یہ کلام سیکند زہیف ہوا اسلئے کہ روح علم ذاتی کا نام ہے
اور وہ قدیم ہے لہذا ازلی ہونا بالضرور ثابت ہے۔

اسی طرح روح میں یہ اختلاف واقع ہوا ہے کہ وہ ماہیت نوعیہ ہے یا جنسیہ
 ارسطو اور ابو علی روح کو ماہیت نوعیہ بتلاتے ہیں۔ مگر امام رازی روح کو
 حقیقت جنسیہ تسلیم کرتے ہیں +

اہل تصوف نے متوفی روح انسان کی عروج و نزول کے متعلق بھی مجملہ
 کچھ بحث کی ہے۔ اور ہر شخص کا بعد وفات مقام بتلایا ہے۔ جو شخص
 مرتبہ ایمان میں وفات پاتا ہے اس کی روح آسمان دنیا تک جاتی ہے
 اور صاحب مرتبہ عبادت کو آسمان دوم تک عروج ہوتا ہے۔ اور
 جو زبد کے مرتبہ میں انتقال کرے آسمان سوم اور کھٹکے ہوتا ہے۔
 اور صاحب معرفت آسمان چہارم پر پہنچتا ہے۔ اور صاحب ولایت
 آسمان پنجم پر عروج کرتا ہے۔ اور صاحب نبوت کی روح آسمان ششم
 عرش اعلیٰ تک عروج پاتی رہتے ہے۔ چونکہ مرتبہ ایمان سے دس
 عبادت میں زیادہ خواری ہوتی ہے اور عبادت سے زیادہ زمین اور
 زہر سے زیادہ معرفت میں اور معرفت سے ولایت میں اور ولایت سے
 ذلت ہوتی ہے۔ اور اسے سبب حضور و رکائات خلاصہ مخلوقات
 باعث ظہور ارض و سموات سید الدلیلین کے خطاب سے مخاطب فرمائی گئی
 ہیں۔ ان حضرات کی ترقی ان مدارج پر اس وجہ سے ہوگی کہ یہ دائرہ ذلت
 و عزت ملکہ تکمیل کا مل کمل ہو جائے +

البستان الثانی فی عالم المثال تعینات کیا نیہ میں سے
 دوسرے تعین عالم مثال ہے۔ آیہ فَرَجَ الْبَحْرَيْنِ یَلْتَقِیَانِ بَيْنَهُمَا

بَرَجٌ لَا بُغْيَانُ سے معلوم ہوتا ہے کہ عالم شہادت و ارواح میں فاصلہ اور بطن ظاہر کر نیکی و ایک اور عالم کی خلقت ظہور میں لانی گئے ہے۔ اویکو اہل تصوف عالم مثال کہتے ہیں +

چونکہ ہر متوسطہ شے کا قاعدہ ہے کہ طرفین کی قابلیات اور اوصاف اور کو حاصل ہوتے ہیں اسلئے یہ عالم اپنے غیہ مادے ہونے میں عالم ارواح کے اور صاحب صورت و شکل ہونے کے سبب عالم اجسام سے مشابہت رکھتا ہے۔ اس عالم میں وہ معانی جو بارگاہ الہی سے عالم ارواح کے توسط سے نازل ہوتے ہیں خیالیہ صورت پکڑا جاتے ہیں۔ اور وہ ان سے متنزل ہو کر عالم شہادت میں آتے ہیں۔ اور تمام ارواح کلیہ و جزئیہ خواہ عقول و نفوس ہوں یا اور کچھ اپنے کمالات اور درجات و تقرریاں کے مطابق صورت یا ہوتے ہیں +

اور ارواح انسانیہ اس عالم شہادت میں ظہور سے قبل عالم مثال میں متشکل ہوتے ہیں اور وہ اس عالم حس میں متشکل ہو کر صورت مادی قبول کرتے ہیں +

اکثر اہل کشف اسی عالم میں بوجہ تجرد قیود جسمانی و تکلیف کیوں روحانی فائز ہو کر امور مخفیہ کو ظاہر فرماتے ہیں اور جملہ عباد کے اعمال حسنہ و افعال ناقصہ متجسم نظر آیا کرتے ہیں +

جب اول ہی اول انسان عالم جسمانی کے علایق سے انقطاع حاصل کرتا ہے وہ عالم مثال میں پہنچتا ہے۔ اور صفا سے باطن اور قوت پرواز اور استعداد

مقطیہ کے موافق عالم کے احوال پر وقوف حاصل کرتا ہے۔
 عالم خواب بھی عالم مثال کا ایک حصہ ہو لیکن اسکے واسطے معبر
 کامل کی ضرورت ہو۔ تاکہ اوں خواباے پریشان کو جو سوئے مزاج
 یا غلبہ بلغم وغیرہ سے تعلق رکھتے ہین۔ رویاے واقعی سے تمیز کرے
 اور فی نفسہ تعبیر ہی بہت سخت کام اسلئے کہ معانی جب عالم مثال
 میں صورتیں قبول کرتے ہین تو ضرور اوں معانی کو اوں صورتہائے
 منقصہ سے کوئی نسبت ہوتی ہے اوس مناسبت کا معلوم کرنا اصل تعبیر
 ہے۔ ان مناسبات ہی کے عدم دریافت سے بعض خوابین دروغ
 معلوم ہوا کرتی ہین +

سوال منکر و نکیر اور عذاب قبر وغیرہ امور کا بھی اسی عالم سے تعلق ہے اور
 عالم شہادت میں ان امور کا وجود نہیں ہے اسلئے کہ مثلاً حدیث شریف
 میں آیا ہے کہ مردہ پر وہ عذاب ہوتا ہے جس سے اوسکی ایک پسلی
 دوسری پسلی میں دھنس جاتی ہے۔

بعض مقام پر محض اسے ازمایش کیلئے کافر مردہ کی قبر میں جسم پر چنے
 رکھ دئے گئے اور جب قبر کو دوسرے قبر میں روز کو لکر دیکھا تو وہ بدستور
 پائے گئے۔ اس حالت میں اگر عذاب قبر جسمانی تکلیف پر قرار دیا جا
 تو صراحتاً دروغ لازم آتا ہے کیونکہ مشاہدہ کے خلاف ہے۔ اسلئے
 لابد عذاب قبر اسے عالم مثال سے تعلق رکھتا ہے اجسام ان تکالیف
 بری رہتے ہین۔ حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کو اس میں زیادہ غلو ہے اور بشر

اجساد اور عذاب و صواب قیامت کو اسی عالم مثال میں منجھ دیتے ہیں
گو میں اس امر میں کوئی نقص نہیں ظاہر کر سکتا لیکن اہل ظواہر اور اعیان
مشرعین اس کو کسی حالت میں پسند اور قبول کی نگاہ میں جگہ نہیں دیتے
لِکُلِّ وَجْهَةٍ هُوَ مَوْجُودٌ لِّیْهَا
یہ عالم اپنی لطافت اور نظافت کی وجہ سے ایسا سہل المرور ہے کہ علم
شہادت کی ایک گہڑے میں وہاں لاکھوں برس کا زمانہ گزر جاتا ہے اور
عالم ارواح اس سے بھی زیادہ الطف والنفیس و اشرف ہوا سلسلے
یہاں کے ایک دقیقہ اور پلین وہاں ازل اور ابد اور ماضی و مضایع کے
مبداء اور سواحل و سواد نظر میں پھر جاتے ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کا جسم اطہر اور بدن مقدس ہمارے بلکہ تمام انبیاء و ملائکہ اعلیٰ
کے ارواح و حقیقت سے بھی زیادہ مطہر و منزه تھا اسلئے ایک آن و حد
میں مشارق و مغارب و کائنات الہی پر عروج فرما کر اپنے مقام پر حجت
فرمائی معراج جسمانی کی یہ صورت ہو۔

مگر معراج روحانی کی کیفیت کچھ اس سے زیادہ وقت رکھتی ہے شریعت
پر چونکہ طریقت کا مرتبہ فوقیت رکھتا ہے اسواسلئے اہل شریعت کے معراج
پر طریقت کے معراج کو بھی عروج حاصل ہے۔ اہل شریعت کا خیال ہر
حضرت احمد مجتبیٰ ثمالی صلی اللہ علیہ وسلم آسمان و عرش و کرسی وغیرہ
پر خود تشریف لگے اہل العرفان کا یقین ہے کہ تمام زمین و آسمان
جنت و دوزخ ملائکہ و انبیاء عرض تمام ملکات یہاں تک کہ ذات واجب ہی

خود حضور عالیشان کے مواجد میں حاضری۔ اہل انصاف خود متین
 کہہ سکتے ہیں کہ ترجیح کسکو حاصل ہے ملا گوید احمد بہ فلک بر شد۔ سید
 گوید فلک بہ احمد در شد۔ نیز یہ بحث تو جملہ معتزہ کا حکم رکھتے ہے اب
 بھروسہ اسے اصلی کی جانب رجوع کرنا چاہیے +

قرآن پاک میں اللہ جل شانہ دعوم نوالہ اپنی نعمت غیر متناہی کے
 بیان میں ارشاد فرماتے ہیں + وَمَا مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَ كَاخِرَ آيَاتِهِ
 وَمَا نَزَّلُ إِلَّا إِلَافًا مِّنْ مَّعْلُومٍ +

یعنی ہمارے پاس ہر شے کا خزانہ ہے اوسمیں سے ہم بقدر ضرورت
 عالم میں بھیجتے ہیں۔ آخر وہ کونسا خزانہ ہے جس میں دنیا جہان کی خیرین
 بے انتہا طیار ہوئے ہیں +

بلاشبک وہ خزانہ عالم مثال سے عبارت ہو۔ کہ جب میں تمام موجودات کا
 ذخیرہ قریب الظہور درجہ بدرجہ اشکار ہونے کی واسطہ مقرر کیا ہے۔ اور
 جب کوئی موجود مثالی اوس کثرت دواسے کے مقابلہ میں آجاتا ہے فوراً
 چادر بطون چاک کر کے خلعت ظہور سے آراستہ ہو جاتا ہے +

اور وہ ممکنات جو اپنی حالت موجودہ سے متغیر ہو کر نقاب خفا منہ پر ڈال لیتے
 ہیں اسے عالم کے توسط سے وہ عالم ارواح میں شمع ہو کر حسب لیاقت
 اعمال علیین اور سبحین میں پہنچا دئے جاتے ہیں +
 پس ممکنات عالم ارواح سے بلا توسط عالم مثال نہ آسکتے ہیں اور نہ جاکھڑا تے اور جاتے
 وقت ضرور ہر ممکن کو پورے سطح پر زرخ سے واسطہ کامل پڑتا ہے +

البستان الثالث فی عالم الشہادت تعینات کونیہ کا تیسرا

تعیین عالم شہادت و اجسام قابل اشارات حسیہ اور مختلف الاحوال ہے بعض اجسام کی یہ حالت ہے کہ خرق و التیام خرابی و فساد کو قبول نہیں کرتے جیسے قرآن کی آیات سے پتہ لگتا ہے۔ اور اکثر ایسے ہیں کہ جنہیں آئے دن یہ تغیر و تبدل رہتا ہے۔ اور اس کا خاتمہ اس روز ہو گا کہ جس پر تمام مظلوم اپنے داد و رسی کی آس لگا رہے ہیں۔ اور تمام عشاق زار اپنے معشوقان مجاہدی کے فراق و انتظار میں چادر کفن سے آنکھیں نکالے ہوئے سراپا امید وصال بن گئے ہیں۔

یہ فنا پذیر صورتیں کُل مَنْ عَلَیْهَا فَن کی ذات عامتہ خبردار کر دے گئے ہیں۔ خواہ بسیط ہوں جیسے عناصر یا مرکب جیسے اگ پانی ہوا وغیرہ اور ان کے مرکبات۔ ایک دن ان پر ایسا آئینہ گرا کہ عدم اصطلاحی کو قضیہ میں آجاتا یہ عالم اس طرح عالم مثال کا تمثیل ہے جس طرح کہ عالم مثال عالم ارواح کا تمثیل قرار دیا گیا ہے فوق اس قدر ضرور ہے کہ عالم ارواح مقنزل ہو کر عالم مثال تک مادہ سے پاک تھا مگر عالم شہادت میں مقنزل ہوتے ہے ہر موجود کی واسطے مادہ ہونا لازم آجاتا ہے۔

یہ موجودات مادیہ بالعموم تین جنسوں میں منقسم ہیں۔ سب سے ادنیٰ مرتبہ جمادات کا ہے بالذات اس قسم کو حس و حرکت و کمی بیشی کا کوئی مرتبہ حاصل نہیں ہے۔ تمام معدنیات و عناصر سے گروہ میں داخل ہیں مرتبہ اوسط نباتات کا ہے کہ جمیع کمی بیشی کا مادہ رکھا ہوا ہے مگر حس و حرکت

اور فہم کا کوئی درجہ ان کے حصہ میں نہیں آیا۔ مرتبہ اعلیٰ حیوانات کا ہے کہ جسم میں حس و حرکت و زیادتی اور کمی اور علی اختلاف المراتب فہم و عقل ہی حاصل ہے متحرک بالارادہ بھی ہے۔

حیوان کے ایک فروغ عظیم انسان ہے جسکے قوت لفظ کی خصوصیت عامہ حاصل ہے مگر اسکی شرافت اصل پر جبکہ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ سے پتہ چلتا ہے خاص خاص لوگ فائز میں۔ اور باقی اشخاص أُولَئِكَ كَالْأَنَامِ بَلْ هُمْ أَصْلُ کے مصداق میں۔

البستان الرابع في الانسان الكامل اعلم مرفق

اللہ بسم المعروف یہ ام پہلے محقق ہو چکا ہے کہ ذات واجب چونکہ متقطع الاضافات و مصمم الجهات ہو اوس سے کثرت کا صدور محال ہے اور یہ تمام خلقت کثیرہ کا وجود و ظہور نہایت دشوار و بعید از قیاس ہے لہذا ذات بحتہ نے ایک ایسی تجلی فرمائی کہ جو وجوب کی تمام صفات اور امکان کی تمام نسبتوں کو جامع اور محیط تھے وہ اپنے نسب البیہ کی حیثیت سے خالق اور رب و معطی وغیرہ صفات سے متصف اور اپنی اضافات عالمیہ کی نسبت سے منظر جامع اعیان ہوئی اوسکے مختلف جہات النواع کو موجودات میں جلوہ فگن ہوتے رہتے ہیں اسکا نام لقین اول اور حقیقت محمدیہ ہو جب اسکی حُب ذاتی خواستگار ہوئی کہ اپنی صورت قابلہ آئینہ مصفیٰ میں دیکھی اور شیون متضادہ کی مختلف الالوانی اور عالم کی منشئت اوراق اور اشیا کو کسے منظر کلی میں سایہ فگن ملاحظہ کرے اپنے حسن دلربا کے نظارہ عالم

افزودے قلب عالم کو نور علی ذریعہ نوری نور کمر سے منور فرما کے۔ مشاطہ بل
عرفان میں عطر۔ جمعیت احدیہ کی خوشبو پہنچائی اظہاراً لا شتیاق انسان
کمال کی شکل ہادیون میں مثل فرمایا ۵

کس فیت در حمان ہمہ النوار ذات اوت	آیات حسن خویش بدینا نمود است
اور بدو ان فیت بجز ذات احمدی	اندر صفات خویش ہمہ را نمود است

اگر بگوئیم و فیہ رفوان اللہ علیہم اجمعین نے انسان کامل کو عالم کبیر قرار دیا ہے
کیونکہ تمام مراتب وجودیہ اور امکانیہ کو محو سے ہی۔ عالم میں جو کچھ فرداً
فرداً پایا جاتا ہے اس میں وہ تمام کمالات جمعیت کے ساتھ موجود ہیں
اور احکام آیت جبرط اشکار میں اس طرح مراتب وحدت بھی تنزیہ کا
پروہ دالہ دیتے ہیں۔ اس سبب جامع مراتب تفرقہ و جمع اس کا خطاب ہو
جو کچھ نثرانہ وجود میں مخزون ہے بالاجمال انسان کامل میں کلیتاً موجود ہے
اور یہ انسان کامل اپنی ذات سے تمام حقایق الوجود کا نمود ج اور اس کے
حقیقت انما حقایق الاعیان کا آلہ ہے ۶

حقایق علویہ کا اپنی لطافت احدیت سے مقابل ہے اور حقایق سفلیہ کا
اپنی کمال سے۔ اپنی مابیت سے اظہار سدرہ المنتہی کا باعث ہوا۔ اور
مقام کرسی کو اپنی اینت سے اور قلم اعلیٰ کو اپنی مرتبہ عقل کو ح محفوظ کو
اپنی نفس سے۔ عناصر کو اپنی طبیعت سے ہیولے کو اپنی قابلیت و جمایت
سے اجندہ و شیا طین کو اپنی وسوس سے ملائکہ کو اپنی خاطر عاطر سے ہایم کو
اپنی حیوانیت سے جواہر کو اپنی جوہریت ذات سے۔ اعراض کو اپنی مصنف سے

نباتات کو اپنے موئے مبارک سے آدمی کو اپنی صورت سے بلوغ دیا کر
 کر سی خلافت حقیقت بر اجلاس فرمایا۔ چہ خوش گفہ ست و فی الحقیقت
 در سفتہ ست ۵

ہم از تو مینر شمع انجم	ہم از تو بخت قصہ افلاک
پروردہ ابر رحمت تست	ہمچو گل لاله خار و خاشاک
دارے بحال و لفریبی	بر کست جان طراز لولاک

چونکہ قلب اطہ حضور النور کا ذریعہ رحمت اور سبب قہر عالم ہے اس واسطے
 حضرت اسرافیل علیہ السلام کی خلقت جو موجب فنا و بقا ہے عالم سب
 قلب النور سے مکمل ہوئے +

اور چونکہ عقل اول قلم اعلیٰ کے ذریعہ علم الہی لوح محفوظ میں مفصل نقش ہو کر
 وجہ تحفظ خود ہوا اسلئے وجود جبریل کی تدریہ قوت حافظہ حضرت جبریل
 حضرت سے فرمائے گئے اور جبریل روح الامین کے خطاب سے مخاطب ہوئے
 اور چونکہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی تنویر اسم کامل سے ظہور میں آئی
 ہے اور خیال حقیقت محمدی بھی نور کمال سے منور ہے لہذا خیال محمدی
 صلی اللہ علیہ وسلم سے عزرائیل علیہ السلام کی خلقت فرمائی اور اسکو
 لباس قہر و جلال سے لباس فرمایا۔ جیسے قوت خیالیہ اقوے القوے
 ہے عزرائیل علیہ السلام ہی وہی قوت ملائکہ میں رکھتے ہیں۔ جس طرح خیال
 فکر اور ادراک وغیرہ قوتوں کو مغلوب کر دیتا ہے۔ جملہ ملائکہ پر عزرائیل کو
 غلبہ حاصل ہے +

یہی سبب ہے جب اللہ جل شانہ و عہد احسانہ نے کل ملائکہ کو آدم علیہ السلام کی خلقت کیواسطے قبضہ کل تمام زمین سے لائے کا حکم دیا۔ تمام فرشتے اس حکم کی تعمیل سے قاصد رہے۔ مگر جب عزرائیل کا وقت آیا اور یہ اس کے تعمیل کیواسطے زمین کے پاس پہنچے زمین نے معمولی طرح خدا کی قسم دے کہ اسکا کوئی حصہ اور جزو نہ لیجاوے مگر انہوں نے بخلاف جبہ نیل و مکایل و اسرافیل و تمام ملائکہ علیہا السلام کے ہرگز اس قسم پر توجہ نہ کی اور فوراً القیلا للکلم تمام زمین کی روح لیکر بارگاہِ صمدی میں پہنچا اسی وجہ سے عزرائیل علیہ السلام کو قبض روح کا منصب اور خدمت عطا فرمائی گئی۔

اور چونکہ ہمت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم موجب فلاح امت اور ذلیعہ ہمدردی کائنات ہے اسلئے میکائیل علیہ السلام کی خلقت اس سے مکمل فرما کر ہمارا رب الباقی فرمایا

واضح ہو کہ ہمت بہت بڑی شے ہے جس سے معانی رفیعہ اور مقامات علیا پرتیتی ہوتی ہے۔ اسلئے کہ جب اللہ پاک نے اپنے تمام انوار کو وجدانِ حیات سے لحاظ فرمایا تو سب میں ایک استقلال اور خود وارے کی شان تھی مگر ہمت کو تنذیب اور محض امید اور فضل الہی کے بہرہ سے پر ثابت قدم پایا۔ ہمت سے ارشاد فرمایا کہ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم تجھ کو انوار میں ارفع اور اعلیٰ مقرر کرتا ہوں۔ تو میرے دربار کے دربان اور حاجب ہے بلاتیری امداد اور وساطت کے میرے پاس کوئی بارپا نہیں ہوگا۔ تو معراج

المومنین اور برات العاشقین ہو۔ میدان الواصلین اور سبع السائقین
 چونکہ حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اُمّ العالم اور نعمیٰ ہے اسلئے اور کئے
 اپنی سمیت کے نور سے مکائیل جیسے رحمت کا ملہ اور وسیع الربوبیت
 کو ظاہر فرمایا۔ فلک تابدلیات اور کو مقرر فرما کر جو دو عطا کا خزانہ اور سکی
 تحویل میں دیا۔ اہل حق کے حقوق کا قاسم اور سیکو قرار دیا اور چونکہ
 حیات سے بڑھ کر کوئی شے سلسلہ عطیات میں نہیں ہو سکتی۔ اسلئے کلام
 اللہ میں ارشاد ہے **وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ** ہم نے ہر شے کو
 پانی سے زندہ کیا۔ اس آیت سے ثابت ہے کہ میکائیل کا تصرف ہر شے
 میں کس درجہ کو پہنچا ہوا ہے میک اور می پانی کو کہتے ہیں اور میں اللہ
 کو کہتے ہیں تو میکائیل کا نام ہے اللہ کا پانی یعنی حیوۃ الہی ہے کیونکہ
 حیاۃ اور پانی دونوں لازم و ملزوم ہیں *

جب خلقت میکائیلی کی تکمیل ہو چکی۔ تو فکر محمدی سے باقی مالا کہ کو ظاہر فرمایا
 یہ قوت فکر مفاتیح غیب میں سے ایک مفتاح ہے۔ اور مفاتیح غیب الہی
 دو قسم ہیں۔ ایک قسم حقی اور دوسری خلقی نوع حقی اسماء و صفات
 کی حقیقت کا نام ہے اور قسم خلقی جو ہر فرد یعنی اجزائے کائنات حقی کی
 تراکیب کی معرفت کو کہتے ہیں۔ یعنی جن وجود سے ذات انسان وجود
 رحمن کے مقابل واقع ہوئی ہے۔ اون وجود میں سے وجہ اعلیٰ و اعظم
 فکر ہے۔ جو مرتبہ ذات الہی کو اپنی وجدان میں حاصل ہے۔ حقیقت محمدی
 کو وہی مرتبہ فکر سے پیدا ہے *

حق سب از و لقائے لئے فکر محمدی کو اپنے اسم ہادی و رشید و علیم کے
خیرت مخلوق فرمایا۔ اور اسم مہدی و معبد سے اوس پر تجلی فرمائی۔ اور
چشم باعث و شہید سے اوسکو مشاہدہ فرمایا۔ جب فکر نے ان اسماء
کے اسم کو اناطہ فرمایا اوس سے مابقا ملا کہ کوزیور خلقت سے وضع
فرما کر اعلیٰ و اسفل کی حفاظت پر قائم فرمایا اوسکے محفوظین صفت
حیوۃ و شان بقا سے متصف و تشیین نظر آتے ہیں۔ اور جب کوئی ملک
مما فظ غلط شیب کیجا نب متوجہ ہو جاتا ہے اوسکے موکل کی روح قبض کر لی
جاتی ہے۔

آن ملائکہ میں سے بعض رزق رسانی کے لئے متعین ہیں جب تک اونا کا حق
اپنے مویکین سے رہتا ہے رزق پہنچاتے ہیں۔ بعض کو پانی برسانے
سے تعلق ہے۔ و علیٰ ہذا دنیا کے ہر کام کے متعلق ایک ملک محافظ
موجود ہے۔ مگر یہ تمام ملائکہ دو قسم پر تقسیم ہیں بعض کا عزرائیل سے
تعلق ہے اونا کام فنا و خرابی ہے اور باقی کا تعلق میکائیل علیہ السلام
سے ہے وہ شادابی اور بزمی و بہودی کے کاموں پر وابستہ ہیں۔
پس حقیقت محمدیہ جسکے تمام اسماء و صفات شیون نامتناہیہ کامرتبہ رکھتے ہیں
اور متضادات عالم پر اوسیکادست شفقت سرپرستی کرتا ہے۔ اپنی ذات
سے من جملہ تلم کمالات کے دو نوع کے کمال خاص کے منشا ہے۔
ایک ادنین سے کمالات قہری و جلالی کہلاتے ہیں۔ اور دوسرے
کمالات مہری اور جمالی۔ اعیان موجودات میں جس قسم کی استعداد اور

قابلیت مندرج رہتی ہے اس کے مطابق قابلمان جلال کو لباس کفر
و لفاق بنا کر آتش دوزخ کا دھواں دہاتے ہیں۔ اور مقبلان جمال صفات
الفت و مہر سے متصف ہو کر ابد آلا باد کی واسطے

کے دریا سے رحمت میں شناوری کرتے ہیں۔ اور کوثر وصال حقیقی
سے سیراب ہو کر منزل القصوے اور ساحل مقصود پر پہنچتے ہیں۔

حسنِ روست ہر بیرونے حسنِ روادے	آبِ حن دل بہا ہر سوردانِ انجومی آوت
قبیلہ اہل نظر نہ تارہ جان بخش آوت	کعبہ اربابِ دل طاقِ غم ابرو کوست
مغربی زنِ میکنہ سلی بگشن کا ندرو	ہر کرار نگے دلوے بست رنگِ دہاو

ہر کافر کا سجدہ مالایلیق اویکے محرابِ ابرو کے طرف ادا ہوتا ہے اور ہر
مسلمان کی صلوٰۃ مقبولہ اویکے دفترِ قبولیت میں درج فرمائی جاتی ہے

نظم اصحابِ نظم

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فِي مَرْفَأِ شَيْءٍ فَاعْبُدْهُ	فَلَمْ تَكُنْ إِلَّا فَيَا لَعَنَتْ رَغْبَتِي
وَلَوْ خَطَرَتْ لِي فِي سِوَاكَ ارَادَةٌ	عَلَى خَاطِرِي سَهْوًا قَضَيْتُ بِرَدِّي
وَمَطْعُ أَنْوَارِ بَطْلَعَتِ الْقِيَامِ	أَبْجَعَتْهُمَا كُلَّ لَبْدٍ وَاسْتَقَرَّتْ
وَمَا الْحَاثِرُ حَتَّى اخْتَرْتُ حَيَاةً مَدَامَا	فَوَاحِدِي لَوْلَمْ تَكُنْ فَيَا حَسْرَتِي
فَكُلِّ مِلْحَةٍ حَسْبُهَا مِنْ جَمَالِهَا	مَعَالَهُ بِلْ حَسْرَتِي مِلْحَةٍ
وَمَا ذَاكَ إِلَّا أَنْ بَدَتْ مَبْطَأُهَا	فَطَنُوا سِوَاهَا وَهِيَ فِيهَا تَجَلَّتْ

بوجود دیکھ چمن چمن ذرہ ذرہ اس کے حسنِ دلربا کا پتہ دے رہا ہے موجودات
کا کائنات اسے خورشیدِ روئے النور کے آئینے اور مظاہرِ اکھبرِ انور و جود

و جود

و جود

و جود

و جود

و جود

و جود

و جود

و جود

و جود

و جود

و جود

و جود

و جود

و جود

و جود

و جود

و جود

و جود

و جود

و جود

مگر وہ باہل خواجہ گوش میں مدہوش ہے جسکو ان تمام امور پر تنبیہ اور عرفان حاصل کر نیکے لئے خلق کیا ہے۔ پھر وہ اپنی اصل سے بے خبر ہے
 ولقد کذبنا نبی آدم میں آدم اور تمام ذریات آدم کی فضیلت ضمناً بیان ہو چکی ہے ظاہر ہے کہ آدم کو بالذات وہ فضیلت حاصل نہیں کہ تمام ملائی اعلیٰ وغیرہ پر کرم ہو سکیں اسلئے کہ صرحتاً علی آدم علیہ السلام لے
 صدر و عصیان و غیوت ثابت ہو لہذا آدم کو جو کچھ فضیلت حاصل ہے وہ
 نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہے ۵

آدم تبو شد مکرم ار نہ | پیداست مقام ذرہ را خاک
 خلافت الہی کا اگر کچھ حصہ آدم کو ملا ہے وہ حضور پیغمبر عالم صلی علیہ وسلم
 کے طفیل میں۔

اب ناظرین اولوالالباب حضور مقبول سرور کائنات کے اوس فضل و
 شرف کو مختصراً ملاحظہ فرمائیں جبکہ قرآن شریف میں تصریح سے ذکر ہے
 اللہ جل شانہ ارشاد فرماتے ہیں۔ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ
 حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ مَّا وَعَدْنَاهُ بِالْمُؤْمِنِينَ رَفُوعٌ حَاجِبٌ یعنی تمہارے پاس وہ پیغمبر
 ارسال کیا گیا جو تمہاری ذات سے ہے تم اسکی شرافت و سجاوت حسبی اور نسب سے
 تمام اوصاف سے واقف ہو اسکی شرافت و سجاوت حسبی اور نسب سے
 سنجو بی اگاہ ہو کہ عرب کے اشرف و اعلیٰ خاندان طاہر و مطہر سے ہے اور ابتدا
 سے اسکی ذات پاک تک کوئی جاہلیت کی آلائش سے ملوث نہ تھا
 جیسے خود حضور پاک ارشاد فرماتے ہیں غرحت من الا صلاب الطاہر الی اللہ صلاط

یعنی میں اصحاب طاہرات سے ارحام طیبہ میں منتقل ہوتا ہوا بیان پہنچا ہوں
 اللہ جل جلالہ و عظمیٰ و جلالہ بوجہ اتحاد و یکا گت حقیقی اپنے محبوب سراپا اعز
 کو ان خطابوں سے مخاطب فرماتا ہے جو اسکی ذات کے ساتھ خصوصیت
 رکھتے ہیں اور اسکی وجہ وہی ہے جو پہلے گزر چکی ہے کہ نبی کریم صلوٰۃ اللہ
 علیہ وسلم کی حقیقت ذات الہی کی تعین اول و منظر اتم و جامع ہے اور
 اور کسی مرتبہ کو ذات سے وہ تقرب حاصل نہیں جو اس تعین کو ہے جب
 ذات نے تجلی اولیٰ فرمائی تو وہ احدیت مطلقہ کے ساتھ موسوم ہوئی اور
 ۱۰ کے موصوف کا نام احد مقرر ہوا جب احد متشکل ہو کر کاشانہ افرز عالم
 ہوا تو احد میں متشکل کی میم حلقہ کم ہوئی اور احد احمد کے لقب سے ملقب ہوا +
 اس صورت میں ظاہر ہے کہ مرتبہ ذات سے احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ
 علیہ وسلم کو جس درجہ کی عینیت حاصل ہے اسی عینیت کا نتیجہ یہ ہے کہ نبی
 ذاتی اسما سے مرحمت فرمائے اپنے خاص اوصاف سے متصف فرمایا
 اور وہ لوز عالم افرز دیا کہ جس نے اٹھارہ ہزار عالم کو ظہور سے منور فرمایا ۵

دریہ شب ضلال و خذلان | نور توشہ سراج و باج
 جطر ف نظر پونچتی ہے اسکا جمال جہان آرا شمع و فان لیکر استقبال
 کرتا ہے ذرہ ذرہ اسکی عطیات غیر متناہی کا دم بھرتا ہے ہر ذرہ دیوا
 محو نظارہ حسن دلربا ہین قطرہ قطرہ انا البحر کی صدا دیتا ہے -

ع جس پھول کو سو گنتا ہوں بوتیری ہے - انسان میں قوت حضور اور نظر
 سرور ترقی پائی تو ہر پاک و ناپاک پر صلی اللہ علیک یا محمد کا شہود حاصل ہو جائیگا +

صلوٰۃ کو معراج المؤمنین ایسا واسطے قرار دیا ہے کہ اوس میں سر و کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور سی نصیب ہوتی ہے وہ نماز ہے مرد و دہی
جسمین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطاب کے ساتھ السلام علیک ایہا
النبی نہ پکا سے جائیں *

لا صلوة الا بحضور القلب کے یہی معنی ہیں جب تک حاضر و ناظر غائب
و شاید اپنی ذات والاصفات کو نہ پائیگا وہ نماز منہ پر مار دینے کے لایق ہو
اوسکی اطاعت عین اطاعت خدا ہے اوسکی طاعت عین طاعت مولیٰ ہو
وَمَنْ نَطَعَ الرَّسُولَ فَقَدْ اطَاعَ اللَّهَ ۝ میں اسکا اعلان ہے اوسکا وجود باوجود
رحمت عالم ہے۔ وَ مَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا مَحْمُودًا لِلْعَالَمِينَ ۝ ایسی نذرے عام
بلند کر رہی ہے جناب قدوة السالکین مظفر علی شاہ صاحب قبلہ قدس اللہ
سرد العزیز فرماتے ہیں ۵

رونی نیر بی وزینت بیت اللہی	رشتک حورو ملکی مستہ مہرو ماہی
سید عالمی و سرور عالی جاہی	جلوہ نور قدم با عت خلق آدم
مرشد کائنات خداوندی شاہشاہی	دستگیر ہمہ بندہ نوازا شاہا
محض فضل است و تمامی کریم اللہی	ذات والایتی و اندرین ملک وجود

ذات والای محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ایک آفتاب ہے کہ جسمین جو قابلیت
بدنی ہے اوسکا پر تو ظاہر کر دیتا ہے ۵

ازماۃ تا بماہی سب سے ظہور تیرا	معمور ہو رہا ہے عالم میں نور تیرا
ہر کان میں ہوں پاتا معمور نور تیرا	ہر کلمہ تک ہی ہے تیرے ہی منہ پکا

جب جی مین یہ سمائی جو کچھ کہہ سوتو، پھر دل سے دور کب ہو قرب حضور تیرا

ظاہر ہے کہ آفتاب کی روشنی جس قسم کے روشندان اور آگینون مین ہو کر گذرتی ہے وہ اپنی خوشنمائی اور بدنامی کی حیثیت کے مطابق نظر آتے ہیں اگر روشندان مربع ہے آفتاب کی روشنی مربع نظر آئیگی اگر مثلث ہے مثلث نظر آئیگا اگر نہایت بد نما اور کربہ شکل کا روشندان ہے سایہ بھی اوسکا ویسا ہی ہوگا۔ جسطرح کہ آفتاب کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ آگینون اور روشندانوں کی بدنامی آفتاب کا نقص ہے کیونکہ آفتاب اپنی روشنی کو بالتساوی مبسوط کر رہا ہے۔ اسبطرح ممکنات کے احباب اور براہوں نے سے حقیقت محمدی مین کسی قسم کا نقص لازم نہیں آتا ہے وہ اپنی رحمت جود و عطا ہر شخص کے وجود پر مبذول فرماتے ہیں مگر بعض ناقابل اس سے متخلف ہو کر وادی خذلان مین بھٹکتے پھرتے ہیں خوب کہا ہے

عام الطاف مین اس بے شک کی ہے تجھے کیا مدتی اگر تو کسی قابل ہوتا

اوسکی نظر شفقت اہل ایمان و کفار پر مساوی ہے۔
اگر اہل اسلام کو نعمات عقبا سے سرفراز نہ فرمایا تو کفار کو لازم دینا عنایت کیا
ابنیاے سابقین کی امتوں کے واقعات دیکھ کر حیرت دامنگیر ہوتی ہے
حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان کو ایک عالم جانتا ہے قوم لوط کی
تباہی اظہر من الشمس ہے فرعون یون کی خواری مخالفین ابراہیم علیہ السلام کی
بربادی امت ہود کی ویرانی یہود کی ذلت اور پریشانی وغیرہ واقعات

اکسکو معاذہ رحیمین *

اگر امت محمدیہ خواہ امت دعوت ہو یا امت اجابت تمام دنیا و می بلاؤں اور آفتوں سے محفوظ ہے نہ اس امت میں خف و مسخ ہوا نہ کوئی عظیم الشان ہلاکی اور و بائزہجی گئی یہ رحمت نہیں تو اور کیا ہے *

یہ سچا و سچے احکام کی مخالفت کیجاتی ہے مگر وہ اپنے معمولی سہ پرستی میں مشغول ہے یہ کرم کچھ کم رحمت ہے کہ آپ کی امت کے عذاب میں مدت دراز تک تاخیر کچھ جائے آپ کی شان کی نفعت الہی یہ ہے کہ قرآن میں جہان جہان انبیاسی مابقی کو مخاطب کیا ہے اسمائے مشہورہ سے یاد کیا ہے قرآن اور توریت اور انجیل میں ہی یہی کیفیت نظر آتی ہے *

بخلاف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے باستانے ایک دو مقام آپ کو نہایت پیار اور محبت کے ناموں سے اعزاز کے القاب سے یاد فرمایا ہر جیسے بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُفٌ رَّحِيمٌ وغیرہ وغیرہ۔ اون مقامات کی بے حد عزت بڑھائی کہ جہان جہان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لینگئے یا اون پر آپ کی پشین گوئی کی گئی۔ کوہ تین۔ و زمیتون۔ و طور سینا و مکہ وغیرہ کی قسم کرنا۔ یا مخصوص اسے اہواز کا اظہار ہے۔ یہ تمام اس عینیت اور اتحاد کی بنا پر واقع ہیں جسکی نظر سے یہ کہہ جاتا ہے

تمامی کن مکان باشد محمد	زمین و آسمان باشد محمد
زلزلا و دست پیدا ہر جہ ہینی	خدا و نذیبان باشد محمد

نفیلت دوم جسکا صراحت قرآن شریف میں مذکور ہے۔ قال اللہ

بتاک ولعائے قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین
 تمہارے پاس اللہ کی جانب نور اور کتاب مبین آئے ہے۔ وہ کسی مقام
 پر ارشاد ہے۔ اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کسکوة یھا
 مصباح المصباح فی سراجاۃ الزجاۃ کاٹھا کوکب کدری
 یوقد من شجرۃ مبارکہ ترجمہ اللہ زمین اور آسمان کا نور ہے۔ اس کے نور کی بنا
 ماند طاق کہ ہے کہ اوسمین چراغ ہے اور وہ چراغ شیش کی لالین میں ہے وہ گویا روشن شادہ چہ
 ظاہر ہے کہ جب لفظ نور میں مابین حق جل و علی و حضور سرور کائنات
 صلی اللہ علیہ وسلم اتحاد ہے تو مفہوم میں ہی ضرورت مشترک و وحدت ہونی چاہیو۔
 اللہ نور السموات اور قد جاءکم من اللہ نور۔ میں جو لفظ نور واقع ہے دونوں
 مقام پر مفہوم و لفظاً تو متحد حاصل ہے۔ جس ذات پر وہ نور صادق آتا ہو
 اسے پر یہ نور صادق ہوتا ہے +

یہ حالت حقیقت محمدیہ و حق جل و علا کی غیریت تعینہ کو مر تفع کرتی ہے۔
 جو خارجی اضافتوں سے پیدا ہو گئی تھی +

اب اسکی تفصیل ملاحظہ فرمائے کہ حقیقت محمدی نور السموات والارض ہے
 جسکے جمال جہان افروز سے تمام عالم منور ہے اور قلب محمدی صلی اللہ علیہ وسلم
 کو جو حقایق الہیہ اور کونیہ سے باہر ہے اس طاق سے مثال دی ہے جس میں
 چراغ روشن ہوتا ہے اور چراغ کی واسطے چونکہ قندیل کا ہونا قریب لازم ہے
 اس واسطے قندیل کو آپ کے صدر شریف سے مشابہ۔ یا جسکی شان میں
 الم نشرح لک صدک ارشاد ہوا ہے اور یہ انشراح چونکہ کوئی معمولی بات نہیں

بلکہ اسکا لمعہ روح افزا رواج عالم کو منور کرتا ہے اس لئے قندیل سینہ
اطہ کو نہایت روشن ستارہ ہے تشبیہ یہی جسکی ضیاء کے مقابلہ میں ستارہ کو
کوئی مرتبہ ضعیف حاصل نہیں دوسرے مقام پر اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا

میں ہی آپکا سینہ مطہ مقصود ہے آپکی نعمات غیہ مترقبہ عطیات نامتناہیہ
ہمارے رگ و پے میں ایسی نہایت کر گئی ہیں کہ بقول مومن ۵

وَرَبِّهِمْ جَانِحٌ عَنِ الْعَرْشِ الْمَجِيدِ ۱۱ چارہ گر ہم نہیں ہونیکے جو دریاں ہوگا
اونسے خلاصی ممکن ہی نہیں ع ہر سر مو سے مرابا تو ہزاران کا راستہ جب
آپکی ذات اقدس کی یہ نعت ہو ۵

سہرتبہ کہ بود بہا لم بر دست ختم ۱۲ ہر نعمتے کہ داشت خدا شد بر و تمام
پچھو وہ کون شخص ہے کہ اسکے بیشمار احسانوں کا شئمہ از شکر ادا کر سکے ۵

شکر فیض تو چمن کنارے ابرہار ۱۳ کہ اگر غار و گر گل مجھ پر وردہ کست
فضیلت سیوم آیہ نِجَادِ عَوْنِ اللّٰهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا سے ثابت ہوتی ہے
امام مہذب دمی لکھتے ہیں کہ یہاں خداع اللہ سے خداع رسول مراد ہے اسلئے
کہ اللہ کو کون فریب دیتا ہے اور اسکی دو صورتیں ہیں اول کہ مضاف حذف
کر کے نیا دعون رسول اللہ کی جگہ بوجہ قیام قرنیہ نیا دعون اللہ قائم کیا گیا
مگر یہ وجہ ضعیف ہے دوسرے وجہ قومی وہی اتحاد و یگانگت بامہی کی صورت
ہے چونکہ خلیفہ مستخاف کی صفات سے متصف ہوتا ہے لہذا حذف کر دیا گیا ۱۴

فضیلت چہارم آیہ کیف تکفرون باللہ و کنتم امواتا لا تہیئہ سے ظاہر ہوتی ہے
یہاں بھی اللہ سے رسول اللہ مراد ہیں اسلئے کہ جن لوگوں سے خطاب ہے

وہ خدا کے ماننے والے تھے ایسی حالت میں اللہ کے ساتھ کفر متحقق نہیں ہو سکتا لہذا کیف تکفرون باللہ سے کیف تکفرون بربول اللہ مراد ہے۔
 اسی نظر سے ابنائے سابق علیہم السلام سے فرمایا گیا تھا خدا مکہ میں آیا گا یہ اور عینیت اور وحدت کے اعتبار سے ارشاد فرمایا ہے جسکی تفصیل بارگاہ گزشتہ کی ہے۔
 آپ کے اخلاق عظیمہ احاطہ قیاس سے باہر ہیں آیات اللہ علی خلق عظیمہ
 اس امر کا بخوبی اعلان کر رہی ہے انس ابن مالک فرماتے ہیں کہ اٹھارہ سال تک میں نے حضور کی خدمت کی لیکن کہی یہ نفرمایا کہ تو نے برا کام کیا اور کا رخیر پر دعا فرماتے اور کارنا خوش پروکات امر اللہ قدرا مقدورا فرماتے خادموں کے ساتھ نبی کام کر لیتے اگر کوئی آپ کو بیچ چو بیچا تا آپ کی زبان مبارک پر کہی لعن طعن فحش کلمہ نہ آتا ہمیشہ بلا مبنی کے خندہ پیشانی رہتے اکثر ابتدا اسلام آپ ہی فرماتے صحابہ میں جب بیٹھتے کوئی امتیاز نہ فرماتے ہمیشہ مسلمانوں کے عیوب پوشیدہ فرماتے ساری عمر کسی شخص سے کوئی بد نہ نہیں لیا مسافروں کی پتھون کی اور بیوہ عورتوں کی دستگیری فرماتے اور کسے کھانے کی چینیہ میں بڑی نفرا تو جو آپ کے پاس آتا اسکی عزت فرماتے اور رداے مبارک بھما کر بٹلاتے۔

الحلیقۃ الاربعة فی المقامات المختلفة یضمن علی خمسة بستان
 البستان الاول فی هو یة الذات ہویت ذاتیہ اپنی
 اطلاق حقیقی کی حالت میں اس امر کی خواہش مند اور منتفی ہے کہ احاطہ علم میں محیط نہوا و حقیقت علم سے اسکو وابستگی نہ ہو۔ حقیقت علم احاطہ اور

کشف معلوم کا نام ہے۔ کہ اپنے متعلق کو برسرِ میل تمیز منکشف فرماوے۔
 یہ حقیقت علمِ اوس سے اسکے متعلق نہیں ہو سکتے کہ حقیقت ذاتِ نقبہ
 مقتضی عدم تعلیق علم ہے اور وجودِ شے کی حالت میں اوسکے مقتضا کا
 انفکاک ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جب علم کی شان انکشاف متعلق کے
 تہیہ سے خواہ ذاتِ الہی کی جانب منسوب کیا جاوے یا خلق کی طرف
 بلکہ ہر علم کی صفت ذاتی اور تعریف اصلی کشف حالت معلوم مقرر ہو چکی
 ہے بہ خلاف اسکے مدعا کی مقتضائے ذات عدم انکشاف ہے ایسی
 حالت میں دو نون کا مجتمع ہونا بالکل محال اور حرام ہے۔ ایک طلبِ کمال
 عدم کشف ہے اور دوسرا سراپا کشف ایک مستدعی احاطہ ہے اور
 دوسرا بالکل احاطہ کے میدان سے خارج لہذا ممکن نہیں کہ علم خاص
 عام ذاتِ غیرِ محاطہ کو احاطہ کر سکے۔ کیونکہ ایسے احاطہ کی حالت میں
 قلب الحقائق لازم آتا ہے اور وہ صریح البطلان ہے +

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ علم ذاتی تعین ذات ہے اس صورت میں اوسکا
 احاطہ ذات کیواسطے منع نہیں +

میں اوسکے جواب میں یہ کہتا ہوں کہ اس صورت میں بھی نسبتِ علمیہ کا
 احاطہ لازم نہیں آتا بلکہ ذات کو احاطہ ذات ہمیشہ لازم ہے جبکہ علم ذاتی
 عین ذات ہے پھر نسبتِ علمیہ کیسے محیط ہوئے کیونکہ ہماری مراد یہ تھی
 کہ کُنہ ذات کے ادراک میں نسبتِ علمیہ حقیقتہ قاصر ہے۔ لہذا بہر صورت
 ذاتِ مطلقہ کا احاطہ علم کے ذریعہ سے ناممکن و ناجائز رہا +

شیخ موید الدین جہندی فرماتے ہیں کہ حقیقت حق سچا نہ وتعالیٰ ایسے
مجبولۃ العلم ہے کہ ہرگز اشارہ اور کنایہ کو قبول نہیں کر سکتے ۵

اے برتر از خیال قیاس گمان و ہم

ذہر چہ گفتہ ایم و شنیدیم و خواندہ ایم

نزاہت تنزیہ نے اسکو ایسا مصمت کر دیا ہے کہ جہات تنزیہ سے
ہی قطعاً منسوخ اور مبرا ہے۔ علم بالکنہ و بکنہ تو درکنار عرفان ذات کجا
جسکو بوجہ و بالوجہ بھی اسکا ادراک حاصل ہو گیا دریاے سلوک سے
دُربے ہاں کمال لایا +

جب یہ ہدیت ذاتیہ ایسے مکمن غیبی اور خلوت کدہ جبل و تاریکی میں ممکن ہے
کہ وہاں تک لائحہ طوین بہ علما کے سوا اور کوئی ترقی مراتب ہی نہیں یہاں تک
کہ فقدان جہات کے سبب صدور ممکنات اوس سے مستبعد تھا لاجرم
اوس نے ایک تجلی ذو جہتین فرمائے کہ جسکے ذریعہ تمام ربی اور خلقی حقائق
کا اظہار فرمایا +

البتان الثانی - حدیث شریف میں وارد ہے ان اللہ خلق آدم
علی صورتہ اسمین لفظ صورت ایسا اندیشہ ناک واقع ہوا ہے کہ ہل ظواہر
کو صورت کے لفظی معنی سے تجاوز کر کے بلا قیام قرائن بہت دور تک
مجاز کا صحرا طے کرنا پڑا ہے۔ چونکہ یہ لوگ مرتبہ تنزیہ میں حق تعالیٰ کو مقید
و منحصر کرتے ہیں۔ لہذا صورت سے یہ ہیئت متحقق فی الحاج لینا ممنوع
سمجھ کر یہ مراد کہتے ہیں کہ صورتہ میں صورت کے معنی اسما و صفات کے ہیں
یعنی حق تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنے علم سے علیم اور اپنے بحسب سے

بصیر اور اپنے کلام سے کلیم نظر کیا ہے۔ کیونکہ ضمیمہ غائب اللہ پاک کی جانب راجع ہے اہل تنزیہ اگر صورت کو اصلی معنی میں لیتے ہیں تو خدا کیواسطے جسم وغیرہ ثابت ہوتا ہے۔ اور یہ تنزیہ کے خلاف ہے۔

افسوس یہ لوگ ہوا السمع البصیر کی حقیقت سے نا آشنا بین سمع و بصیر تو جس اوسکے ساتھ مخصوص ہو چکی ہے یہاں تک کہ کل افعال و یکات و صو او سیکے ہیں۔ ع۔ حقت کہ این بے خبران بے خبران اند +

حضرات اہل حقیقت صورت کو اصلی معنی میں استعمال کرتے ہیں کیونکہ وجود مطلق کے سوا موجود ہی کوئی نہیں یہ تعینات تمام امور اعتباریہ اقصیٰ ہیں۔

اس معنی کے علاوہ بعض حضرات کا یہ خیال ہے کہ صورت سے مراد متعل خالق مجرہ غیبیہ ہے یعنی جو حقائق غیبیہ الہی ہیں صورت انسان او کی منظر قرار پائے۔ یہ معنی بہت الیف ہیں اسواسطے کہ اول صورت بین خصوصیت انسان کی زیادہ حاجت نظر نہیں آتی کیونکہ محض انسان ہی نہیں بلکہ تمام عالم اللہ کے صورت ہو گونہ طور خاص انسان میں ہے +

جو لوگ کہ دریاے سلوک محمدی کے غواص ہیں اونکے نزدیک صورتہ کی ضمیمہ بارگاہ حقیقت کی جانب راجع ہے۔ یعنی ان اللہ خلق آدم علی صورتہ حقیقت آدم و ہوتمثل سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ اللہ جل عزتہ نے آدم علیہ السلام کی صورت کو صورت نبوی پر خلق فرمایا۔ اور آپ کے صفات نامتناہیہ سے متصف فرمایا آدم ہی پر کیا منحصر حضرات نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ وغیرہم تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوتیں حضور اکرم

کے نبوت کی افسردہ بین۔ جملہ بنیا آپ کے تشریف آوری کی خبر دینے کو
 مبعوث کیے گئے۔ تمام خلقت آپ کی تحمید و تقدیس کے لئے مخلوق ہوئے
 یہ حضرات ذات والا ہے کہ منظر و مصدر کائنات سمجھتے ہیں۔ صراط مستقیم
 ان حضرات پر راستہ اور مسلک ہے جو اپنے پرواز حقیقت والا تک
 سمجھتے ہیں اور ذات بحتہ واجب الوجود جو منقطع الاضافات ہے اگرچہ
 موجب وجود عالم حقیقت والا بے شک وہی ہے (مگر وہاں تک
 رسائی تو محال ہے) ہاں اگر بارگاہ حقیقت میں پورا پورا ممکن و وقار
 حاصل ہو جائے تو کچھ اوس ظلمات میں رسائی مل سکتی ہے۔ وہاں تو
 حقیقت کی سوا کیک گز نہیں ہے کیونکہ حیرتوں سے مقرب جب یہ نہیں

اگر ایک سر موے برتر پر م | فروغ تجلی بسوزد پر م
 پھر وہاں کسکی رسائی ہو سکتی ہے۔ بیشک جس نے مشکوٰۃ النوار جمالی
 سے اپنے وجود کو منور کر لیا۔ ضرور اس قابل ہے کہ تجلی ذاتی کا مورد ہو
 مگر لطف یہ ہو کہ اس بیابان عرفان میں پہنچ کر تمام مشعلما سے وقوف
 ۔ وہو جالتے ہیں اور عجب عرفان ہے کہ اٹے حیرت و عظمت
 بڑھا دیتا ہے۔ اور نیا علم ہے کہ بے علمی کو ترقی دیتا ہے +

پس ہر طالب کا مقصد وہی بارگاہ جامع المظاہر ہونے چاہیے۔ کیونکہ
 قطب نقینات نور شہود و مرآۃ تنوعات وجود اویسیکے خست کی صفت ہے
 اور کادنی غاشیہ بردار مستجمع جمیع النواع صفات معلوم و ادراک ہو +
 جب انسان کی صفات غیریت مشمل بہ صفات الہی ہو جائیں اور دیدہ

بسمیرت نور عرفان سے مکمل ہو جائیں اوسکو عرشِ اعلیٰ کا دروازہ کھلا
 نظر آئیگا۔ اور تختِ سلطنت پر بیکم آیہ شریفہ **الَّذِينَ هُمْ عَلَى الْعَرْشِ مُتَوَاتِلُونَ**
 ذاتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو متمکن اور جلوہ افروز پائیگا۔ ملائکہ کا
 لشکر تمام انبیاء و اولیاء کے صفوفِ ارواح کا جُندِ مُجْتَمِع اور اسکے حضور میں
 دستِ بستہ حاضر ہیں۔ عالمِ ارواح و مثال اپنے حقائق سے حاضر ہیں
 اور ادب و عزتِ حریمِ رب الاربابی سے ہر شخص مستعدی و محرمِ استیلا
 کرم ہے۔ سبحان اللہ جب اسکی معرفت ہو گئی پھر اور کیا حاجت ہوگی
 خوشال نصیب اوس سالک کے جو حضورِ اقدس سے سرفراز ہو اور نہی
 طاع بجا یوں اوس طالب کے جو دولت وصال محبوبِ حقیقی سے ممتاز ہو
 سبحان اللہ کیا شان ہے ۵

نہ ہے فیضِ افشاء از حدِ نزول	نگینہ در اعطای او چند و چون
منزہ عطایش ز شوبِ غرض	میرا نوازش ز نیلِ عوض

البستان الثالث۔ معرفتِ الہی کے دو صورتیں تصور ہیں ایک
 بذریعہ عقل کے اور دوسرے بترتیبِ شرائع اور انبیاء کے بعثت سے
 عقل صرف اسقدر معرفت کے واسطے مکلف ہے کہ حق جل و علا کو
 سماتِ حدوث اور اضافاتِ احتیاج و ترکیب سے منزہ و مبرا سمجھے یعنی
 صفات ذاتی تنزیہ تک پروا نہ کرے۔ اور جو معرفت کہ بعد ارسالِ انبیاء
 درل مقرر ہے وہ جامع مراتبِ تنزیہ و تشبیہ ہوتی ہے *

چونکہ قاعدہ کلیہ مقرر ہے کہ ہر ہر مقام و دربار کی حاضری کے قواعد و قانون

وضع کئے جاتے ہیں تاکہ جو لوگ ان کے پابندی کریں وہ حضور می
بارگاہ کے مشرے سے مشرف ہوں اور جو اس سے انحراف کریں اوس
سعادت سے محروم رہیں۔ اور بخلاف عزت ذلت و خواری کے ساتھ
تحت سلطانی کے مواجہ میں لائے جائیں۔ اس قاعدہ مقررہ کے موافق
اس امر کی ضرورت تھی کہ بارگاہِ آلہی جو ارفع الحضرات ہوا اسکے حضری
کے قوانین مقرر کئے جائیں۔ لہذا حضرات انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا
اس ضرورت کو شرا لے کے پیرایہ میں مکمل فرمایا۔ اور اُن کو اپنی بارگاہ
آئین و طرق لطیفہ تعلیم فرمائی تاکہ وہ ان کے مطابق تمام اشخاص قابلین
کو عمل کرنے کی ہدایت کریں اور وہ ہر بہت عرفان حقیقت کی طرف
مفوض ہو کر۔ دولتِ حضوری سے ان کے سینوں کو مخزن الانوار اور کنز الاسرار
بنائے۔

پس اگرچہ مقبولین اور مقہورین دونوں کو حاضری بارگاہ کا شرف حاصل
ہوتا ہے مگر ایک منقربین حضور کا مرتبہ رکھتے ہیں کہ کسی توقیر پر متکین
اور جلوہ آرا ہوتے ہیں اور دوسرا دوسرے چور کے مشابہ ہیں جو ذلت و
خواری کے ساتھ مشکین کسا ہوا ہاتھوں میں بیڑیاں ڈالے ہوئے حاضر
کیا جاوے۔

وہ معززین جو پابندِ آئین موضوعہ ہو کہ عرفان کا مرتبہ پاتے ہیں متشرعین میں
مشہور بات ہو۔ نزدیکانِ رامیش بود حیرانی۔ جب قدر زیادہ تقدس محال
کریں گے اسے قدر پابندی شریعت میں تحفظ و شدت ہوتی جیسا میگی

یہاں تک کہ ان حضرات کیواسطے مستحبات بمنزلہ فرض اور مجوزات و
مکروہات بمثلہ تنہی ممنوعات و حرام قطعاً ہی ہوتے ہیں ۵

و لو خطر لی فی سوا الامدادۃ علی خاطرہ سھوۃ قضیت بردتی

بہت بڑے عارف کا کلام ہے اگر ولیدین او سکے غیر کا خیال بھی اجاویں
تو فوراً اپنے ارتداد کا فتویٰ دیتے ہیں۔ غیر کی جانب توجہ تو خدا جانے
کیا ہے جبکہ حظہ غیر کو مرتد ہونا شمار کیا جاتا ہے۔ اللہ التدریہ طے
رفیع الدرجات لوگ ہیں

اور وہ مقصودین کہ جو خلاف شریعت مخالف او امر و نواہیے ماخذاً بہ النبوی
مرتکب ہوتے ہیں سزا فراق دوام میں مبتلا کئے جاتے ہیں لغو ذبا اللہ
منہا۔ باقی رہے مجزوبین وہ مرفوع القلم ہیں *

جب یہ معلوم ہو گیا کہ عقل طریق عرفان میں ناکافی ہے اسلئے کہ اس کے
ذریعہ سے صفیہ معلوم کر سکتے ہیں کہ عام کیلئے کوئی مدبر قابل عالم
منزہ ہونا ضرور ہے۔ اور یہ محض ناکافی نہ تمام ہے۔ اگر یہ کافی ہوتا
تو ارسل کی کیا حاجت تھی۔ اہل حجب کیواسطے معجزات و آیات کے
اظہار کی کیا ضرورت تھی۔ پس لابد لے اور امر عظیم کا بتلانا مقصود تھا
جسکی نسبت غور و فکر سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اپنی ہی حقیقت کا بجا لیت
تشبیہ و تنزیہ جمعیت کے ساتھ عرفان حاصل کرنا منظور تھا جو موصوف
بصفات ربانی اور مخاطب بہ نفس رحمانی ہے۔ اور عین تشبیہ میں منزہ
اور عین تنزیہ میں مشبہ ہے اوسیکامعلوم کرنا ہر علم کی انتہا ہے۔ وہ

ایک مبداء فیاض ہے کہ تمام کائنات کے مصدر اور تمام مخلوقات کے منظر ہے۔ جمیع اعیان میں اور سکا ظہور ہے اور تمام حقایق میں اُس کا نور۔ صورت آدم اوسیکی صورت اور ہویت آدم اوسیکی ہویت ہے ہر ہر مفہوم میں بدرک ہر متجلی میں متجلی ہر باطن میں باطن ہر ظاہر میں ظاہر ہے۔ فانہم فانیہ دقیق وبال عقل الصائب یلیق +

البتان الرابع فی الفناء والبقاء باقی کے لغوی معنی تو یہ ہیں کہ بکا وجود وقت ماضی سے ہر وقت حال تک قائم رہے اوسکی دو صورتیں ہیں ایک بقاے محدود اور دوسرے بقاے محدود و بالذات حضرت جل و علی کو حاصل ہے اور اوسمین حال و ماضی وغیرہ فنا ہو گئے ہیں۔ اور بالعرض عالم آخرت کو حاصل ہے اور بقاے محدود وہ ہے کہ جو تمام کائنات عالم دنیا کو مہمت ہوئی ہے۔ اور فانی اوسکو کہتے ہیں جو اس صفت قیام سے منصف ہے +

اہل اصول کے نزدیک بقا صفت باقی ہے اور فنا صفت فانی نہیں اسلئے کہ فانی کوئی شے ہی نہیں جس سے کوئی صفت متعلق ہو سکے اور یہ مسلم ہے کہ انصاف صفت کیواسطے وجود موصوف نہایت ضروری ہے +

حضرات متصوفین بقا سے یہ مراد رکھتے ہیں کہ سالک حالت اطمینان میں ہو اور وہ اطمینان عین طلب اور سدا خواہش ہو۔ جیسے حضرت قطب الکائنات کا ارشاد ہے

سقا فی المحب کا سنا بعد کا س	فما لفل الشراب و مقار ویت
------------------------------	---------------------------

اور حضرت جامی علیہ رحمۃ اعلیٰ فرماتے ہیں ۵

مصلحت نیست مرا سیر از ان باب حیات | ضاعف اللہ بہ کل زمان عطشی

یا ایسا الناظر النظر بنظر المظهر انک لا انت بل هوانت بہت ہی بڑے بزرگ کا قول ہے جس پر جناب شیخ المتقدین ابو زید سالمی کی کتاب الاسرار کا دارو مدار ہے۔ یہاں اس کے ذکر کی ضرورت نہیں من اراد الاطلاع فليرجع اليہ پس حالت بقا میں باوجود بل هوانت کے فوق مراتب ہی بدرجہ کمال ہوتا اتباع شریعت نہایت لازم ہوتا ہے۔ اور ایک سرور ہوتا ہے جو ہر وقت سالک کو محو لطف و مستغرق کیف رکھتا ہے۔ ممکن نہیں کہ ایک سرمو تعمیل ماجاء بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں تخلف واقع ہو جائے۔ یہ حال ایسے ہی حضرات کا ہے ۵

جامی ارباب و فاجرہ عشقش نروند | سرمہ بات گرا زین راو قدم باز کشی

وصال محبوب کا سکڑ ان حضرات کی روح پروری کرتا ہے کہ یہ مت ہو کر ۵

واعجب بالسکری بغیو ملامۃ | و اطرب فی سری و صنی طریقہ

کی مذابلند کرتے ہیں اب کیفیت فنا ملاحظہ کیجئے۔ فنا سے فنائے ذات متعبد مع اہلاک شعور مقصود ہے۔ جذبہ عشق اور غلبہ شورش محبت سالک کے جوہ خیاالی او ظلمہ مثالی کو ایسا نیست و نابود کر دیتے ہیں کہ دامن تمیز ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے۔ حسب طرف اس مجذوب عشق کی نظر پہنچتی ہے انا الحق کی صدائیں ایمان شرعی کی غارت کر کے والی کا نہیں آتی ہیں ہر ذرا جو خوشیت گویا انا الحق

ہر گوشہ جو مصروف آویختہ برداری

۱۔ کتاب
۲۔ سیر
۳۔ حضرت ابو زید
۴۔ اشارت
۵۔ تذکرہ
۶۔ سیر
۷۔ سیر
۸۔ سیر
۹۔ سیر
۱۰۔ سیر

بحان اللہ
۱۱۔ سیر
۱۲۔ سیر
۱۳۔ سیر
۱۴۔ سیر
۱۵۔ سیر
۱۶۔ سیر
۱۷۔ سیر
۱۸۔ سیر
۱۹۔ سیر
۲۰۔ سیر

جذبہ اسم مہمین اس درجہ ہلاک اور ضعیف کر دیتا ہے جبکہ اسکو اپنے
یا کسی مہبود کی جانب توجہ ہوتی ہے نہیں +
آتش جذبہ جلال مطلق اسکے روح اور جسم کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے۔

کُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ مین ہی مقام فناء اور ہے لفظ ہالک
اس امر کی طرف کامل اشارہ ہے کہ ہر وقت مین غیر جلال ہالک و فنا ہو
اگر ہیلک کہا جاتا تو اس سے فنا سے قیامت مراد ہو سکتی ہے مگر بیان خاص
اس امر کا اعلان ہے کہ جملہ اشیاء و ہود مین مستحکم اور فانی نہیں جیسے
کوئی یون کے کہ تمام کلمتہ او بمبئی اور اگر در زمین مین مستحکم ہیں
اسکے یہی معنی ہیں کہ حقیقتاً کردہ ارض موجود ہے مگر یہ تعینات وجود یہ ہو اگر
او بمبئی کو حاصل ہیں اعتبار سے ہیں اس طرح اگرچہ ہر شے موجود ہے
مگر دوسرے وجود مطلق کی وجہ و ہود مین سب ہالک اور فنا ہیں +

الرحیہ یہ دونوں حالتیں اپنے اپنے مقام کے اعتبار سے مناسب ہوتے
ہیں۔ مگر چونکہ اول سورت مین ایک ایف اور روح اندر مین و او
ہر دم رازے و نیاز ہے بہت + کا استقامت کہتا ہے اور استقامت
کی خوبی اَلَا سَتَقَامَدُ فَوْقَ الْكُرْأَمِیَّةِ سے ظاہر ہے۔ اندامات
بقا ہر سال کے اس کے جذب سے عالی اور تمکین اور قابل طہینان و البرقی
الْبُستانِ الْخَاصِّ ذِی الصَّاتِبِ الْقَرَبِ اعلم ان قرب اللہ الیک کہ قرب
کے چار مرتبہ ہیں۔ او مین سے اول مرتبہ محبت کا ہے جو کبھی توجذبہ
بجہ مرتبہ ہوتا ہے جیسے فرمایا ہے ما تقرب احد احب الی

من ادا ما افترضه علیہ یعنی مجھ کو نہایت پسندیدہ معلوم ہوتا ہو
 وہ تقرب جو میرے فرض کے ادا کرنے پر مشتمل ہو۔ یہ وہ قرب ہو
 کہ جو اعلیٰ درجہ کے اتباع شریعت سے حاصل ہوتا ہے۔ اور کبھی
 سلوک معینہ پر مبنی ہوتا ہے۔ جسکی طرف حدیث و کلامین ال العبد
 یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ راہ نامی کرتے ہیں۔ مراتب قرب کے
 دوسرا مرتبہ توحید کا ہے جو محبت معینہ پر مشتمل ہے۔ حدیث فاذا اجبتہ
 لکنت المسموعہ و بصیرت میں مرتبہ اتحاد تصور ہو تیسرا مرتبہ معرفت
 معینہ برسمع و بصیرت یعنی کلمہ جو ان مراتب ماقبل پر
 فوقیت رکھتا ہے اسکو مقام البقاء بعد الفناء کہتے ہیں۔ چوتھا مرتبہ
 حقیقت و خلافت ہے جو جامع مقام فنا و بقا اور محیط ہدایت و نہایت
 و تفرقہ و جمع اور وحدت و کثرت اور خلقت اور قیود اور اطلاق ہے
 اسمین جو لوگ حاضر باش ہیں وہ اسکی ذمہ داریت اذیت و کنت اللہ مت
 کے مصداق ہو سکتے ہیں۔ باوجودیکہ یہ بھی کہا جاتا ہے ہا میت
 اذ میت یعنی خطاب بھی پیدا ہے جو مستوجب غیریت ہے اور پھر و کنت
 اللہ مت۔ اس کے معنی بیان کئے جاتے ہیں۔ اسکی وجہ یہی ہے
 کہ آپ کی حقیقت ہے تورب الایاب ہے خواہ وہ اپنے واسطے
 خطاب کا لفظ استعمال کرے یا غائب و متکلم کا۔ ہر وقت کی نماز میں
 بار بار سمع اللہ لمن حمدہ کہا جاتا ہے مگر افسوس تمیز نہیں خیال تو کیجئے
 کہ سمع اللہ کا کہنے والا کون ہے اور سننے والا کون فی الحقیقت وہی

ایک حقیقت ہو کہ آپ اپنے تحمید و تفضیل کرتے ہیں۔

تمت الحدائق وتیلوها الخاتمة

الحمد لله والمنت جب یہ خادم الفقرا تحریر حدائق سے فارغ ہوا تو حسب وعدہ خاتمہ کی جانب متوجہ ہوتا ہے +

الخاتمة

فبعض العقائد اليقينية على ما عليه اهل السنة

والجماعة النبوية

اگرچہ مجھ کو ان عقائد کے تحریر کی ضرورت نہ تھی اسلئے کہ یہ کتاب مضامین خاص کے اظہار کیلئے مرتب کی گئی تھی مگر بعض ضرورتوں کے سبب مجھ کو اپنا مسلک جو جمہور اہل سنت کے موافق محققہ محیطہ تحریر میں لانا مناسب ہوا اسلئے یہ چند اوراق تحریر کر کے اللہ تعالیٰ سے مستدعی حسن خاتم ہوں واللہ الموفق۔

۱۔ واضح ہو کہ جب آیہ شریفہ **وَإِنْ تَبَدَّلَ لُغَتُكُمْ أَوْ مَا فِي لُغَتِكُمْ مِمَّا فِي لُغَةِ النَّاسِ** (یعنی جو تمہارے لفظوں میں ہے خواہ اس کو پوشیدہ کر دیا جائے اور اللہ تعالیٰ اس کا حساب لیگا) نازل ہوئی تو اہل اسلام نہایت پریشان ہوئے۔ اور بہت عجز و الحاح سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں عرض کیا کہ یہ تو بہت وقت اور دشواری کی بات ہے کہ خیالات قلبیہ پر مواخذہ کیا جائیگا جن کا نشو و نما ہمارے اختیار میں نہیں اور جو بالکل

ان سطر ارا قلب میں نمودار ہوتے ہیں جب یہ امور ہمارے اختیار سے خارج ہیں تو جلوگ کیوں مجرم قرار دے جاتے ہیں۔ بارگاہِ آلہی میں ان کے قصص منظور ہو کر ارشاد ہوا۔ لَا يَكُفُّ اللَّهُ لَكُمْ لُغَاكُمْ وَسُجُحَكُمْ (یعنی اللہ جل جلالہ و عہدہ نوالہ کسی شخص کو اس کی قوت سے زیادہ تکلف دنا مور نہیں فرماتا) اویقہ محکوم فرماتا ہے کہ ادن کے احاطہ قدرت فعلیہ میں داخل ہو۔ یہ سنکر حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اطمینان حاصل ہوا۔

پس اس ایہ شریفہ سے بعض اہت معلوم ہوتا ہے کہ تکلف ہونے میں وسعت و قدرت کے اندازہ کی ضرورت ہے ہر انسان اویقہ تکلف کیا گیا ہے جبکہ وہ انجام دے سکے اور برداشت کر سکے۔ کیونکہ الدین لیسر کا مقتضی ہر یہ واقع ہوا ہے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ جب بندہ کو اس کی مقدار قوت سے زیادہ تکلیف زمین دینیاتی تو تجاہد ملائکہ انبیونی باسماء ہنوکلاء کے امتحان میں کیوں مبتلا کے گئے بسین وہ عند اللہ بلکہ فی الواقع بالکل عاجز تھے۔

میں اس کے جواب میں عرض کرتا ہوں کہ انبیونی باسماء ہنوکلاء محض اونکا عجز ظاہر کرنے کیواسطے فرمایا گیا تھا نہ کہ وہ اسپر مکلف تھے۔ عرض یہ تھے کہ ملائکہ کو ادن کے اس پندار کے مقابلہ میں جو بانلہار شرف و فضل ظاہر کیا تھا عاجز و لاعلم ثابت کریں۔ ہاں اگر وہ اسپر مکلف ہوتے تو اس قصور کے پاداش میں کبریا کے خلاف کیا مورد عذاب خداوندی

قریاتے۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اگر تکلیف مایلاق جائز نہ تھے تو یہ استری لایلاق
جو ہی جاتی ہے سُبَّانَ لَا تُحَرِّمُهَا مَا حَلَائِقُهَا لَنُؤْتِيَنَّهٗ اِیْنِی اے رب ہمکو بالایلاق
پر مکشوف فرما۔ یہ صراحت سے ظاہر کرتے ہیں کہ امر غیہ طلاق قابل تکلیف
میں اس کے جواب میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ ان تکمیل سے تخفیف مراد
نہیں ہے بلکہ تکمیل سے غرض وہ عوارض روحانی یعنی جنایات اور
امراض جسمانی ہیں جو عموماً ہر مسلمان کی حالت کے لایق و شایان نہیں
لہذا ان اولہ یقینینہ کی بنا پر معتزلہ اور شیعہ کا یہ خیال کہ تکلیف مایلاق
جائز ہے قطعاً لغو اور مہمل ہے۔

۳۔ تمام بندہ اور اون کے افعال کا خالق خداوند عالم ہے۔ بنو کہ
 بنفسہ وبالذات کسی امر کی قدرت حاصل نہیں ہے کہ لا تتحرک ذرۃ
 الا باذن اللہ سے منحرف ہو کر انفسی ہو جائیں۔ آیہ مقدسہ خَلَقَکُمْ
 وَمَا تَعْمَلُونَ ۝ نہایت وضاحت سے یہ امر بتلاتے ہے کہ مخلوقات
 اور او کے تمام افعال مخلوق خداوندی ہیں۔ معتنہ اور متقارین شیعہ کا
 وَاللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ سے اس کے خلاف استدلال پیش کرنا اپنی سفارت
 کا اظہار ہے۔ آیات صریحہ کے مقابلہ میں اشارہ النفس کو لینا نہایت
 تعجب انگیز ہے۔ بیشک تطبیق آیات کا حاصل یہ ہے کہ خالقین
 سے خالقین مجازی مقصود ہیں جیسے انبت البزج البقل کے معنی یہ ہیں
 کہ بریع آلہ اور واسطہ سبزی و نمود سبز ہے ایت ہی خالقین ہیں

ہی مجاز لیا گیا ہے کہ جیسے قرآن شریف میں تَعْرِثُ فِي عَيْدِ حِمَّةٍ وَاَرَدَ
 یعنی ذوالقرنین ایسے مقام پر پہنچا کہ جہاں اوس نے آفتاب کو کیڑے کے
 چشمہ میں غروب ہوتے ہوئے دیکھا تو ظاہر ہے کہ آفتاب کا چشمہ
 گلاب میں غروب ہونا کیسے غیر موزون بات ہے مگر چونکہ معمولی قاعدہ
 ہے کہ اکثر محاورہ دریا کے کنارہ کھڑے ہو کر دیکھا کرتے ہیں کہ آفتاب
 پانی کے آخری حصہ میں غرق ہوتا جاتا ہے لہذا قرآن میں بھی بسبب
 اسکی کنہائش اہل عرب مقصود تھے وہ محاورہ استعمال کیا گیا
 اسطرح جیسے کہ بظاہر ہمارے افعال بالذات ہمارے معلوم ہوتے ہیں
 خداوند عالم کو بھی بوجہ رعایت فصاحت یہی کہنا ہوا کیونکہ تفہیم مخاطبین مقصود
 ہے۔ مقتول وقت مقررہ پر اپنی موت سے متاثر نہ کہ جیسا بعض حملہ
 کا خیال ہے کہ ایسی موت قبل از وقت واقع ہوتی ہے۔ اہل خلاف
 اپنے دعویٰ کے ثبوت میں دو دلیلیں پیش کرتے ہیں اول تو وہ جیٹین
 جن کا مضمون یہ ہے بعض ایسی دعامین اور عادتیں ہیں جن سے
 عمر میں کمی بیشی ہوتی ہے یعنی عمر مقررہ پر ان کے سبب زیادتی
 اور کمی ہو جاتی ہے لاجرم اس سے ثابت ہے کہ ایسی صورت ممکن
 ہے تو مقتول کی بھی ایسی حالت تسلیم کرنی چاہیے +
 دوسری دلیل یہ ہے کہ اگر مقتول اپنی موت سے وقت مقررہ پر
 مرتا تو قاتل مستحق عتاب آخرت اور دیت و قصاص نہ ہوتا کیونکہ مقتول تو اپنی
 موت سے مر گیا قاتل کا اس میں کیا قصور ہے +

دلیل۔ اول کا ایک جواب تو یہ ہے کہ تقویٰ کی حالت میں قیاس کرنا بالکل قیاس مع الفارق ہے اور اس کے علاوہ دلوں میں یہی سہی تو تمام عمر وسوانح وغیرہ کا تعلق تو علم الہی سے ہے یعنی جو وقت کہ خداوند عالم نے مقرر کر دیا ہے اس سے تخلف ممکن نہیں جبکی نسبت بصر است لخص موجود ہے کہ تبدیلی الخلق اللہ پر کیسے تخلف ممکن ہے۔

دلیل دوم کا یہ جواب یہ ہے کہ عقاب و دیت وغیرہ امور شرعی اس وجہ سے قائم کئے گئے ہیں کہ قاتل مرتکب منہ عنہ ہوا اور اس سے وہ فعل سرزد ہوا جس کے ساتھ موت تکلیف کے ساتھ ہمدوش تھے۔

حضرات اہل سنت کے مسلک پر اولہ قطعیہ میں سے آیہ شریفہ اِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْمَوْتُ لَا يُؤَخِّرْهُ وَلَا يُسَاقِدْهُ وَلَا يُتَقَدَّرُ مَوْلَاهُ جب موت آتی ہے ایک گھڑے کی تقدیم و تاخیر نہیں ہوئی۔ اور اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَاءَ لَا يُؤَخَّرُ کافى ہیں۔ اور حدیثوں میں روایت تکمیل خلقت جو حضرت ابن مسعود و حدیفہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ کافى ہے جس کے تحت الفاظ یہ ہیں ثم یجى الملك و یکتب علمه و اجله و رزقه ثم یرفع الصحف فلا یرى فیها ولا یستعمل فیها یعنی پھر فرشتہ آتا ہے اور اس کے عمل اور موت اور رزق تحریر کرتا ہے اور صحیفہ اوٹھا لے جاتا ہے پس او نہیں کسی بیشی نہیں ہوتی۔ دوسرے روایت میں ہے ثم یکتب علمه و حیاته و موتہ و اسمین زیادہ وضاحت ہے۔

۴۔ عذاب قبر کفار و غیرت گناہ گار مسلمان کو اور اسائش و فراخی اور

اہل طاعت کیلئے اور مذکورہ نکتہ کے سوالات دلائل قطعیہ سے ثابت ہیں۔

۵۔ اَبَدِثْ اَبَدِ المَوْتِ بِاللَّيْلِ آيَةُ شَرِيفَةٍ ثُمَّ اَكْذَبُوا الْقِيَامَةَ تَبَعْتُوْنَ
اور قد یحییہا اَلَّذِیْ اَنْشَاَهَا اَوَّلَ مَرَّاهٍ وَغَیْرَ اَیَّاتٍ سے
تایقین ہے۔ اگرچہ ناقص الہیات اہل فلسفہ اور صاحبانِ نیچر ناتمام سے
منکر ہوں مگر حشرِ اجساد یقینی ہے۔ انہوں نے کہ یہ لوگ باوجود دعویٰ
مقل و دانش اور ایسے دبیہی امور کے منکر ہیں۔ حشرِ اجساد سے ہمارا مقصد
یہ ہے کہ انسان کے اَوْنِ اجزائے اسلیہ میں جو بہ حالتِ مین باقی
اور فنا ہونے سے محفوظ رہتے ہیں۔ اعادہ روح کیا جائیگا۔ تقدیر میں
حکما جب روح کے قیام کے قائل ہیں پہلے امور کے تسلیم میں انکار سے
کیونکہ کام لیا جاوے حتیٰ کہ یہ لوگ حجبِ خیالیہ میں آکر بالکل
گمراہ اور بندہ خیال بن گئے ہیں +

۶۔ وَزَنَ اَعْمَالُ سَبَّ آيَةُ شَرِيفَةٍ وَالْوَزْنُ یَوْمَئِذٍ بِالْحَقِّ اور کتاب
علیین و جمیین جبکہ اَمَّا مَنْ اُذِنَتْ کِتَابُهُ بِیَمِیْنِہِ الْاِیۃ سے
ثبوت ہوتا ہے اور جوض کوثر جبکہ آيَةُ اِنَّا اَعْطٰیْنَاکَ الْکُوْثَرَ مِیْنِ وَعْدِہ
ہے اور حنث و دوزخ وغیرہ یقینی امور میں یہ زمین کسی قسم کا تامل اور
گنجائش رکھتا تو مایل نہیں۔

۷۔ گناہ کبیرہ مسلمان کو دائرہ اسلام سے عند اللہ خارج نہیں کرتا اسلئے
کہ اسلام ولایتِ کمال تصدیقِ قلبی کا نام ہے ظاہر ہے کہ گناہ کبیرہ میں
تصدیقِ قلبی کا ازالہ نہیں ہوتا۔ حدیث شریف میں آیا ہے مَنْ قَالَ

لا اله الا الله مظل للجنة وان نفي وان سرق يعني لا اله الا الله
معتقد اگر زنا اور چوری بھی کرے جنت میں داخل ہوگا گو بعد عذاب
ہی کیون نہو۔ مگر جنت میں ضرور جائیگا۔

۸۔ شفاعت انبیاء علیہم السلام اور اولیاء علیہم السلام گناہ صغیرہ و کبیرہ
کے حق میں بے شک ثابت ہے بخلاف معتبرہ کے کہ وہ او سکو
نا جائز قرار دیتے ہیں۔ اور نیز شیعہ بھی شفاعت کو **اثنا عشر**
میں منحصر کرتے ہیں۔ ہماری دلیل دربارہ شفاعت خاص آیہ شریفہ
استغفر لذنوبہم وللمؤمنین وللمؤمنات ہی اور دربارہ شفاعت
عام یعنی اولیاء وغیرہ وہ حدیثیں ہیں جن سے ادنیٰ امر یہ ہے کہ وہ
اولیاء صغیرہ کا شافع ہونا ثابت ہوتا ہے چہ جائیکہ اولیاء جو مقبرین باگاہ
خداوندی ہیں اور نیز آیہ شریفہ **فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّامِعِينَ** بھی
بدلالتہ النفس یہ امر ظاہر کرتے ہے کہ ہر شافع مقبول کی شفاعت کا اگر
ہوگی۔ کیونکہ شافعین جمع کا صیغہ ہے اور اگر شفاعت نہوتے تو یہاں
نفسی کی ضرورت ہی کیا تھے ورنہ ایسی حالت میں کلام مہمل ہوتا ہے
پس بدرجہ اولیٰ شفاعت عام جائز ہے کیونکہ آیت میں لفظ شافعین
جمع واقع ہوا ہے اور وہ کچھ ائمہ اثنا عشر میں منحصر نہیں ہو سکتا۔

مخالفین اپنی دلیل منع شفاعت میں آیہ **وَالْتَفُوا إِلَيْهَا** تجزی
نَفْسِي عَنْ نَفْسِي شَيْئًا وَلَا يَقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةً پیش کرتے
ہیں بیشک اگرچہ یہ آیت عمومیت کے ساتھ عدم مقبولیت شفاعت کی

دلیل ہے مگر آیات کے تقابض دفع کرنے کی صورت یہ ہے کہ یہ آیت کفار کے ساتھ خصوصیت رکھتے ہیں اور آیات ماقبل گناہ گاران اسلام کے حق میں۔

۵۔ ایمان و اسلام کی دو قسمیں ہیں۔ ایمان مجمل و ایمان مفصل اور اسلام مجمل و اسلام مفصل۔ ایمان مجمل اور اسلام مجمل دونوں ایک ہیں۔ اور اسکی نسبت ارشاد ہوا ہے *قال لا الدالہ الا اللہ دخل الجنة* یعنی جلالہ الا اللہ کہے دو داخل جنت ہوگا اگرچہ بوجہ عدم تعمیل احکام و جہالت مذاہب و فریق میں مبتلا کیا جائے مگر اوسے مسلمان و مومن ہونے میں کسی قسم کا کلام نہ ہوگا۔ مگر یہ یاد رہے کہ لفظ قال میں صرف زبان سے کلام اور نہیں ہے ورنہ اکثر کفار جو محضاً کلمہ کو زبان پر لاتے ہیں داخل جنت ہو جائینگے بلکہ مطلب یہ ہے جو قلب سے لا الہ الا اللہ کی تہ توسط محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تصدیق کرے وہ ضرور مومن ہوگا اور اگرچہ عند اللہ تصدیق قلبی کفایت کرتی ہے۔ مگر تا وقتیکہ اقرا زبانی نہوشع مومن ہو نہیکافو می نہیں دیکھتے۔ اس ایمان کی صفت ہے کاینہید ولا ینقص کہ اجزائے ایمان مجمل کی تعداد نہ گھٹے اور نہ بڑھے۔ البتہ کیفیت میں توت وضعف کا فرق ضرور ہے جیسا حدیث شریف میں وارد ہے کہ اگر ایمان ابو بکر تمام امت کے ایمانوں کے مقابلہ میں وزن کیا جائے تو سب پر غالب آجاوے۔

اور ایمان مفصل و اسلام مفصل دونوں ایک ہیں اور سکا پتہ کلمہ امت باللہ

و ملائکتہ و کتبہ و رسلہ و القدر خبر و مشرک و البعث بعد الموت
 سے گناہ یہ وہ ایمان ہو جو کم و بیش ہوتا رہتا ہے اسے کی نسبت قرآن شریف میں
 وارد ہے لیکن داد و ایماناً مع ایمانہم کیونکہ جب نصف قرآن
 نازل ہوا تھا اور وقت اوسکے ساتھ اوسے قدر ایمان تھا اور جب پورا
 قرآن نازل ہوا اکل کے ساتھ ایمان لازم ہوا تو لا جرم یہ ایمان تزیید و تنقیص
 قبول کرنے کی لیاقت رکھتا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اعتراض
 و بارہ کمی بیشی ایمان حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ پر نزاع لفظی پر
 مشتمل ہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہ جس ایمان میں کمی و بیشی نہونے کے
 قائل ہوئے ہیں وہ ایمان مجمل ہے اور امام بخاری ایمان مفصل
 میں بحث کرتے ہیں + وہ اپنے محل پر درست ہے اور یہ اپنے
 موقع پر ٹھیک ہو +

۱۰۔ جب کسی قوم کی حالت نہایت ابدتہ می کو پہنچتی تھی اور مقتضائے
 وقت اصلاح کا خواستگار ہوتا تھا حضرات انبیاء مبعوث ہو کر من جانب اللہ
 ضروری تغیر و تبدل و اصلاح نقص فرماتے رہتے تھے مگر یہ دور نبوت
 ہمارے نبی کریم صاحب فضل عظیم نفس رب العالمین کریم الاولیاء الانبیین
 صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام ہو گیا اور آپ خاتم المرسلین کے لقب سے ملقب
 فرمائے گئے۔ اگرچہ آپ بظاہر انسان ہیں مگر ع کو ہر پاکش زکات
 دیگرست کا معاملہ ہے۔ اسکی تفصیل انسان کامل بیان میں گذر گئے۔

۱۱۔ افضل البشر بعد انبیاء علیہم السلام خلیل الاسلام صاحب فضل و اکرام

حضرت امیر المومنین ابو بکر بن الصدیق رضی اللہ عنہ میں آپ کی خلافت کے وقت کسی کو آپ پر فضیلت حاصل نہ تھی آپ کا علم و وقار مشہور آفاق ہے۔ آپ کی شان ارفع میں حضور خاتم المرسلین ارشاد فرماتے ہیں ما سب اللہ فی قلبی شیئاً الا حببتہ فی قلب ابو بکر۔ یعنی میرے قلب میں جو کچھ خداوند عالم نے عطا فرمایا تھا میں نے ہتمامہ ابو بکر کے قلب میں دیدیا۔ سوائے نبوت کے کہ وہ ختم ہو چکے تھے اگر نبوت ختم نہ ہوتے تو حسب حدیث شریف لو کنت متخذاً خلیلاً اتخذت ابابکر خلیلاً حضرت ابو بکر کو یہ مرتبہ بھی مرحمت ہوتا۔ اللہ اکبر کی سا طرف تھا جو جامع جمیع علوم نبوی تھا اس نیاز مند احقر و اضعف کو حضور والا تک بئیں واسطہ میں جنکی معصل کیفیت و وضعہ الانوار مصنفہ احقر نے سنجوبی و اضعف صفحہ ۴۷ کو ملاحظہ کیجئے۔ اور آپ کے بعد قاتل المشرکین امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو استحقاق خلافت حاصل تھا اور اسے کے مطابق ظہور ہوا۔ علاوہ اور فضائل کے یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ذاتی فضیلت ہے کہ دوحی آہی آپ کی رائے کے مطابق نازل ہوئی آپ کا پورا قول دربارہ حجاب اللہ جل جلالہ و عمر نوالہ نے نہایت اعزاز کے ساتھ خفیف لفظی تغیر سے قرآن شریف میں نازل فرمایا اللہ اللہ جبکی اسے کے موافق کلام الہی نازل ہوا و سکی عظمت کیسے احاطہ قیاس میں آسکتی ہے۔ اس فقیر حقیر کو ۱۸ واسطہ سے غلامی حضور والا حاصل ہے کتاب مذکور کے صفحہ ۷۷ کو ملاحظہ فرمائیے

اونکے بعد اسی متعلق خلافت صاحب الحیا کامل الایمان جامع القرآن
حضرت عثمان مین غفان رضی اللہ عنہ کو حاصل تھا اور اسے کے مطابق
آپ قابض خلافت الہی ہوئے۔ آپکی فضیلت بہت کچھ حدیثوں سے
ملتی ہے۔ مگر بعد وفات امام کلثوم رضی اللہ عنہما جو کلمہ حضور والائے
آپکی نسبت فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ کان عندی فاللہ فیہ حکما یعنی
اگر میرے تیسرے لڑکی ہوتے تو میں تم سے نکاح کر دیتا۔ کیا یہ حضرت
کی کچھ کم فضیلت ہے سچ تو یہ ہے ۵

گہر خرچہ سازندہ گوہر چہار	فروشنده را با فضولی چکا
---------------------------	-------------------------

ہر ہر خلیفہ کا ایسا عظیم الشان مرتبہ ہے کہ ایک دوسرے کی برابر
فضیلت رکھتا ہے کیونکہ اگرچہ ابو بکر کے وقت میں کوئی ابو بکر جیسا نہ تھا
مگر جب حضرت عمر خلافت الہی کے جانشین ہوئے تو اونا کا بھی وہ
مرتبہ قائم ہے۔ لہذا اس خلافت الہی میں چاروں حضرات مساوی ہیں
اگرچہ ترتیب خلافت کے اعتبار سے بیشک تفضیل زمانی ہے
ورنہ سب حضرات ایک ہی مرتبہ رکھتے ہیں۔ آپکی بارگاہ اقدس میں
اس گدا سے بے نوا کو چوبیس واسطہ سے شرف غلامی حاصل ہو یہ سلسلہ
بالکل نایاب ہے مگر بعض نواح میں کہ مقتدر پتہ چلتا ہے صفحہ ۱۰ کو
معائنہ کیجئے۔

حضرت عثمان کے بعد متعلق خلافت منظر العباب والقراب الغالب علی کائنات
حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب کریم اللہ وجہہ ہیں۔ آپ ان تمام

نعمتوں کے امین اور حامل تھے جو عالم میں حضرات اسحاب باطن کے ذلیعہ سے تقیم ہوتے رہے ہیں۔ علاوہ اور فضیلتوں کے یہ بھی ایک فضیلت ہے کہ مردوں میں اول الایمان آپ ہی ہیں۔ جیسا کہ ال رسول ہونے کا فخر ان کو حاصل ہے۔ اصحاب ثلثہ میں سے کسی کو حاصل نہیں حضور والا شان آپ کی نسبت ارشاد فرماتے ہیں من کنت مولا فلی مولاہ اور

لحمہ لحمی ودمہ دمی اور انا مدینۃ العلم وعلی بابہا

جس طرح کہ محبت نبی کریم فرض ہے اویس قدر محبت علی مرتضیٰ فرض ہے کیونکہ وہ نفس رسول ذات احمد ہیں۔ آپ سے چند سلاسل جو اس ناپختہ کو پہنچے ہیں اونکی تفصیل کتاب مذکورہ میں موجود ہے + کوئی صاحب میری اس تحریر کا حاصل تفصیل حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نہ خیال کریں بلکہ میری غرض یہ ہے کہ چاروں حضرات کو خصوصیت کے ساتھ ایک ایک خاص مرتبہ حاصل ہے حضرت علی شیر خدا کو یہ مرتبہ بالخصوص حاصل ہے۔

۱۲۔ محبت آل اطہار اور اہل بیت المومنین جن کی شان میں آیہ تطہیر نازل ہوئی ہے ہر ہر مسلمان پر فرض ہے۔ کیونکہ وہ جگر گوشہ رسول الثقلین اور وہ محبوب حبیب رب الثناتین ہیں۔

اللہم صل وسلم علی ذات محمد وآلہ وارضوا لہ وارضوا لہما
خصوصاً علی خلقائکما تحب وترضی بعدد ما فی السما
والارض وما تحب الشرکے۔

۱۳۱۔ آپ کے جملہ اصحاب صاحب مراتب عالیہ اور درجات متعالیین
 او کی نسبت حضور والا ارشاد فرماتے ہیں۔ اصحابی کا لنجوم بالہم
 اقتدیتم اھتدیتم میرے اصحاب مثل ستاروں کے ہیں جسکے
 مقتدے ہو جاؤ ہدایت پاؤ گے۔ اور اللہ اللہ فی اصحابی لا

تتخذواھم من بعدی عرضاً من اھم فیمحی اھم و من بغضھم
 فبغضی بغضھم اھم فاما ذان من اذا فی نقلاً دا اللہ اسباب باوقار کی
 شان میں وارد ہے۔ انکے تہ کو کوئی ولی قیامت تک نہیں پہنچ سکا کیونکہ
 یہ حاضرہ باشی بارگاہ روح اعظم کا فخر کتنے ہیں او کی نسبت دوسرے مقام
 پر حضور سرور کائنات ارشاد فرماتے ہیں۔ فلوان احدکم ابن

انفق مثل احد ذہباً ما بلغ صد احدھم الا ضیفہ یعنی اگر کوئی شخص
 جبل احد کی برابر سونا منے کر دے تو او کی ایک ما یا نصف کا مقابلہ نہیں
 کر سکتا۔ علاوہ ازین یہ حضرات حب حدیث شریف خیر القرون
 قرنی تھا اذین یلوئمہم نہایت افضل ہیں۔

۱۴۔ حضرات عشرہ مبشرہ قطعی جنتے ہیں جنکی نسبت حدیث شریف میں
 واضح ہے ابو بکر فی الجنة وعمر فی الجنة وعثمان فی الجنة وعلی فی الجنة
 وطلحہ فی الجنة والزبیر فی الجنة وعبد الرحمن فی الجنة وسعد
 ابی وقاص فی الجنة وسعید بن زید فی الجنة وابوعبیدۃ بن الجراح فی الجنة

۱۵۔ حضرت سیدۃ النساء فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا شفیعہ یوم قیامت
 سیدہ نساء اہل الجنۃ ہیں *

کوئی ولی یا امام یا خلیفہ درجہ نبی کو نہیں پہنچکتا۔ کیونکہ انبیا کے سوا
کوئی معصوم نہیں ہے۔ رہا یہ خیال کہ حدیث میں وارد ہوا ہے
کہ میرے امت کے بعض لوگوں پر حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کو
غیبطہ ہوگا یہ ایک فضیلت جزوی پر مشتمل ہے۔ اور فضیلت جزوی فضیلت
کلی پر بخشہ ہرگز نہیں رکھتے۔ اور فضیلت جزوی یہ ہے کہ باگاہ محمدی
صلی اللہ علیہ وسلم میں انبیا علیہم السلام کی مثال ایسے ہے جیسے نواب
اور روسائے مغزین کے ہنگے خود پادشاہ تعظیم کرتا ہے۔ اور حضرات
صحابہ اور اولیاء وغیرہ کے ایسی مثال ہے جیسے خاص خدمتگاران
سلطانی کے۔ بسا اوقات خدمت کاروں پر نوابوں کو رشک ہوا کرتا ہے
کیونکہ وہ ہر وقت کی حاضر باش ہر دم کے مرضی دان ہوتے ہیں۔
اسی طرح انبیا علیہم السلام کو یہ شرف کب حاصل ہوا کہ عرصہ دراز تک جس
اقدس کی غلامی میں حاضر رہیں اگرچہ تمام عالم حلقہ بگوش حضور ہی مگر اس
مرتبہ جسمی میں اگر خصوصیت لازم بشریت ثابت ہوتی ہے۔ حضرت
شیخ اکبر قدس اللہ سرہ العزیز پر جو یہ تہمت لگائی جاتی ہے کہ الوہایت
افضل من النبوة اور انکا مقولہ ہے عبودیت کے ساتھ محض غلط ہے بلکہ انکا
مقصد یہ ہے کہ ولایت النبی افضل من نبوة النبی۔ اس کے معنی بہت درست
اور صاف صاف ہیں +

۱۷۔ اور کسی شخص سے جب تک وہ پیرایہ عقل و لباس استطاعت میں ہے
امرو نہی ساقط نہیں ہو سکتے جہاں کا یہ خیال کہ جب عبد غایت محبت و یقین میں

پہونچکر صفا سے قلب اور ایمان بے لفاق پیدا کر لے۔ امر و نہی اور
ساقط ہو جاتے ہیں۔ آجکل ایسے فقر کا اکثر نواح پورب و روسیکند
میں هجوم زدہ نظر آتا ہے۔ جن کو نہ نماز سے غرض اور نہ پابندی شرع
کی ضرورت ہے۔ نہ خدا سے مطلب نہ رسول کی حاجت۔ یہ لوگ
بارگاہ شیطان کے مقربین ہیں خدا ان سے محفوظ رکھے بہلا خیال
تو فرمائے۔ جو لوگ محبوب خدا کے دشمن ہیں یا دشمنوں کی صورت
رکتے ہیں کیا خدا پسند کر سکتا ہے کہ وہ لوگ اسکی بارگاہ میں مقبولیت
ساتھ حاضر ہوں انکی بارگاہ کے خلیفہ اور جانشین اکثر ڈاڑھے کٹ چو
دراز ہیں معاذ اللہ جب خلافت نبوی ایسے مخالفین نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کو دیدی جائے تو موافقین اور متبعین شرع تو خدا بنانے کے قابل
ہو جائیں گے لاحول ولا قوہ۔

ان کے علاوہ کچھ لوگ ایسے بھی پائے جاتے ہیں جو صورتاً نہایت مقدس
اور برگزیدہ نظر آتے ہیں مگر انکا باطن اللہ جل جلالہ نے کسی معلومت
کی بنا پر تائیک کر دیا ہے۔ ریادغا فریب شب و روز انکی جبلت ہے
انکی مجالس میں بجز غیبت و بدگوئی کوئی کام نہیں ہوتا۔ انکی یہی عبادت
ہے اور یہی طاعت ہے۔ خدا ان سے ہر شخص کو محفوظ رکھے سابق الذکر
تو اس امر سے بخوبی شناخت ہو سکتے ہیں۔ کہ وہ مخالف شرع میں بخر ہلا
کے اور کون ایسے شخصوں کے ہٹکنڈوں میں آسکتا ہے۔ مگر انفس
ناک حالت اون لوگوں کی ہے جو لفظ ہر محبت شرع نظر آتے ہیں اور

دل میں بے انتہا فریب اور دغا چپاے ہوئے میں جہان تمام اور بلیات دنیا و آخرت سے پناہ مانگنا ثابت ہے ایسے لوگوں کے مکر سے بھی محفوظ رہنے کی استدعا ضرور ہے۔ اگرچہ میرا قصہ تھا کہ اسکے متعلق مفصل بحث کروں مگر مصلحت وقت اور ایسی کتاب کی ضرورت خارج ہو۔

۱۸۔ یقیناً شرعیہ نے عقائد میں تقلید کی کچھ ضرورت نہیں اسلئے کہ قیضہ التقلید من الظن۔ والظن لا یفتی من الخشیاء سے فال تقلید لا یفتی من الحق شیئاً۔ نتیجہ نکلتا ہے۔ لہذا عقائد میں کچھ ضرور نہیں کہ بہ حضرات امام ابو حنیفہ کی پیروی کریں یا کسی اور امام کی۔ مگر اعمال وغیرہ میں تقلید واجب ہے۔

۱۹۔ حضرات مجتہدین کبھی خطا کرتے ہیں اور کبھی صواب پر ہوتے ہیں مگر دونوں حالتوں میں ان کا اجر خداوند عالم پر ہے۔ اللہ جل جلالہ و عہد نوالہ ان کے مراتب عالیہ میں ترقی فرماوے اگر وہ یہ انتظام شیخ مستحکم فرماتے تو آج دنیا سے اسلام بالکل معرا ہو گئے ہوتے اور بنا فضل و کرم ہے کہ آئینہ قلوب اہل اسلام کی جلا ان ہی کے سبب ہے +

۲۰۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی تشریف آوری اور ان سے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری اصلاح امور دینے و دنیاوی کیواسطے مقرر ہے۔ آپ حضرت امام حسن علیہ السلام کی اولاد سے ہونگے آپکی والدہ شریفہ نام حضرت آمنہ اور آپ کے والد بزرگوار کا اسم مبارک محمد ہے

آپ فضل و شرف اس سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے
نبی بزرگوار آپ سے بیعت ہوں۔ آپ مجدد دین نبی اور برز نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم ہوں۔ اللہ جل جلالہ و عظم نوالہ ہم کو آپ کے دیدار نور الانوار سے
مشرف فرمائے +

اللهم ثبت قلبي على منهجك المستقيم واعرضني عن خطوط
الشیطان الرجيم لك هجيب المضطرب وخير الناصرين
واحشرني في زهرة المساكين كما قال عليه الصلوة والسلام
رب توفني مع المساكين واحشرني في زهرة المساكين بجاء
حييات المعظم ورسولك المكرم مظهر الجلال والجمال

مصدر الافضال معدن جميع الكمال

واخبر دعوانا ان الحمد لله

رب العالمين والصلوة

والسلام على خاتم

الرسولين شفيع

للمذنبين وعلى اله

واصحابه تحيتا

وسلاما

اجمعين

فقط

صَوْنَةً مَّا حَسَرَهُ الْعَالَمُ الْأَكْمَلُ وَالْفَاضِلُ الْأَجْمَعُ الْمَعْقُولُ
وَالْمَنْقُولُ حَاوِي الْفُرْقَةِ وَالْأَصُولُ مُوَلِّدُ الْحَكِيمِ أَبُو الْمُؤَيَّدِ
مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْتَظَرِ هَاهُنَا الْمُنْتَظَرُ بِسَهْلٍ الْأَفْرُوقِي

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ كُلُّ مَرَضٍ هُوَ فِي قَاتِلَتَا

فی الحقیقت ہر کام وقت پر منحصر ہے۔ مدت سے میرے بخلص صمیم ہمالک
سلوک خدا وانی ناظر جمال رحمانی ابوالانوار ابوب محمد رستم علیخان چشتی
نظامی صابری کو اس امر کا خیال تھا کہ زبان اردو میں تصوف کے دقیق
مضامین توضیح و تشریح کے ساتھ تحریر کے نظر احباب کرین تاکہ جو لوگ
بے استعدادی کی سبب عربی و فارسی بخوبی نہیں سمجھ سکتے۔ اون سے
سہرہ درہون مگر مختلف اسباب عظیم الفرضتی مانع رہے۔

اس زمانہ میں احباب کے اصرار اور تقاضائے وقت نے اس مجموعہ
حدائق المعارف کی تصنیف و ترتیب و اشاعت پر بجز مادہ کر دیا الحمد
کہ یہ اپنی ضرورت و مہمات میں کافی ہے۔

اردو میں اس جمعیت خاصہ کی کوئی تحریر موجود نہیں۔ کیونکہ اس میں استلالات
منقولہ و معقولہ دونوں تکمیل کے ساتھ پائی جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں بعض
مسائل اس کتاب کے ایسے ہیں کہ میں ان کی تعریف میں ہذا
تقریبہ للمصنف واجب جانتا ہوں +

اگرچہ یہ کتاب مصنف کی تصنیف ہے مگر چونکہ مجھے حق ترتیب حاصل ہوا
لہذا میں اسکی فہرست پیش کرنا ہوں۔

دوسرا چہ عربی لفظی فصاحت کے علاوہ صورت و ضرورت و حالت کتاب کو
بیان کرتا ہے۔ حمد و لغت میں بعض الفاظ بہت پاکیزہ ہیں۔ ترجمہ اردو میں
بھی لطافت اور سلاست اچھے ہے۔

مقدمہ میں احتیاج الواجب کا ثبوت نہایت اجمال کے پیرایہ میں ہو۔
حدیقہ اولے معارف ذاتیہ اور بعض امور عامہ متعلق ذات پر متضمن اور
نوبتان پر مشتمل ہے۔

بستان اول۔ بین واجب اور وجود کی عینیت کا اثبات ہے احتمالات
ثلاثہ کا بہت اچھا پہلو ہے۔ وجود کے زائید بذات ہونے کی تردید کا مل ہو۔

بستان دوم میں عینیت وجود مطلق و حقیقت حق جل و علی کا ثبوت ہے
استحالة الفکاک حقیقت وجود کی دلیلوں سے اسکو مدلل کیا ہے۔
وجود فرضی و ذہنی و خارجی کی تحقیق کا یہ نتیجہ ہے کہ اقتران ہستی کی قیادت
ضروری وجود خارجی کو حاصل ہے۔

بستان سیوم میں اس تہید سے کہ وحدت سے وحدت کا اور کثرت سے
کثرت کا صدور و نشو و نما ہوتا ہے اسکا ثبوت پیش کیا ہے کہ الہیہم ذات
بجہ سے ظہور متبہ تعین واقع ہے کل یہ حونی شان او کلان ملکات
کے تخالف کو کئے پہلو سے دور کیا ہے +

بستان چہارم میں اہل اس اعتراف کا جواب ہے کہ جب ممکنات شیون جوہر

ہین اور شیون بمنزلہ افراد ہوتے ہیں پھر کیا وجہ کہ وجود مطلق کو بوجہ حدوث شیون حادث نہ مانا جاوے۔ بعد ازان تقدم طبعی و وضعی اور یقین اول کے حقیقت بیان کی ہے۔ اور واحدیت کے علوم مفصلہ و مجملہ و صفات الفعالیہ و فعلیہ اور اسمائے الوہیت و ربوبیت کی توضیح عجیب ہے۔

بستانِ تجسم میں تجلیات اجمالیہ کی بحث ہے۔

بستانِ ششم میں تجرد و تلبس وجود کی حالتین اور ممکنات کا تمثیل و وجود ہونا ثابت کیا ہے اور صورت و حیویہ و حقیقت جبریلیہ سے تشبیہ کے پیرایہ میں قریب الفہم کر دیا ہے۔

بستانِ ہفتم میں مراتب کی تفصیل ہے اور نہایت واضح مثال میں اور ست لاخل اعتراضوں کا جواب شافی دیا ہے۔

بستانِ ہشتم میں مقید کے لئے ضرورت مطلق اور مطلق کی واسطے اشتیاق مقید کا بیان بستانِ نهم میں اقسام وحدت ذاتیہ و صفاتیہ و نوعیہ کی تفصیل ہے اور اوصاف نوعیہ کے عروض جنسی و شخصی کو بیان کر کے سب کی رجوع بارگاہ حقیقت بمصدق والیہ المصیر ظاہر کی ہے۔ لا الہ الا اللہ کے معنی حقیقی بیان کئے ہیں جس سے تمام آیات توحید مترتب معلوم ہوتی ہیں تسمہ حلیقہ توحید کے اقسام افعالی و صفاتی و ذاتی سے تعلق رکھتا ہے۔

حلیقہ ثانی صفات و متعلقات صفات میں سات بستان پر مشتمل ہے۔

بستان اول - عینیت صفات کے بیان میں ہے۔ حضرات مکملین و مشائخ اور باقی فرقوں کے ممالک مختلفہ کی تفصیل کے بعد حضرت امام حجتہ الاسلام

و جناب شیخ اکبر رضی اللہ عنہما کے ارشادات عالیہ سے استنباط کر کے
مسک لطیفہ تحریر کیا ہے۔ آخر میں متاخرین صوفیہ کے اس خیال کی تردید
کامل ہے کہ صفات زائد بر ذات ہیں۔

بستان دوم میں علم الہی سے بحث ہے اور علم مرکب و بسیط کی تقسیم اور اہل
منطق کے قضیہ جبل مرکب و بسیط دونوں کی صحت کا ثبوت دیا ہے۔ اسکا
ماخذ تفسیر غایتہ البرہان نے تاویل القرآن مصنفہ راس المحدثین قدوة المفیدین
جامع الحقیقت والشرعیات حضرت حکیم سید مولوی محمد حسن صاحب بد امر وہی جو۔
بستان سوم تعین اول کے چاروں مراتب یعنی قلم و لوح محفوظ و کتاب المحفوظ
والاثبات مرتبہ موجودات خارجیہ کی تشریح ہے۔ ایہ لایعزب عنہ متقال ذرۃ اور

و لنبلوکم حتی نعلم المجاہدین کے تقاض کو اچھی طرح دفع کیا ہے۔
بستان چہارم میں شعور کے چاروں اقسام و ہر شک ظن یقین۔ اور
یقین کے مراتب ثلثہ علم یقین عین یقین حق یقین کی اچھے تفصیل ہے
خصوصاً ضمن تمثیل بہت خوب ہے۔

بستان چہم میں کلام الہی موضوع بحث بہت پاکیزہ منظر ہے۔
بستان ششم میں مسک دیت الہی کی تفصیل اور نزاع فریقین رفع کی ہے۔
بستان ہفتم میں اسماء ربوبیت کی شناخت ہے۔
حدیقہ ثالث۔ تعینات کونیہ میں چار بستان پر متضمن ہے۔

بستان اول میں عالم ارواح کا بیان ہے۔ بستان دوم میں عالم مثال کا ذکر
ہے۔ بستان سیوم میں عالم شہادت اور اسکے اجناس جمادیہ و نباتیہ و حیوانیہ کا

بیان ہے۔

بتان چہارم۔ انسان کامل کے بیان میں ہے۔ اسمین انسان کامل کی
کی ضرورت اور اسکی حقیقت سے حقائق علویہ و سفلیہ و سدرۃ المنتہی و کرسی
و قلم اعلیٰ و عنانہ و ہویوے و احبہ و شیاطین و ملائکہ و بہائم و جواهر و اعراض
و نباتات و آدم کے ظہور کا بیان ہے۔ اور اسکی حقیقت قلب سے خلقت
اسہ فیلی و اسکی نقل ازل سے خلقت جبریل و انجیلی سے خلقت عزرائیلی
کی تکمیل کا ذکر ہے۔ اور اسکی بہت اقدس سے وجود میکائیلی اور فکر سے
جملہ ملائکہ کی پیدائش کا بیان ہے۔ یہ بیانات بہت دلچسپ ہیں۔

بعد ازاں حضور اکرم کا وہ شرف جو ایات قرانی سے ثابت ہوتا ہے تفصیل
سے بیان کیا ہے من جملہ اوستے آیت لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْكُمْ مِّنْ
رَّحْمَتِ رَبِّکُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُونَ۔ دو کبر اللہ تعالیٰ و اسکی عظمت
الایہ کی توجیہ اس سے زیادہ اللطف ہے تیسرے فضیلت آیت یٰٰۤاٰدِمْ
وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَے اور چوتھے آیت کیف تکفرون باللہ الایہ سے بیان کی ہو۔
یہ سب مقامات دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔
حدیقہ رابع مقامات مختلفہ میں پانچ بتان پر مشتمل ہے۔

بتان اول کا حاصل یہ ہے کہ ہویت مطلقہ ذاتی احاطہ علم میں ملاحظہ نہیں ہو
بتان دوم میں حدیث شریف وہ ان اللہ خلق آدم علی صورۃ، کی توجیہ ہے
بتان سوم کی تحریر کی یہ غرض ہے کہ دربارہ توحید عقول انسانی چونکہ قاصر
ہیں لہذا اتباع انبیاء علیہم السلام کے بغیر کوئی تعلیم کا آمد اور کوئی عبادت مقبول

نہیں۔ اور مراتب تشبیہ و تنزیہ حسب ضرورت مقام بیان کئے ہیں۔
 بتان چہارم میں فنا و بقا کا بیان ہے۔ بتان چہم میں قرب کے
 مراتب اربعہ محبت، توحید، معرفت، حقیقت کا بیان ہے۔
 خاتمہ میں بعض عقاید ضروری کا بیان ہے جو فی زمانہ ان کی تحریر کی
 ضرورت تھی اگرچہ وہ تحریر اس ضرورت کے لئے کفایت کرتی ہے
 مگر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں بطور خود فضیلت خلفاء اربعہ رضوان اللہ
 علیہم کے ثبوت میں استدلال قرآنی سے کام لون اور نیز اس سے
 ترتیب خلافت کا ثبوت دوں۔

اللہ جل جلالہ و علم نوالہ سورہ شورے کے پانچویں رکوع میں ارشاد فرماتے
 ہیں فَمَا أُوْتِيتُمْ كَمَتَاعٍ اَمْ حَیْوةً اَللّٰی نَبِیْآ دَمَّا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ وَّاَنْتُمْ
 لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَّكُلٰی رَحْمَتِیْ یَتَوَكَّلُوْنَ ۝ پس جو کچھ تم دئے گئے ہو وہ متاع
 حیات دنیا ہے اور جو اللہ کے نزدیک بہتر اور باقی تر ہے وہ اون لوگوں
 کی واسطے ہے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ اب
 یہ بات دیکھنے کے قابل ہے کہ مذہبیت توکل کس شخص میں پائے جاتی
 ہے۔ حضرات اہل سنت و الجماعت کو تو بالضرور مسلم ہے کہ حضرت ابو بکر
 صدیق رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی متوکل نہ تھا۔ اور صیفت خاص آپ کے
 ساتھ ایسی لازم تھی جیسے دلی کے ساتھ ولایت اور نبی کے ساتھ نبوت
 ہاں شیعہ کو اس میں کلام ہونا چاہیے۔ مگر جب اکابر علمائے شیعہ کی کتابوں پر
 نظر پڑتی ہے۔ وہ ہی اس قضیہ کے تسلیم کرنے والی معلوم ہوتی ہیں

اگرچہ اونکے خیالات مذہبی مجبور کر کے اس توکل کو توکل ریائی کے ذیل
میں داخل کر دیتے ہیں مگر نفس توکل میں بہت کم لوگ کلام کرتے ہیں
لہذا اتفاق فریقین اس آیت کے مصداق حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ ثابت ہوئی تعجب ہے۔ جنگی شان میں حق جل جلالہ ایسا
فرما۔ اے اوسکے بندہ ان کی شان میں گستاخان کرین۔

اس کے بعد یہ آیت ہے وَالَّذِينَ يَخْتَفُونَ بَيْنَ الْأَيْدِي وَالْأُفُوقِ
وَإِذْ مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ اور جو لوگ کہ پڑے گناہوں اور حیاتیوں
سے بچتے ہیں اور جب غصہ ہوتے ہیں بخش دیتے ہیں اہل الصاف
غور سے اس ترتیب کو ملاحظہ فرمائیں کہ ان صفات سے بالذات حضرت
امیر المومنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے سوا اور کون تصف
ہے آپ کی حیا کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ ایت حجاب
آپ کی عرض کے موافق نازل ہوئی بلکہ ادنی تغیر سے اوسے گیت کو
حق جل جلالہ نے حکماً نازل فرمایا۔ آپ کا غصہ ایام جاہلیت میں
تو مشہور ہی تھا اور اسی وجہ سے آپ کے اسلام لانے ہی عروج اسلام
اظہار من الشمس ہے اور اسلام سے مشرف ہونے پر بعد وفات حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا یہ فرمانا کہ جو کوئی یہ کہے کہ پیغمبر نے
انتقال کیا میں اوسکی گردن ماروں گا اور ذاتی معاملات میں گناہ گاروں کو
عفو کر دینا مشہور باتیں ہیں جنگ و شیعہ بلکہ مخالفین اسلام بھی تسلیم کرنے میں
کلام نہیں کرتے۔ اگرچہ اسکو ریاضہ معمول کرین۔ مگر ذرا یہ تو دیکھیں کہ اللہ

پاک کیا فرماتا ہے۔ پس بلا شک حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس
 آیت کے مصداق ہیں۔ اُسکے آگے یہ آیت ہے وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا
 لِرَبِّهِمْ اَقَامُوا الصَّلَاةَ وَامْرُؤُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ وَما رَزَقْنَاهُمْ
 يُنْفِقُونَ ۝ اور جن لوگوں نے اپنے پروردگار کو قبول کیا اور
 قائم رکھے ہیں صلوٰۃ کے اور اداں کا کام مشورت پر ہے اور ہمارے
 دئے ہوئے سے خرچہ کرتے ہیں۔ یہ آیت خاص حضرت ذوالنورین
 امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل
 ہوئی ہے کیونکہ شہرہ سے آپ کا خلیفہ ہونا اور سخاوت و دوریا دلی
 زبان زد خاص و عام ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کی تجارت میں
 وہ برکت عطا فرمائی تھی کہ بہت سے غرباء اہل اسلام کی کفالت
 فرماتے تھے۔ اقام الصلوٰۃ کی تفسیر اقام القرآن سے ظاہر ہے کہ آج
 جو قرآن نظر آتا ہے اسکی یہ جمعیت حضرت اقبس کی توجہ ہے۔ بجان اللہ
 کیا ترتیب ہے ع اگر اسپر نہ سمجھے وہ تو پھر اسکو خدا سمجھے ۝ اس آیت
 شریف کے بعد فرماتے ہیں۔ وَالَّذِينَ اِذَا اَصْحَابُهُمْ اُلْبِغُوا
 يَنْصَرِفُونَ ۝ اور جب اون پر بغاوت پہنچتی ہے بدلا لیتے ہیں
 اسکی ترتیب اور توفیق واقعات ایک آئینہ پیش کرتے ہے جس میں خدا
 یہ نظر آتا ہے کہ اسکے مصداق خلیفہ رابع باب العلم سیدنا علی مرتضیٰ
 کرم اللہ وجہہ ہیں اسلئے کہ بغاوت حکیمہ کا آئینہ ذکر ہے وہ خاص حضور
 ہی کے ساتھ ہوئی تھی۔ اور عجیب حیرت خیز قصہ تھا کہ حسین بن علی

یہ امر بہت کم روئے نظر آتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اُم المؤمنین
 عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے گروہ پیکا ہوئے مگر چونکہ حضرت
 عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اس معاملہ میں سہوتا لہذا ضرور ہوا کہ آپ
 اس حالت کی اصلاح فرماویں جبکہ آیہ فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ
 عَلَى اللَّهِ ۝ سے ثبوت ہوتا ہے یعنی وہ علی کہ عاف
 فرمائیں طلحہ و زبیر کو (جیسے کہ وقت وفات اونہوں نے دست علی
 مرتضیٰ پر ہیعت فرمائی اور حضرت مرتضیٰ نے عفو فرمایا) اور اصلاح
 کرین حال صدیقہ کے اون کا اجر تو خدا پر ہے۔ چونکہ آیات قرآنی سے
 خلافت و ترتیب خلافت خلفاء اربعہ کا پورا ثبوت حاصل ہے لہذا
 منکر خلافت واحد بھی کافر اور برا کہنے والا فاسق ہے۔

اون لوگوں کی حالت پر سخت افسوس ہے کہ اس متوازن کلام مجید کو بیاض عثمان
 قرار دیکر خروج ورفض اختیار کرین اور اپنے واسطے وہ لفظ پسند
 فرمائیں جس سے خدا بریت ظاہر فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَسُوْا دِیْنَهُمْ
 کَاَنُفِیْثَةً اَلَسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ تحقیق جو لوگ کہ شیعہ ہو گئے یعنی گروہ گروہ
 جھگڑا اون سے کچھ تعلق نہیں۔ یہ آیت باشارة النفس اس امر کی تعلیم
 دیتے ہے کہ یہ اشارہ ان حضرات کی طرف فرمایا ہے۔ کیونکہ ابتداء اہل
 سنت و الجماعت سے جن دو گروہوں نے خروج کیا ہے وہی خارجی
 ورافضی ہیں رہ جس مقام پر حضرت ابراہیم کو شیعہ فرمایا گیا ہے اول تو
 وہ خصوصیت کے ساتھ ہے۔ زمانہ اسلام کا ذکر نہیں اور بیان بعضات

زمانہ مابعد اسلام مقصود ہے۔

لطف یہ ہے کہ ان حضرات نے محبت اہلبیت کی پردہ میں جو فی انفس جزو ایمان ہے وہ قیامتین برپا کی ہیں کہ الحذر خاص اہلبیت حضور محبوب رسول الثقلین سے تو حناد اور نام محب اہل بیت سبحان اللہ کیا کہنے حقیقت میں ان لوگوں نے آل اطہار اور حضرات ائمہ کی دُردنوبین کی ہے کہ کوئی مخالف اپنے مخالف کی نہیں کہہ سکتا شہنشاہ مشرقین حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر جس سے تکمیل نبوت فرمائی گئی اور آپ کی تمنائے دلی حاصل ہوئے آہ و بکا گریہ وزاری کیسی بے عمل باتین میں افسوس امام کو بے کس بے بس گرفتار بلا وغیرہ کے ناجائز الزام لگائے جاتے ہیں اور دعویٰ محبت کا سوا کیا کہنے اسکے بعینہ یہی مثال ہے کہ ایک جاہل کے باپ نے اڑھبکڑا رزیا کی دولت لازوال حاصل کی اپنی تمنائے دلی پائے وہ بجائے اسکے کہ اس کامیابی پر خوش ہو کر کالیف گذشتہ کو یاد کر کے اوٹا سر پیٹے کپڑے پہنا دے گریہ وزاری سے کام لے۔ خصوصاً سبب وہ مناسب اختیار نہ ہوں۔ اے حضرات خدا انخواستہ اگر امام دوسرے کی طبع اقدس پر ذرا بھی میل آتا یا حرم نبوی کے کسی خادمہ کی زبان سے لغو آہ بلند ہونا یا بے چادری و بے حرمتی ہوتی تو آسمان ٹوٹ پڑتا عالم فنا ہو جاتا مقام حیرت ہے کہ مالک دایین کو بے کس مظلوم کے طعنہ دئے جائیں۔ حضرت امام الشہداء کو ان اکالیف سے وہ مرتبہ ملا ہے جو ازل سے

اب تک کسی ولی و نبی کو نصیب نہیں ہو سکتا اس سے زیادہ کون
مخالف امام ہو سکتا ہے جو اس معراج حضور اقدس پر نگین ہو۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

التمہ ابوالموید محمد بن الشہیر منظر العادی بسبیل الامر وہی ۱۳۱۲ھ

اجمادی الاول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تجیر دل پر نیتجہ فکر گران مایہ عالی پائشہ ہسوار اقلیم خاکیش
شہ یار ملک درویشی جناب فی محمد عبد العزیز خان صاحب بسمل

رامپوری زادت مجدد ہم

خوش خبر باش اے نسیم شمال کہ مرا میرے پیام وصال
حضرات اہل بصیرت و اہل بصارت را مژدہ باد کہ اندرین ایام ہدایت
فرجام نسیم صبح گاہی بونے پیام وصل شاہ خوش و محبوب دلکش ہزاران
ہزار انشراح و اقراح خاطر ہشام جان و دماغ روح و روان مشتاقان
گوش بر آواز و شایقان چشم براہ رسانید و از رواج عطر آگین و شمیم
جانفزایش دباغ جان ہر مشتاق جان بلب را معطر گردانید دیدہ باید کہ
کہ ہنگام حصول وصال ہم کلامی و جلسی ازان محبوب محلی بجلوہ حقائق و معانی
و مزیں بزور عقاید دینی و ایمانی کہ عبارت از اساس ایوان ایقان و غرض
از تشہید و استحکام بنیان اسلام و ایمانست چہ قدر لطفا و کیف قلبی خواہد

برداشت و نقد مقصود کیف مراد خواہند آورد۔ پس بحق اتحاد اسلامی و
 ہمدردی باہمی یکے از ہزار و اندکے از بسیار از کیفیت پر کیف آن سپرد خاطر
 نیاز ختامہ کردم۔ و آدم بر سر مطلب جائی اعجاب و مقام حیرت اسی
 دل ناشکیب کہ از حسن و خوبی این چنین حبیب دلنواز و حسین پردہ نشین
 کہ از مدت مدید و زمان بعید شوق وصالش بخاطر فائز مر کوز و انتظار
 بلوہ جہان آرایش بدیدہ منتظر مد نظر داشتی بی محابا ذکر جمال روح پرور
 آن بربان قلم دوزبان آوردی کہ حالیا اخفائے آن دشوار ترست
 نے نے غلط گفتم ہر چند کہ من میدانم و خوب می شناسم کہ از روئے
 ہمجو محبوب پردہ نشین پردہ برداشتن و ذکر این چنین معشوق دل نشین
 بر زبان راندن خوب نبود لیکن حسب ارشاد عارفی حق گو **۵** من از آن جن
 روز افزون کہ یوسف داشت دہتم کہ عشق از پردہ عصمت برون آرد لیچار
 اخفایش در پردہ عصمت و محتجب ماندن در حجاب بطون نمکن نبود ناچار
 بہ تقاضائے شوق و جذب عشق نقاب از چہ نہ زیبایش برداشتم
 از ہر توحسن معانی آگین آن دل و دیدہ احباب پاک باطن و پاک
 باطن نیک طینت و نور و سروری و آدم و طالہا این سینہ
 صاف و صافی دلائل با الصاف ما آگاہ کردم کہ اگر چشم الصاف
 و نظر پاک در خلوت کدہ خاص اخلاص جلیس بودہ معائنہ و مشاہدہ حسن
 و لفریب مضامین و معانی فیض آگیش خواہند فرمود لطف حیات
 و بارہ ولذت زندگانی تازہ خواہند یافت ورنہ و صورت خلاف

حالت بر عکس این گزارش بر آینه در آینه دل صفامنزل جز عکس نمکدر
 و صورت القباض چپیکه دیگر ملاحظه نخواهند فرمود هر چند که این
 قدر از اسرار آن معشوقه باناز و یار طناز پرده برداشتم الا هنوز حکم
 نمیکند در بیان نمی آرد که نام نامی آن بر زبان آرم مجبوراً بگویم اینک
 ۵- چو با حبیب نشینی و باده بیامی بیاد آر محبان باده بیار
 اسم گرامی آن محبوب بوسانیت بان مہر دمی و ہمازے کہ راز
 ہا درونی و اسرار قلبیہ را آشناست و از ازل یار با صفاست
 یعنی قلم گشتہ رقم معترض عرض می آرم اعنی کتاب لاجواب ہجو و تنایا
 المسی بہ حدایق المعارف کہ در حقیقت باب گلستان عرفان
 و معانی و کلید در بوستان اسرار دینی و ایمانیست مصنفہ حقایق آگاہ
 معارف دستگاہ شاعر خوش بیان بل قالب سخن راجان بکسوت
 صوری امیر و بلباس معنوی فقیر خادم الفقرا انیس الغریبانیک طینت
 پاک باطن خالی از تعصب راغب بقایید دینی محقق بحقایق حق ایقینی
 متبصع ارکان اسلام مطیع فرمان حضرت خیر الانام علیہ التحیۃ والسلام
 نواب نامی رئیس گرامی رشک حاتم خلیفہ دو ران العجوبہ البوالانوار
 محمد رستم علیخان صاحب رئیس اکبر آباد دام اللہ قبا اہم وضاعف
 اللہ اعلمہم اوزمان سعید و اوان حمید یعنی باہ مبارک جامی الاول ۱۲۳۱ھ
 یکہزار و صد و دوازده ہجری قدسی حلیہ الطباع پوشیدہ مطبوع طبائع
 خاص و عام گشت اکنون بموجب کلام شاعر ۵- الہی ابقا ہشی باقبل

جوانِ غبت و جوانِ دولت جوانِ سال و بجی مُصنّف صاحبِ ممدوح احمد
دعا بہ یکسر و ختمِ کلام میاغم آیین ثم آمین۔ اقبالہ یارب العالمین۔

کتبہ المذہب العزیز المصنوع

لقد انظر رختہ کماک سالک طریق بقا و بادیہ پیماے صحیح
قہ یثاب موی محضیا، الین باچشتی صابہ کرامی نظام
گشت آواز بودم پشہ بر دیوار ہا تابیا یہ المودہ گراہم ہر نشانی
عصر روز و مدت مدید سے بنیعتہ قہ بری تنہا کے و صابر ہا
تہ نہت فیروزانہ اوس سے دولت ہم آغوشی مظفرانی، سپہ کتاب
حدایق المعارف مصنفہ سند نشین بزمِ صفائشی، متعبد
درویشی ظاہر شہر امت ارستہ باطن بقیتہت بیراستہ یثاب کمان
محمد رستم علی خان صاحبِ حلیہ جمع سے ارستہ اور برترتیب
پیراستہ ہو کر امان از بوجان اور مست بخش قلب عارفان ہوئے۔ میں
اپنے معدومات کے اعتبار سے بہ ضرر کہہ سکتا ہوں کہ مفتوحہ کا واضع اور
ایسا جامع محمد وہ میرے آنکھوں سے نہیں گذرا۔ بڑی خوبی ہے۔ یہ
کہ زمان اردو میں بہت لطافت و خوبی سے تصنیف کیا گیا ہے۔ بہت
مختصصا اہل ان کے کل بیان سے کہ واسطے زیادہ سے وہ اس
تحریر کے شائق کسی وقع ہوئی اور بہت عمدہ تازگی بخیر بادین ہے

میں زیادہ مدح سنا چونکہ فضول جانتا ہوں لہذا دعا پر تحریر کا
خاتمہ کرتا ہوں *

قطعہ التاریخ من تصنیف الزکی والفہیم مولو

محمد ناظر الحق المتخلص بسکوت

الامرہی

بحر طویل مثنی

اگر اعطیتنا قوتہ فہم الدقائق
رافع حجب الجہل دافع العوائق
فرایتہ کلاما ملوا الحق ایتہ
تعمیلا لحکمہ اعز الشفایق
انہ تجلیات انوار الحدائق

۱۳ ۱۲

لہ کل الحمد والشکریا ذاکرم
ومن نعماتک علم ذوبصیرۃ
وقد صنف ذوالمجد فیہ رسالۃ
سعی لی تاریخ الطبع من غیر فکرۃ
فقال السکوت سال طبعہ ندرۃ

الحمد للہ والمنت کہ کتاب لاجواب آمینہ معارف الہی کشاف دقائق نامتہای دریا علو مقام
مسلوہ ہوا بہر طریقت وشریعت زیور کلیعہ راستہ اور لباس الطباع سے پیراستہ
ہو کر منظور نظر اہل عرفان و سرور بخش طبع اہل جہان ہو
محمد مجو خان مالک مطبع الحمی واقع آگرہ

تصحیح اغلاط کتاب مدارق المعارف

صفحہ	۴	غلط	صحیح	۴	غلط	صحیح
۱	۲	بنیہ	نبیہ	۲۵	۶	بجٹ
۲	۹	بدر	بدور	۱۰	تشنیف	تشنفس
۳	۱	والفوز	والفوض	۱۹	ہو	سے ہو
۴	۷	یقہ	یقہ	۲۷	۵	طبعی
۵	۸	یان	وآن	۱۳	اور	x
۶	۱۲	الفضائل	الفضائل الذی	۱۲	نزدہ	منزہ
۷	۱۲	لمتقر	لمتفر	۳۸	۸	بلیات
۸	۱۶	وتیا	ریتا	۱۷	غیبت	عنیت
۹	۱۹	منقوطاً	منقوطاً	۲۹	۲	وجود
۱۰	۱۷	کدورت	اور کدورت کو	۴۳	۴	منحد
۱۱	۸	النسخہ	تسعیر	۱۱	تقرب نقل	تقرب نقلی
۱۲	۸	حقیقہ	حقیقیہ	۴۴	۹	نیتہ
۱۳	۱۲	کعبہ	کاکعبہ	۴۷	۱۷	ہوینے سے
۱۴	۱۱	حقیفہ	حقیقیہ	۵۰	۱۸	ماہیت
۱۵	۱۷	نہ	x	۵۱	۱۹	جسام
۱۶	۲	نبت	سبب	۵۳	۱۹	موجودات

۵۷	۱۸	فاحش	فاحش	۷۸	۷۸	معبد	معبد
۷۰	۱۸	قرقہ	قرقہ	۷۹	۷۹	طری	طری
۷۱	۳	ان زانی	ان زانی	۸۰	۸۰	فقوی	فقوی
۱۱	۱۱	اسب	اسب	۹۰	۹۰	افعیہ	افعیہ
۶۳	۲	اعیذت	اعیذت	۱۹	۱۹	رام	رام
۷۴	۱۹	لمیں	لمیں	۵۱	۵۱	امرو	امرو
۳۳	۳۳	علیون	علیون	۹۳	۹۳	مہریت	مہریت
۷۷	۷	الایہ	الایہ	۹۴	۹۴	مطس	مطس
۱۳	۱۳	مقلہ	مقلہ	۱۲	۱۲	اسل	اسل
۷۷	۲	قا	قا	۱۵	۱۵	لے	لے
۷۷	۲	قا	قا	۹۷	۹۷	نہیظ	نہیظ
۱۱۲	۱۵	عمبو	عمبو	۱۸	۱۸	اور	اور
۱۱۳	۵	خیال	خیال	۵	۵	شرعیہ	شرعیہ
۱۱۴	۲	حضرت	حضرت	۲	۲	جو	جو
۱۱۵	۵	علی	علی	۵	۵	علی	علی

[illegible]

احدیش سوخته - و چرخ وصال صمیمش در زوایای بواطن دل دادگان افزون
 عزتش بود و هر مرتش رخسار گرد آلود عاشقان پر در دراز خاک خواری بخت بختی در کف
 برداشته - دهقان محبتش در گستان جان عارفانش تخم سعادت عرفان نهال
 کرامت ایمان کاشته - جل جلاله که افلاک را با انجم و انجم را با ضیاء نور ساخت -
 و زمین را با حیوانات و حیوان را با انسان اشرف المخلوقات بیارست و انسان را
 با اولیای عظام و انبیای کرام بنواخت و علم بزرگی انبیا و اولیا با سرور
 جن و انس سیدنا خاتم المرسلین صلی الله علیه و آله و اصحابه و سلمه افرشت
 پس نفایس مخلوقات طبیات و تحایف تمیاز کیات و شرافت او را در لطافت
 که نسیم منبر شمیم او را که روح پرور و فاضل روح گشته بنام جان و دماغ روح
 و روان قدسیان رساند معروض روح پرستوح و سینه مشروح حضور
 خواجہ کائنات سر دفتر مخلوقات طوطی بلوغ بالمؤمنین رفوف الرحیم
 ثم ربستان ذو الفضل العظیم شاهین اشیا به عرفان بیل بوستان جوب
 و امکان غره جبهه وجود طره ناصیه شهب و خلیب منبر سعادت نقیب لشکر سیادت
 سلطان ایوان قنوت زینت دیوان نبوت و در دریای کرامت سلطان باگاه
 لی مع الله خورشید دین پناه خواجه کونین رسول الثقلین شهنشاه ابرار
 قدم مشکوة انوار حکم مقیم سر اوقات الجمال تبیین تجلیات الکمال طیب
 جانهای مرده نسیم منیع دلهای پیر مرده چسب غلغله گدایان شفیع گنهایگان
 سید ریاضی که نور آفتاب ناصیه نورش حلقه بندگی بگوش خورشیدگان طار علی سکن
 و شمیم طره غنبر آرایش سواد لیل المظلمه با چون صبح ملک شام نور گردانده - رخسار ابرار

آتش حیرت در خرمین بهار زده - دم و دایره و نداشتن آبروی لالی و مرجان را بر خاک
 ذلت ریخته عکس و عکسش خورشید انور است و رشمه از جود و نوال و حوض کوثر -
 محبت سینه صافیش دل را تو نگه میدارد و محالفت او امر و نوای او بدینسان
 نایاک را تیغ بر سر می آرد و صبح صادق عشاق رخ زیبای اوست - و آنکه بر ایوان
 دَفَقْتُ کُلَّی سِرِّ بر کشید رفت بارگاه معلای او - سبحان الله چه قدر
 ذات معلای بی همت است - که حق را مطیع و خلق را شفیع است بشهر شریعت شاه
 و اوج طریقت راه - شش رشته معرفت را نورست و طایبان عشق و محبت را طور -
 خداوند عالم را جیبی است - و در دندان غفلت را طبعی قلب آدم را روح است
 و کشتی امت را نوح - اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ بَارِكْ عَلٰی مَظْهَرِ الْاَئِمَّةِ
 وَ حَبِيبِ الْمَعْظَمِ وَ عَيْنِ الْاَعْظَمِ وَ نَبِيِّ الْمُحْتَشِمِ کَمَا تَحِبُّ تَرْضٰی
 بعدد الکائنات فوقاً و ما تحت الارضی - وَ عَلٰی اَیِّ شَمْسٍ اَلَا هَتْدٰ
 و اصحابه اَقْدَامُ الْاَصْطِفَاءِ و اَوْلِیَاءِ اَمَّةِ الْبَرِّیَّةِ الْاَتْقِیَاءِ - اَقَابَتُهُ
 کما یُکَرِّمُهُ و اَبْنَتْ رِیْدُهُ غَارِ عِبَادِ الضَّعِیْفِ وَ عَقِیْقَةُ الْخَوِیْفِ اَحْقِلَ اَنَامُ
 مَسْکِنُ الْعَاصِی و اَلَا نَامُ الْمُحْتَرِیْمِ اَشْرَکُ الْخَفِی و اَلْجَلِی اَبْوَالُ الْاَنْوَارِ مُحَمَّدٌ الْمَدْعُو
 بِرَسْمِ عَلٰی الْخَفِی الْاَلَاکِبِ اَبَادِیْ یُکَوِّدُ - که چون اما تحریر شغال سلسله تنگ
 خاندان گرامی و ترقیم بعضی رسائل تسلیم تصوف فراغت و الطینان خاطر
 بهتم تقاضا نمود که اما ویت سفینه سلسله اسناد اضافات و مصافحی
 حضور صلی الله علیه و سلم که هر یک ازان گوهر است بی بها و نعمت غیر مترقبه
 و دولت لاریبی است و فضل سه مدی - خزانه عظیم است و گنج فخمیم -

و در این زمان ناخارا را شاذکا لمعدوم را حکم میدارد و مرد و رایتام بهر
 تقصیر و تجسس کثیر دست مالی بدرگاه طلب می افشانند - و سلسله بسلسله
 بهیچواس - ارلاریب و البامات غیب باین غلام احقر را لانام از حضرت
 مرشدی و مولائی سیاح بیداء طریقت و سیاح دریای حقیقت غواص
 عمان حقایت الهی کشف و قائل نامستثنای صدر نشین سندان شاد
 و هدایت جامع نعم خصائص ولایت صدر بارگاه کرامت شمسواریدان و ولایت
 شفاء عیوب صدرنا و طیبیات و تقلوبنا مرجع اصحاب ذوق و وجدان
 سیدنا حضرت شاه محمد صوفی جان زادت سواطع انفساله علی رؤس
 الزمان رسیده اند و آن جناب خلک رکاب رابسته واسطه از حضور لامع النور
 معدن الب در منظر صفات ربانی مورد الطاف سبحانی انسان عیون المحققین
 وارث علوم الانبیاء و المرسلین مهبط الانوار العرشیه و مطرحه الاشعاع
 القدسیه مصباح شکوة النوار مفتاح خست این الاسرار فکاه موضع
 الشریعت جامع انواع الطریقت مقدم منہاج المستقیم شمس العرفان شیخ
 عبدالکریم قدس الله عنه الغزیز موصول موجب امتیاز گشته اند بسبک تخریر
 مجمع آورم و از دستای سعادت خود بنایت همدوش و بغوا ای مقصود نیل مراد
 مدبوش مانم و هم آن شجرات سلاسل مستبر که که فقیر ناچیز آن را با حسن و جود
 و طر مطبوع بفرض خوشنودی طبایع مقدسه اکابر سلاسل که سعادت و فووض
 انسانی بدان وابسته است مهرانسان را بر مرتبه انسانیت لایق و ثانیست
 خلعت نظم پوشانیدم - و علیه سلک عرضی با جسام القاب و قالیهای اسمائی

سپهر آراستم - توفیق الہی ہدوش بود کہ در انجمنین وادی صبح گذارم
 آنگونه افتاد کہ پایم مبتذل نظم بماند و مقلد از مراعات شاعریہ ہم
 نہ لغزید - لطفش وقف نظر رہ است - حسنش صرف دید - باید دید
 کہ اسمائے طول و طویل و مشتت الہیت و ترکیب اچسان بقیہ نظم
 مقید ساختم - و چه قدر در تطویل این کار نفیم و لزوم مالا یزیم بر شواربها
 پرداختم - پس آخر دعائی اینست لے احمد چون دلے صدم بے حرکت
 و سکون ایکہ در ذات خود مقدسی از آفات احتیاج و نقصان ذات
 تو نیست نہ است از جہات و ارکان - لے مقدس نفوس ابرار از آثام میامی
 دلے مطہر قلوب احبار از التفات تو اسی سعادت نقائے تو محبوب
 بیداران سحر گاہ و دولت رضائے تو مطلوب عاشقان سینہ ریش -
 و خستگی خستگان ناوک سبکہ روز خویش بطیفیل محرمان بزم وصال رسیدگان
 انجمن کمال و لبیک گویان باہیہ طلب و سرشاران بادہ بے کسل و خبیث
 قدوہ مشایخ کبار و زبدہ محرمان اسرار در شبستان جہات قلب و فلکات
 آباد ضلالت ماچہ راغ ہدایت برافروز و بطیفیل اکابر شایخ سلاسل توفیق
 قول و فعلی کہ راست نہ با کہ مارا از ما بتاند - و بعین العین رساند
 و ہدایت عملی از زانی دار کہ مرا از سر کون بر غیر اند - و برو سادہ و تقرب جناب تو
 نشاند - توفیر معاصی و تقصیر طاعات و رگذار و دم آخر مارا از فرد و تسکین
 میا ز محفوظ دار -

الدُّعَاءُ

فَلَمْ يَحْرِمْ مِنَ اللَّهِ الْوَهَابِ أَنْ يَعْصِفَ مِنْ قِيَمِ نَارِ الْمَحَازِ وَيُرْسِلَ فِي
بِلْدَاسِ وَالْعَيْنِ إِلَى الْجَنَابِ خَاتَمِ الْمُرْسَلِينَ مِنْ بَعَثَ فِي
الْجَازِ وَصَلَ وَسَلَّمْ عَلَيْهِ مَا دَامَتِ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ يُزِيدَانِ
وَالْأَرْضُ وَالسَّمَوَاتُ يَحِيدَانِ وَالْمَلَائِكَةُ حَوْلَ الْعَرْشِ
يَعْبُدُونَ فِي كُلِّ مِنَ الْمَوْجُودَاتِ بِحَسْبِ الْإِلَهِ الشَّرِيفِ
أَنْ مِنْ شَيْءٍ يَسْبُحُونَ وَيَفْتَحُ اللَّهُ أَبْوَابَ سَلَامِهِ عَلَى الصَّحَابَةِ
اجْمَعِينَ وَتَالِعِيهِ الْمُنُورِينَ وَأَنْزِلَ وَاجِهَ أَسْمَاءِ الْمُؤْمِنِينَ
وَعَمِيهِ الْمُطَهَّرِينَ وَغُلَامِيهِ الْمُعَزَّزِينَ ۞

الْقِسْمَةُ أَبُو الْفَوَارِ مُحَمَّدٌ بْنُ الْمَدْعُونِ سَلَّمَ عَلَى الْحَقِّ

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين في الصلوة والسلام على رسوله محمد وآله
 أصحابه أجمعين أما بعد فيقول العبد النازل
 للفقير إلى الله الجليل أبو الأتوار محمد بن المدبر يستم على قد
 ضافني قدوة الفقهاء زبدة العرفاء شيخ الطريقت والحقيقت
 مام صاحب الشريعة حبيب الرحمان مرشد تلاميذ سيدنا حضرت
 سيد محمد صوفي في بجان المحنة مذمبا والمحنة
 الصابري طريقا والمراد أبادي مولدا مد ظله العالی علی سایر
 الطالبین قال اضافة بحر الحقیقة والعقان شيخ الشريعة
 ولايقان صاحب اللطف العبد سيدنا الشاه عبد الرحيم رحمه
 الله تعالى قال اضافة الشيخ البارع الكامل له فضل لخدمة
 الشاه عبد الله رحمه الله تعالى قال اضافة قرية عيون الموحدين
 من ملج السالكين علامة الدهر شيخ العصر تابع السنة النبوية
 صاحب المراتب السنية قمر المكنون السيد شاه محمد حسين المعروف
 بشاه غلام حسين المقلب بيمان صاحب رحمه الله تعالى قال اضافة

بل كان فيهم من لا يضيف محزون الأسرار الأجل إليه مطلق الأوقاف
 الصمدية مقيس مشكوة الرسات منقوب بصائر أهل المعرفة
 سلطان الاجتباء برهان الأصفيا صاحب الجود العظيم الشيخ
 الكامل اعارف محمد شاه عبد الكريم الزامقوري رحمه
 الله تعالى قال اضافني الشيخ ولد الشاه الحداد الدهلوي بالاسودين
 القرق الماء قال اضافني شيخنا ابو طاهر بالاسودين القرق
 الماء قال اضافني شيخنا محمد بن محمد سليمان المغربي الرداني
 تنزيل الملكة الشريفة بالاسودين القرق الماء قال اضافني ابو عثمان
 سيدي سعيد بن ابراهيم الجرازي هرف بقدره بالاسودين
 القرق الماء قال اضافني الشيخ سيدي سعيد بن احمد المقرئ
 القرقشي بالاسودين القرق الماء قال اضافني الشيخ الصمد
 الاوحد سيدي احمد جعي الوهراني بالاسودين القرق الماء
 قال اضافني الشيخ شيخ الانام موضع طريق السلام ابو
 سالم سيدي ابراهيم التلزي الباسي بالاسودين القرق الماء
 قال اضافني الشيخ العالم الوقي ابو الفتح محمد بن ابي بكر الحسين
 المرائي للسدي بمنزله بالمدينة عرا وماء في يوم الخميس
 شهر الله المحرم سنة احدى وثلثين وثمان مائة وقرء
 علينا اخبرنا الحافظ نفيس الدين سليمان بن ابراهيم العلوي
 بمالي بقرا في عليه تبصر قال اخبرني والدي اجازة

قال اخبرنا الفقيه التقي الدين عمر بن علي بن الشعبي **قال** اضافنا
 شيخنا القاضي قنبر الدين الطبري في منزله بزبيد على الاسود
 القرق الماء **قال** اضافنا شيخنا الامام فخر الدين محمد بن ابراهيم
 الخيري الفارسي على الاسودين القرق الماء **قال** اضافنا
 شيخنا الحافظ ابو الوفاء الحمداني بها على الاسودين القرق
 الماء **قال** اضافنا شيخنا ابو بكر هبة الله بن الفرج الكاتب
 المعروف بابن اعبط الطويل البغدادي على الاسودين القرق
 الماء **قال** اضافنا ابو جعفر محمد بن الحسن بن محمد بن ابراهيم
 الصوفي على الاسودين القرق الماء **قال** اضافني ابو الحسن
 علي بن الحسن الواعظ على الاسودين القرق الماء **قال** اضافنا
 ابو شيعة احمد بن ابراهيم العطال المحدث ومي بالريدان على
 الاسودين القرق الماء **قال** اضافنا جعفر بن محمد بن عامر
 الدمشقي على الاسودين القرق الماء **قال** اضافنا نوفل بن الهار
 على الاسودين القرق الماء **قال** اضافنا عبد الله بن الميمون
 القلاح على الاسودين القرق الماء **قال** اضافنا جعفر محمد
 الصادق على الاسودين القرق الماء **قال** اضافنا ابي محمد علي الهادي
 على الاسودين القرق الماء **قال** اضافني ابي علي بن الحسين بن علي
 على الاسودين القرق الماء **قال** اضافني علي كرم الله وجهه
 على الاسودين القرق الماء **قال** اضافنا رسول الله

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَضَافَ مَوْئِدًا فَكَأَنَّمَا أَضَافَ دُومًا
وَمَنْ أَضَافَ مَوْئِدَيْنِ فَكَأَنَّمَا أَضَافَ لِحْمًا وَحَقًا وَمَنْ أَضَافَ
ثَلَاثَةً فَكَأَنَّمَا أَضَافَ حَبِيرَ يَلٍ مِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ وَمَنْ أَضَافَ
أَرْبَعَةً فَكَأَنَّمَا أَقْرَأَ التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ وَالزَّبُورَ وَالْفَرْقَانَ وَمَنْ أَضَافَ
خَمْسَةً فَكَأَنَّمَا صَلَّى الصَّلَاةَ الْخَمْسَ فِي الْجُمُعَةِ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ مَخْلَقَ اللَّهُ
إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ أَضَافَ سِتَّةً فَكَأَنَّمَا اسْتَنَ سِتِينَ رَقِيبَةً
مِنْ دِلَاسِ مَعِيلٍ وَمَنْ أَضَافَ سَبْعَةً فَغُلِقَتْ عَنْهُ سَبْعَةُ أَبْوَابِ
جَهَنَّمَ وَمَنْ أَضَافَ ثَمَانِيَةً فَتَحَتْ لَهُ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَمَنْ
أَضَافَ تِسْعَةً كَتَبَ اللَّهُ لَهُ حَسَنَاتٍ بَعْدَ مَنْ عَصَاهُ مِنْ أَوَّلِ
يَوْمٍ خَلَقَ اللَّهُ الْخَلْقَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ أَضَافَ عَشْرَةً كَتَبَ اللَّهُ
لَهُ أَجْرَ مَنْ صَلَّى وَصَامَ وَحَجَّ وَاعْتَمَرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۝



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اجتاز بحث المسلسل فتمت

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ

قَالِهِ وَأَمَّا هَيْبَةُ الْجَمْعَيْنِ أَمَّا بَعْدُ فَيَقُولُ الْعَبْدُ لِلذَّلِيلِ
 الْمُسْتَغْنَى إِلَى اللَّهِ الْجَلِيلِ بَوَالْأَنْوَارِ عَجَّزْنَ الْمَدْعُورِ بِرِسْمَةِ عَلِيٍّ
 قَدْ خَبَّرْنَا قَدْوَةَ الْفُقَرَاءِ عِنْدَ الْعُرَفَاءِ شَيْخَ الصَّرِيقِ وَالْحَقِيقَةِ
 أَمَّا أَصْحَابُ الشَّرِيعَةِ حَبِيبُ الرَّحْمَنِ مُرْشِدُنَا وَسَيِّدُنَا حَضْرَتِ
 سَيِّدِ عَجَّزِ صَوْنِ جَانِ الْحَنْفَى مِنْ مَهْبِطِ الْحَقِّ
 الصَّابِرِ صَرِيقَتَاوَالْمَرَّاحِ أَبَادِي مَوْلِدُ مَدَظَلِهِ الْعَالِي عَلَى سَائِرِ
 الصَّالِبِينَ قَالَ أَخْبَرْنَا بِحَقِّ الْحَقِيقَةِ وَالْعُرَفَانِ شَيْخَ الشَّرِيعَةِ وَ
 الْأَيْقَانِ صَاحِبَ الْإِطْفَافِ الْعَمَلِيمِ الشَّاهِ عَبْدِ الرَّحِيمِ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى
 قَالَ أَخْبَرْنَا شَيْخَ الْبَارِعِ الْكَامِلِ الْأَفْضَلَ أَمَلَمَةَ الْيَتِيمِ عَبْدِ اللَّهِ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى
 قَالَ أَخْبَرْنَا قَرَّةَ عَيُونِ الْمُوَحِّدِينَ مِنْهَا جِ السَّالِكِينَ عِلَامَةَ
 الدَّهْرِ شَيْخَ الْعَصْرِ زَائِعِ السَّنَةِ التَّبَوُّيَّةِ صَاحِبَ الْمُرْتَبِ السَّنِيَّةِ
 قَمَرِ الْكَوْنَيْنِ السَّيِّدِ الشَّاهِ عَجَّزِ حُسَيْنِ الْمَعْرُوفِ شَاهِ غِلَاةِ حُسَيْنِ
 الْمَلَقَبِ بِمِيَانِ صَاحِبِ رَحْمَةِ اللَّهِ تَعَالَى قَالَ أَخْبَرْنَا بِدَلَالَةِ الْإِتْقَانِ
 الْأَصْفِيَّ عَجَّزْنَ الْأَسْرَارِ الْأَحْمَدِيَّةِ مُطْلِعِ الْأَنْوَارِ الْقُدِّيَّةِ مُقْتَبِسِ
 مَشْكُوتِ الرِّسَالَةِ مَنْقُورِ بَصَائِرِ أَهْلِ الْمَعْرِفَةِ سُلْطَانِ الْأَجْبَابِ بَرْهَانَ
 الْأَصْطِفَاءِ صَاحِبِ الْبُحُورِ الْعَظِيمِ الشَّيْخِ الْكَامِلِ لِعَارِفِ الْهَدْيِ الشَّاهِ
 عَبْدِ الْكَرِيمِ الزَّامَنْجَرِيِّ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى قَالَ أَخْبَرْنَا الشَّيْخَ
 وَلِيَّ اللَّهِ لِلْحَدِيثِ الدِّهْلَوِيِّ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو
 سَمَاعَةَ عَنْ لَفْظٍ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى أَحْمَدَ الْخَلْفِيِّ بِسْمَاعَةَ عَلَى الْبَابِ عَنْ

جماعة منهم أبو بكر بن الصديق عن إبراهيم بن عبد الرحمن
 العلقمي عن أبي الفضل الجلال السيوطي قال أخبرنا التقي أحمد
 بن محمد الشنقي قراة عليه قال أخبرنا أبو طاهر بن الكوفي
 قال أخبرنا أبو اسحق إبراهيم بن علي حضوراً قال أخبرنا
 أبو عبد الله النخعي قال أخبرنا أبو الجحد محمد بن الحسين
 القزويني قال أخبرنا أبو بكر بن إبراهيم الشاذلي قال
 أخبرنا أبو الحسن بن أبي زرعة قال أخبرنا أبو منصور
 عبد الرحمن بن عبد الله البزري قال عبد الله بن فضال بن نجيد
 قال حدثنا أبو القاسم عبد بن حميد البغوي قال حدثنا
 عمر بن سعيد قال حدثنا أحمد بن دهمان قال حدثنا
 خلف بن قيم قال خطأ علي بن مرزوق فقلنا فقال حدثنا علي بن
 بن مالك رضي الله عنه لغوره فقال صاغت بكفي هذه
 كفت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقامت خزانة وأخرى
 ألين من كفته صلى الله تعالى عليه وسلم قال أبو هريرة فقلنا
 لا نس بن مالك رضي الله عنه صاغت بالكفت التي صاغت بها
 رسول الله صلى الله عليه وسلم فصاغت قال خلف قلنا
 لا بن مرزوق صاغت بالكفت التي صاغت بها الأنس فصاغت قال
 أحمد بن دهمان قلنا خلف صاغت بالكفت التي صاغت بها
 أباه مرزوق فصاغت قال عمر بن سعيد قلنا لا أحمد بن دهمان

صافحنا بالكف التي صافحت بها خلف بن تميم فصافحنا قال
 عبدان قتلنا عمر بن سعيد صافحنا بالكف التي صافحت بها احمد
 بن دهمان فصافحنا قال عبد الملك قتلنا العبدان صافحنا
 بالكف التي صافحت بها عمر بن سعيد فصافحنا قال ابو منصور
 قلت بعبد الملك صافحنا بالكف التي صافحت بها عبدان فصافحنا
 قال ابو الحسن بن ابى الرعدة قلت لابى حضرة صافحنا بالكف
 التي صافحت بها عبد الملك فصافحنا قال ابو بكر الشاذلى
 قلت لابى الحسن صافحنى بالكف التي صافحت بها ابا منصور
 فصافحنى قال ابو المجد قلت لابى بكر صافحنى بالكف التي
 صافحت بها ابا الحسن فصافحنى قال الجوفى قلت لابى المجد
 صافحنى بالكف التي صافحت بها ابا بكر فصافحنى قيل للجوفى
 صافح ابراهيم بالكف التي صافحت بها ابا المجد فصافحه قال
 ابو الطاهر قلت لابراهيم صافحنى بالكف التي صافحت بها
 الجوفى فصافحنى قال الشمنى قلت لابى الطاهر صافحنى بالكف
 التي صافحت بها ابراهيم فصافحنى قال الجردال السيوطى
 قلت لسيفنا الشمنى صافحنى بالكف التي صافحت بها ابو طاهر
 فصافحنى والجردال السيوطى صافح ابراهيم العلقى ان لم يكن
 فعلة فلجارتة والعلقى صافح ابا بكر كلع والجماعة صافحنى ابا بلو
 والبا بلو صافح النخلى والنخلى ابا طاهر و ابو طاهر صافح والى الله المحدث

الدهلوي والنشيفي وفي الله صافح العبد الكريم الزامفوري
وعبد الكريم صافح الغلام حسين والغلام حسين صافح
العبد الله وعبد الله صافح عبد الرحيم وعبد الرحيم صافح
السيد الصوفي جان وهو صافح العبد المسكين برقم على الخنفه

— ١٥ —

بسم الله الرحمن الرحيم

للمصاحفات الجنية والخضرية والمعمرية وللنامية
سَلَامٌ لِّلْمَصَافِحَةِ الْجَنِيَّةِ

حامداً مصلياً فيقول العبد الذليل المفتقر الى الله الجليل
ابو الانوار محمد بن اسماعيل قد صافحت قدوة
الفقراء زبدة العرفاء شيخ الطريقت والحقيقت امام اصحاب
الشريعة حبيب الزمان مرشدنا وسيدنا حضرت سيد
مُحَمَّدٌ صُوفِي فِي جَانِ الْخَنَفِيِّ مِنْ هَبَاءٍ وَالْجَشْتِيُّ الصَّابِرِيُّ
طَرِيقِيَّاً وَالْمَرَادِ ابَادِي مَوْلَانَا مَنْ ظَلَمَهُ الْعَالِي عَلَى سَائِرِ الطَّالِبِينَ
قَالَ صَافِحَتُ بِحَرْفِ الْحَقِيقَةِ وَالْعِرْفَانِ شَيْخَ الشَّرِيعَةِ وَالْإِيقَانِ

صاحباً للطف العليم شيخنا الشاه عبد الوهاب رحمه الله تعالى
قال صاغت الشيخ البارع الكامل الأفضل علامة الشاه
 عبد الله رحمه الله تعالى **قال** صاغت قرة عيون المومنين
 من هاج السالكين علامة الدهر شيخ العصر تابع السنن بنويع
 صاحب المراتب السنية قمر الكونين السيد شاه محمد حسين
 المعروف بشاه غلام حسين للملقب ببيان صاحب رحمه الله تعالى
قال صاغت يد الأتقياء شمس الأصفيا مخزن الأسرار
 مطمح الأنوار القدسية مقتبس مشكاة الرسل منور بصائر أهل
 المعرفة سلطان الاجتيا برهان الأصفيا صاحب الجود العظيم الشيخ
 الكامل العارف المحدث الشاه عبد الكريم الزامقوي رحمه الله
 تعالى وهو صاغر الشيفه ولي الله **قال** صاغت ابا طاهرها فخر
 ابا الشيفه ابراهيم الكندي صاغر الشيفه احمد نقاشي صاغر
 الشيفه احمد الشاوي صاغر ابا علي بن القدوس صاغر الشيفه عبد
 الشعراوي **قال** في كتاب لطايف اللذات صاغت الشيفه ابراهيم
 القيرواني صاغر الشيفه للتادي بكتبه وهو صاغر بعض الجن الذين
 صاغرهم رسول الله صلى الله عليه وسلم **قال** الشعراوي بسيني
 وبين رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلث رجال صاغت السيد
 عبيد الله بن عبيد رويس بن الشيفه علي العبد رويس **قال**
 صاغت السيد جعفر الصادق بن السيد المصطفى العبد رويس

قال صاحب جنى اسمه غانم سنة ثمان وتسعين بعد الألف
بعد ان صلى العصر مع والدي قدس سره في المسجد ذات يوم
واخبره والدي ان يصافحني حين الخبز انه صافح جنى كان من
النفر الذين ذكرهم الله تعالى في سورة الجن وقد تمرا اكثر من سبع
مائه سنة وهو صافحه رسول الله صلى الله عليه وسلم



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

المصحة المختصرة

حَامِدٌ لِّمُصَلِّيٍّ يَقُولُ الْعَبْدُ الذَّلِيلُ الْمَفْتَقِرُ إِلَى اللَّهِ الْجَلِيلِ
أَبُو الْأَنْوَارِ مُحَمَّدٌ بْنُ الْمَدْعُورِ سَلَّمَ عَلَى قَدِّ صَافَحَتْ
قُدْوَةُ الْفُقَرَاءِ زَيْدَةُ الْعُرَفَاءِ شَيْخُ الطَّرِيقَتِ وَالْحَقِيقَةِ أَمَّا
أَصْحَابُ الشَّرِيعَةِ حَبِيبُ الرَّحْمَنِ مُرْشِدُنَا وَسَيِّدُنَا حَضَرَتْ
سَبِيلَ عَجَلِ صَوْنِي جَانِ الْحَنَفِيِّ مَذْهَبًا وَ
الْجَشْتَقِي الصَّابِرِي طَبِيقًا وَالْمَرَادِ أَبَادِي مَوْلَدًا مَدَّ ظِلَّهُ الْعَالَمِ
عَلَى سَائِرِ الطَّالِبِينَ قَالَ صَافَحَتْ بِحَرْقِ الْحَقِيقَةِ وَالْعُرْفَانِ
شَيْخُ الشَّرِيعَةِ وَالْإِيقَانِ صَاحِبُ اللَّطْفِ الْعَمِيمِ شَيْخُنَا شَأْ

عبد الرحيم رحمه الله تعالى قال صلفت الشيخ البارح الكامل
 الأفضل العلامة الشاه عبد الله رحمه الله تعالى قال صلفت
 ققعيون الموحدين منهاج السالكين علامة الدهر شيخ العصر
 تابع التنت النبويه صاحب المراتب الستية قمر الكونين السيد
 شاه محمد حسين المعروف بشاه غلام حسين الملقب ببيان صاحب
 رحمه الله تعالى قال صلفت بيد الاقيا شمس الاصفيا مخزن
 الاسرار الاحمدية مطلع الانوار الصمدية مقتبس مشكوة الرسائل
 منور بصائر اهل المعرفة سلطان الاجتيا برهان الاصفيا صاحب
 الميود العظيم الشيخ الكامل العارف المحدث الشاه عبد الكريم الرافق
 رحمه الله تعالى وهو صاحب الشيخ ولي الله المحدث الدملوي قال
 صلفتي السيد عمر بن نبت الشيخ عبد الله بن سالم البصري للكي و
 شد على يدي قال للراجم هذا الشك الاشتداد في تأكيد الصحبة
 قال صلفتي جدي عبد الله كما صلفتي شيخه الشيخ محمد بن محمد
 بن سليمان كما صلفتي شيخه ابو عثمان سعيد بن يراهيم الجزايري المعروف بقدره كما
 صلفتي شيخه ابو سعيد احمد المقرئ القرشي كما صلفتي شيخه سيد احمد بن الوهبي
 كما صلفتي سيد السالم التازي كما صلفتي شيخه الشيخ صالح الزواوي كما صلفتي الفقيه
 الصالح حافظ عصره سيدي عبد الله بن محمد بن موسى اميد رؤس وحدتها
 عن شيخه الامير ابو عبد الله محمد بن جابر بن الغاني عن الامام الرضائي ابى
 عبد الله محمد بن علي الرازي شهرته بابن العليوات عن ابى عبد الله الصمد في

عن الامام المصطفى عليه السلام عن ابي عبد الله النخعي عن ابي عبد الله النخعي عن ابي عبد الله النخعي عن ابي عبد الله النخعي
 عن ابي عبد الله النخعي عن ابي عبد الله النخعي عن ابي عبد الله النخعي عن ابي عبد الله النخعي

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله

حَامِلًا وَمُصَلِّيًا فَيَقُولُ لِمَدِّ النَّبِيلِ الْمَفْتَقِرِ إِلَى الشَّجَلِ
 ابُولَ الْأَنْوَارِ مُحَمَّدًا الْمَدْعُو بِرِسَالَتِهِ عَلَى قَدِّ صَافِحِي قَدْرَةِ
 الْمَقُولِ عَزِيدَةَ الْعِرْفَانِ شَيْخِ الطَّرِيقَةِ وَالْحَقِيقَةِ أَمَامَ أَصْحَابِ الشَّرِيعَةِ
 حَبِيبِ الرَّحْمَنِ مَوْثِقًا وَسَيِّدًا نَحْضَرْتُمْ سَيِّدَ عَمَلٍ
 صَبْرًا فِي جَانِ الْخَفِيِّ مَذْهَبًا وَالْجَشْتِ الصَّابِرِ طَرِيقًا
 وَفَلَا حِيلَ إِلَّا بِدَى مَوْلَاكَ مَذْطَلَهُ الْعَالَى عَلَى سَائِرِ الطَّالِبِينَ قَالَ صَافِحِي
 نَجْمِ الْحَقِيقَةِ وَالْعِرْفَانِ شَيْخِ الشَّرِيعَةِ وَالْإِيْقَانِ صَاحِبِ الْإِطْفَافِ الْعَمِيمِ
 نَسِيدِ الشَّأَوِ عَبْدِ الرَّحِيمِ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى قَالَ صَافِحِي الشَّيْخِ
 الْمَدْعُومِ الْكَامِلِ الْأَفْضَلِ الْعَلَمَةِ الشَّأَوِ عَبْدِ اللَّهِ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى
 قَالَ صَافِحِي قُرَّةِ عَيْنِ الْمُوَحِّدِينَ مِنْهَا جِ السَّائِكِينَ عِلْمُهُ الدَّمَرُ

شيخنا العصر تابع السنت النبوية صاحب الراتب السنية في الكونين
 السيد شاه محمد حسين المعروف بشاه خدام حسين نال لقب عين حقا
 رحمه الله تعالى قال صاحبنا بدر الانقياس شمس الاصفا مخزن
 الاسرار الاحمدية مطلع الانوار القدسية مقتبس مشكوة الرمال
 من رجاثر اهل المعرفة سلطان الاجتبار هان الاصفا صاحب الجود
 العظيم الشيخ الكامل للعارف المحدث الشاه عبد الكريم الزامفوري
 رحمه الله تعالى وهو صاحب الشيخ ولى الله المحدث دملوى قال
 صاحبنا الشيخ ابو طاهر صاحب الشيخ احمد النخعي قال صاحبنا لعارف
 الكبير الشيخ تاج الدين الهندي النقشبندى قال صاحبنا
 الشيخ عبد الرحمن الشيرازي رضى قال صاحبنا الشيخ الحافظ
 الاوبى قال صاحبنا الشيخان الشيخ محمود الاسفرائي والسيد
 امير على المحدثاني قال صاحبنا ابو سعيد الحبشي الصوابي للعصر
 قال صاحبنا النبي صلى الله عليه وسلم

— ❦ —

بسم الله الرحمن الرحيم
 الحمد لله رب العالمين
 والصلاة والسلام على سيدنا محمد وآله
 المصطفى المصطفى

حامدا ومصليا فيقول العبد الذليل المنفق الى الله الجليل والاعلى

محمد بن المديني رحمه الله تعالى قد شاكني نبي الفقراء قدوة
 العرفاء شيخ الطريقت والحقيقت امام اصحاب الشريعة جميل القام
 موشدنا وسيدنا حضرت سيد محمد صوفي في جانب الخلق
 من حبا والنجاشي الصباري طريقتا والمراح ابوي مولدا مد ظله
 العالي على سائر الطالبين قال شاكني بحقيقة الحقيقة والعرفان
 شيخ الشريعة والايمان صاحب اللطف العميم شيخنا الشاه عبد الرحيم
 رحمه الله تعالى قال شاكني الشيخ البارغ الكامل الاخضر العلامة
 الشاه عبد الله رحمه الله تعالى قال شاكني قرعة عيون الموحدين
 منهاج الكين عظمة الدهر شيخ العصر تابع السنة النبوية صاحب
 المراتب السنية في الكونين السيد شاه محمد حسين المعروف بشاه غلام حسين
 الملقب بميان صاحب رحمه الله تعالى قال شاكني بدلائل انبيا شمس
 الاصفيا مخزن الاسرار الاحمدية مطلع الانوار الصمدية مقتبس
 مشكوة الزمات منور بصا اهل المعرفة سلطان الاجتبار هان
 الاصفيا صاحب الجود العظيم الشيخ الكامل العارف المحدث الشاه عبد الكريم
 رحمه الله تعالى قال شاكني الشيخ المحدث ولي الله الدهلوي
 قال شاكني السيد عمر بن نبي الشيخ عبد الله بن سلام قال شاكني
 عبيد وقال شاكني الشيخ محمد بن محمد بن سليمان وقال شاكني
 من شاكني دخل الجنة اذ يدرك شاكني شيخنا الجليل وبذلك
 شاكني هو عظم المصطفى وبذلك شاكني سيد احمد جويون الله شاكني

ابو سالم التازي عن مستيدى صلواته الزواوي عن عثمان الدين بن جماعة
 عن الشيخ محمد شيرين عن الشيخ سعد الدين الزعفراني عن والده
 محمود الزعفراني عن ابي بكر السواسي وناصر الدين علي بن ابي بكر
 ذي النون المليطي ومما عن محمد بن اسحق القنوي عن الشيخ امام
 الموحدين بدر العارفين شيخ محمد بن الحسين العربي عن الشيخ احمد بن سعد
 شداد المقرئ الموصلي عن الشيخ علي بن محمد الحايكي الباهلي عن الشيخ ابي
 الحسن يا غوثي **قال** رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم في الجنة
 مشابك اصابعه باصابعي **وقال** يا غوثي شاكبي فمن شاكبي دخل الجنة
 وما زال يعد حتى وصل الى سبعة ثم استيقظت واصابعي في اصابع
 رسول الله صلى الله عليه وسلم **قال** الشيخ التازي كذا ينبغي من
 شاكب لحد ان يقول شاكبي دخل الجنة **رباعي**

هدت بدست شيخ صافي بيوت
 اخذ برين مشايخين دست بدت

در باب تصامع الكه اموز نشست
 شك نيت در اينكه مي برنذر نشدوا

— ١٥٤ —

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 سَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ
 وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

فيقول العبد الذليل المفتقر الى الله الجليل ابو الانفا سرا

محمد بن المدعو برسم علي حدثني قدوة الفقراء زبدة
 العرفاء شيخ الطريقت والمحقيقات امام اصحاب الشريعة حبيب الصالحين
 محمد بن ناوسيدنا حضرت سيد سبيل محمد صوفي جان
 الحنفى من هبأ والجشتى الصابرى طريقاً والمراد ابا دى مولداً
 مد ظله العالى على سائر الطالبين **حدثني** بحر الحقيقت
 والعرفان شيخ الشريعة والايقان صاحب اللطف العسير شيخنا
 الشاه عبد الرحيم رحمه الله تعالى **حدثني** الشيخ البارع
 الكامل افضل العلامة الشاه عبد الله رحمه الله تعالى
حدثني فرقة عيون الموحدين منهاج السالكين علامة
 الدهر شيخ العصر تايبع السنة النبوية صاحب المراتب الشريفة
 الكونين السيد شاه محمد حسين المعروف بشاه غلام حسين الملقب
 ببيان صاحب رحمه الله تعالى **حدثني** بدلالة تقياً شمس الصفا
 مخزن الاسرار المحدث مطيع الانوار الصمدية مقتبس مشكوة
 الرسالت منور بصائر اهل المعرفة سلطان الاجتياز برهان الاصفيا
 صاحب البحر العظيم الشيخ الكامل العارف المحدث الشاه عبد الحكيم
 الزامقوى رحمه الله تعالى عن ذى القفس والجهاد مولانا شاه ووالله
 المحدث الدمشقى **قال** هو اول حديث سمعته منه **قال**
 حدثني السيد عمر بن نطفة تجاه قبر النبى صلى الله عليه وسلم
 وهو اول حديث سمعته منه **قال** حدثني جدى الشيخ عبد الله

بن سالم البصري وهو أول حديث سمعته منه قال حدثنا الشيخ
 يحيى بن محمد الشيرازي وهو أول حديث سمعته منه قال
 أخبرنا به الشيخ سعيد بن إبراهيم الجزائري يلفي الشيرازي بقدرته
 قال وهو أول حديث سمعته منه قال أخبرنا به الشيخ
 محقق سعيد بن محمد المقرئ قال وهو أول حديث سمعته منه
 عن الولي الكامل أحمد بن محمد الوهراني قال وهو أول حديث سمعته منه
 عن شيخنا العلامة العارون بالله تعالى سيدنا إبراهيم التازي
 قال وهو أول حديث سمعته منه قال قرأت على أحمد الرياني
 أبي الفتح محمد بن أبي بكر بن الحسين المروزي قال وهو أول حديث
 سمعته منه قال سمعت من لفظ شيخنا زين الدين عبد الرحيم
 بن الحسين العراقي قال وهو أول حديث سمعته منه قال حدثنا
 أبو الفتح محمد بن محمد بن إبراهيم البكري الليدوني قال وهو أول
 حديث سمعته منه قال أخبرنا به الخليل بن أبي الفرج عبد اللطيف
 بن عبد المنعم الحراني قال وهو أول حديث سمعته منه قال
 أخبرنا لفظ أبو الفرج عبد الرحمن بن الجوزي قال وهو أول حديث
 سمعته منه قال أخبرنا أبو سعيد اسمعيل بن أبي صالح النيشابوري
 قال وهو أول حديث سمعته منه قال أخبرنا والدي أبو صالح
 أحمد بن عبد الملك الموصلي قال وهو أول حديث سمعته منه
 قال أخبرنا أبو طاهر محمد بن محمد بن محمد الزيادي قال هو

اَقْلَ حَدِيثَ سَمِعْتَهُ مِنْهُ قَالَ اخْبِرْنَا ابُو حَامِدٍ اَحَدَ بَنِي
 مُحَمَّدٍ مِنْ بَنِي الْبَزَارِ قَالَ وَهُوَ اَوَّلُ حَدِيثٍ سَمِعْتَهُ مِنْهُ قَالَ حَدَّثَنَا
 عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بَشِيرٍ الْجَمْعِيُّ قَالَ وَهُوَ اَوَّلُ حَدِيثٍ سَمِعْتَهُ مِنْهُ
 قَالَ اخْبِرْنَا بِسُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ وَهُوَ اَوَّلُ حَدِيثٍ سَمِعْتَهُ
 مِنْهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ قَابُوسٍ عَنْ مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْزُوقٍ
 رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 اِنَّ اَحْمَرَ مِنْ رَحِمِ الرَّحْمَنِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى اَحْمَرُ مِنْ فِي الْاَرْضِ يَرْجُو مَنْ
 فِي السَّمَاءِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ

حَامِدًا وَمُصَلِّيًا اَمَّا بَعْدُ فَيَقُولُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْفَتْحِ
 اَللَّهُمَّ الْبَصِيلُ ابْنُ الْاَنْوَارِ مُحَمَّدٌ بْنُ الدَّعْوِي سَيِّدُكُمْ عَلَى قَدَرِ
 اِحْزَانِي بِقِرَاءَتِ الْاَنْوَارِ فَدَعَا الْقَوْلَ نَبِيَّةَ الْعَرَفَاتِ شَيْخِ الطَّرِيقِ

والحقيقت اما امام صاحب الشريعة حبيب الرحمن فرشد ناوسيدنا
 حضرت سيد محمد صوفي جان الحنفى مذهباً
 ولجشتى الصابرى طريقتاً وللراى ابلى مولداً مد ظله العالى على سائر
 الطالبين **قال** اجازنى بقراء القرآن مجل الحقيقت والعرفان شيخ
 الشريعت والايقان صاحب لطف العليم شيخنا الشاه عبد الرحيم
 رحمه الله تعالى **قال** اجازنى بقراءت القرآن شيخ المبرار الكامل
 الفضل العلامة شاه عبد الله رحمه الله تعالى **قال** اجازنى بقراءة
 القرآن قرعة عيون الموحدين منهاج السالكين علامة الدهر
 شيخ العصر تابع السنت النبويه صاحب المراتب السنية قمر الكونين
 السيد شاه محمد حسين المعروف بشاه غلام حسين الملقب بيا نصيب
 رحمه الله تعالى **قال** اجازنى بقراءت القرآن بدر الاقيا شمس
 الاصفيا مخزن الاسرار الاحمدية مطلع الانوار المصطفى مقبس
 مشكوة الرسائل مفهر بصائر اهل المعرفت سلطان الاجتباب هان
 الاصفيا صاحب الجود العظيم الشيخ الكامل لعارف المحدث الشاه
 عبد الكريم الرامفورى رحمه الله تعالى **قال** اجازنى بقراءت
 القرآن الشيخ ولى الله المحدث المولى **قال** قراءت القرآن
 كله من اوله الى آخره بروايته حفص عن عاصم على الصلح الثقة
 صاحب محمد فاضل السندى **قال** تلوته من اوله الى آخره بروايته
 حفص عن الشيخ عبد الخاق قرعة فخره وحلى **قال** قراءت القرآن

كله بالقرأت السبع على الشيخ البقرى والبقرى تدبرها على شيخ القراء
بزمانه الشيخ عبد الرحمن اليمنى وقرع اليمنى بها على والده الشيخ
التجادة اليمنى وعلى الشهاب محمد بن عبد الحق السينا طي بلاموته
على الشيخ التجادة المذكور وقرع الشيخ سجادة كاش على الشيخ
ابن نصر الطبري وقرع الطبري كاش على شيخه الاسودم زكريا
بلاموته على برهان القلقلى والرضوان ابى نعيم العقصى وقرع كل
منهما على امام القراء والمحدثين حمزة الروايات والطرب ابى الخير محمد بن
محمد بن على بن يوسف الجزى صاحب كتاب النشر وله طرق كثيرة جداً
ذكر ما فى نشر منها سلسلة مختصرة بتسلسل التدويع القراء الضابطين
من جهة صاحب التيسير فلتقتصر ههنا على تلك السلسلة **قال** الجزى
قرعت التيسير وقرعت القرآن كله من اوله الى اخره على الشيخ الامام
الضالم قاضى المسلمين ابى العباس احمد بن الشيخ الامام ابى عبد الله
الحسين بن سليمان بن فريدة الحنفى بد مشق **قال** كى قرعته وقرعت
به القرآن العظيم على والدى واخبرنى انه قرع به القرآن العظيم على
الشيخ الامام ابى محمد القاسم بن محمد بن موفى الوردى **قال**
قرعته وقرعت به القرآن العظيم على المشايخ الائمة الملقين ابى العباس
بن يحيى بن على بن عون الله الحضار وابى عبد الله محمد بن سعيد بن محمد
المردى وابى عبد الله محمد بن ايوب بن محمد بن نوح الغافى الازديين
قال ص منهم قرعته وقرعت به على الشيخ الامام ابى الحسن على

بن محمد بن هذيل البليسي قال قرعته وتلقته بعد على مولفه الامام ابي
 عمر الداني قال الداني قرعت القرآن كله برطبة حفص على ابي الحسن
 طاهر بن غلبون المقرئ قال قرعته بها على ابي علي بن محمد بن صالح
 الهاشمي الضرير المقرئ بالبصرة قال قرعته بها على ابي العباس احمد
 بن سميل الاشباي قال قرعته بها على ابي محمد عبيد بن الصباح قال
 قرعته بها على حفص قال على عاصم واخذ عاصم القرآن عن ابي
 عبد الرحمن عبد ابن حبيب السلمي عن زبدي بن جيث اما ابو عبد الرحمن
 فعن عثمان بن عفان و علي بن ابي طالب و ابي بن كعب و زيد بن ثابت
 و عبد الله بن مسعود عن النبي صلى الله عليه وسلم واخذ زبدي عن
 بن عفان و ابن مسعود عن النبي صلى الله عليه وسلم

— — — — —

بسم الله

الله

بسم الله

سند صحيح البخاري الشريف

حامدا ومصليا فيقول عبد الدليل للفقير الى الله الجليل
 ابوالنوار محمد بن سعد بن مسعود سلم على اجازني بقوت
 المحقق البخاري قدوة الفقراء زبدة العرفاء شجرة الطريقت والتحقيق

اما صاحب الشريعة جيب الرحمان مرشدنا وسيدنا حضرت
سيد محمد صوفي في جان الحق من هذا الجشت
 الصابري طريقا والمراح ابادى مولدا مد ظله العالى على سائر الطالبين
قال اجازنى بقراءات الصحيح البخارى بحمل الحقيقة والعقائد
 شيخه الشريعة والايقان صاحب اللطف العميم سيدنا الشاه
 عبد الرحيم رحمه الله تعالى **قال** اجازنى بقراءات الصحيح البخارى
 الشيخ البارع الكامل الافضل لعلامة الشاه عبد الله رحمه الله تعالى
قال اجازنى بقراءات الصحيح البخارى قرق عيون الموحدين منهاج
 السالكين علامة الدهر شيخ العصر رابع السنت الشيخ صاحب المراتب
 المشيخة قمر الكونين السيد شامع محمد حسين المعروف بشاه غلام حسين
 الملقب بهيان صاحب رحمه الله تعالى **قال** اجازنى بقراءات الصحيح البخارى
 بدو لا تقيا شمس الاصفا مخزن الاسرار الامجدية مطلع الانوار الصمدية
 مقتبس مشكوة الرسائل مكتوب بصائر اهل المعرفة سلطان الاجتب
 برهان الاصفا صاحب الجود العظيم الشيخ الكامل لعارف المحدث
 الشاه عبد الكريم الرامقورى رحمه الله تعالى **قال** اجازنى بهما
 الشيخ ولى الله **قال** اجازنى ابن طاهر محمد بن ابراهيم الكروى
 المدنى التابى انا احمد القشاشى انا اسمع للشناوى انا النفس الرملى انا
 الزين فكي يا الحافظ بن محمد القشاشى انا ابراهيم التتوخى
 الشامى انا اسمع للحجار انا السراج حسين الزبيدى انا ابو الموت السجوى

انا التاوى انا الخضرى انا الفريزى انا الحافظ المحبة ابو عبد الله محمد
بن اسمعيل البخارى

بسم الله

بسم الله الرحمن الرحيم

سند حصن الحصين

فيقول العبد الذليل المفتقر الى الله الجليل ابو الانوار محمد بن
يسلمة بن علي اجازنى بقراءة الحصن الحصين قدوة القدر
زبدة العرفاء شيخ الطريقت والحقيقت امام اصحاب الشريعة جيب
الرحمان مرشدنا وسيدنا حضرت سيد محمد بن عثمان
الحنفى من هبنا ولبجشتى الصابرى طيقا والمراد ابا دى مولى
مد ظله العلى على سائر الطالبين قال اجازنى بقراءة الحصن
الحصين ببحر الحقيقت والعرفان شيخ الشريعة والايمان صاحب
اللطيف العميم سيدنا الشاه عبد الرحيم رحمه الله تعالى قال
اجازنى بقراءة الحصن الحصين الشيخ البارع الكامل لافضل العلامه
الشاه عبد الله رحمه الله تعالى قال اجازنى بقراءة الحصن الحصين
فرقة عيون الموحدين منهماج السالكين علامه الدرر شيخ العصر

تابع الستة النبوية صاحب المراتب السنية قمر الكونين السيد شاه
 محمد حسين المعروف بشاه غره محسین لللقب ببيان صاحب رحمہ اللہ
 تعالى قال اجازني بقراعت الحصن الحصين بدر الاقيا نفس الاصفيا
 مخزن الاسرار الحمد يه مطلع الانوار الصمد يه مقتبس مشكوة الرسالت
 منور بصائر اهل المعرفة سلطان الاحتياجرهان الاصفيا صاحب الجوج
 العظيم الشيخ الكامل لعارف المحدث الشاه عبد الكريم الزامقوري
 رحمه الله تعالى قال اجازني الشيخ ولي الله المحدث الدهلوي احمد
 بن عبد الرحيم الدهلوي قال الاستاذ والمجد يعقوب الشيخ ولي الله
 قال اجازني به الشيخ ابو طاهر بن الشيخ ابراهيم المصلي عن ابيه
 عن القشاشي عن الشناوي عن الشفسر المصلي عن الزين زكي ياعن
 الحافظ نقي الدين محمد بن محمد بن فهد الماشمي المكي عن مولفه ابي الخير
 محمد بن محمد الجزري الشافعي

جاملا ومضليا

الله

محمد بن محمد

محمد بن محمد

سجل كليل الخير الشرف

اما بعد فيقول عبد التاليل المفتقر الى الله الجليل ابو الانوار

عَمَلٌ لِلدَّعْوَى سَلَّمَ عَلَى اجازنى بقراءت لآل الخيرات
 الشريف قدوة الفقراء زبدة العرفاء شيخنا الطريقة والحقيقة
 امام اصحاب المشرية جليل الرحمان مرشدنا وسيدنا حضرت
مَسِيد مُحَمَّد صوفى جان الحنفى مذهبنا والمحقق
 الصابرى طريقنا والملاذبا دى مولانا مد ظله العالى حل سائر
 الطالبين **قال** اجازنى بقراءت الدلائل الخيرات بحقيقة و
 العرفان شيخنا الشريعة والايقان صاحب اللطف العميم سيدنا الشاه
 عبد الرحيم رحمه الله تعالى **قال** اجازنى بقراءت الدلائل الخيرات
 الشريف الشيخ البارغ الكامل الافضل العلامة الشاه عبد الله رحمه الله تعالى
قال اجازنى بقراءت الدلائل الخيرات الشريف قرة عيون المؤمنين
 منهج السالكين علامة الدهر شيخنا العصر تابع السنة النبوية حيا
 للارتقاء السنية قبل المكونين السيد شاه محمد حسين المعروف بشاه غلام
 الملقب ببيان صاحب رحمه الله تعالى **قال** اجازنى بدلائل الخيرات
 الشريف بدر الاقياء شمس الاصفياء مخزن الاسرار الامير المظفر
 الانوار الصمدية مقتبس مشكوة الرسالت منوب بصائر اهل المعرفة
 سلطان الاجتياز هان الاصفيا صاحبنا الجود العظيم الشيخ الكامل
 للعارف المحدث الشاه عبد الكريم الزامقورى رحمه الله تعالى
قال اجازنى الشيخ شاه ولي الله المحدث الدملوى **قال**
 اخبرنا به شيخنا ابو طاهر عن الشيخ احمد الفقى عن سيدنا عبد الرحمن

ألا ورئيسي الشهيد المحبوب عن أبي أحمد عن جدنا محمد بن أبي جعفر
أحمد عن مولانا السيد الشريف محمد بن سليمان الجرجاني رحمه الله عليه

— — — — —

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حَامِدًا وَمُصَلِّيًا

أما بعد فيقول المعبود الذليل المقتدر إلى الله الجليل أبو
محمد المدعو بن **سليمان** على قدامي بقراءة أربعون
اسماء قدوة الفقراء زبدة العرفاء شيف الطريقت والحقيقت أما
أصحاب الشريعة حبيب الرحمان مرشدنا وسيدنا حضرت **سيد**
عبد صوفي جان المحقق مدنيًا والنجاشي الصابري
طريقنا والمرادبادي مولانا محمد ظله العلي على سائر الطائفت **قال**
أجازني بقراءة أربعون اسماء بحج الحقيقت والعرفان شيخ الشرائع
والإيمان صاحب اللطف العليم سيدنا الشاه عبد الوحيد
رحمه الله تعالى **قال** أجازني بقراءة أربعون اسماء الشيخ
البارع الكامل الأفاضل العلامة الشاه عبد الله رحمه الله تعالى
قال أجازني بقراءة أربعون اسماء قوة عيون للموحدين

منهاج السالكين عند وفاة الدهر شيخنا العبد المذنب المذنب المذنب
 المراتب السنية قمر الكونين السيد شاهر محمد حسين المعروف بشاه
 خدام حسين الملقب بميان صاحب راحة الله تعالى قال اجازني
 بقراءة أربعين اسماء بدلا للاثني عشر لاصفياء مخزن الاسرار
 الامجدية مطلع الانوار الصمدية مقتبس مشكوة الرسالت منقول بصائر
 اهل المعرفة سلطان الاجتبار هان الاصفياء صاحب الجود العظيم شيخنا
 الكرام لعازف محمد الشاه عبد الكريم الزامفوري رحمه الله تعالى
 قال اجازني بقراءة أربعين اسماء الشيخ في الله اخذ الله هدي
 قال اجازني السيد عمر بن بنت الشيخ عبد الله عن جابر بن الشيخ
 محمد بن العلاء البجلي عن احمد بن عيسى بن جبريل النكبي عن علي بن ابي بكر
 القزلي عن ابي الفضل السيوطي عن الشهاب احمد بن محمد الحجازي عن
 ابي اسحق التستوخي عن ابي العباس احمد بن ابي طالب التجار عن عبد الله بن
 بن دلف قال اجازني ابو الفتح محمد بن يحيى الرضائي قال اجازني
 ابو علي بن محمد بن محمد بن عبد العزيز للمهدي قال اجازني عمر
 بن ابي طالب قال اجازني ابي ابو طالب الكوفي كتاب قوت القلوب
 حل ثنا الحسن بن يحيى الشاهد ثنا القاسم ابن داود
 القزطيسي ثنا عبد الله بن محمد القرشي ثنا محمد بن سعيد
 الموزني ثنا احمد بن الطويل عن الحسن البصري قال لما بعث الله
 ادريس على قومه علمه هذا الاسماء فاوحى اليه فلهن سراً

في نفسه ولا تبذل من القوم فيدعون في حق قال وبهت دعا
 رفعة الله مكانا عليا أشم عليهم الله موسى عليه السلام ثم
 عليهم محمد صلى الله عليه وسلم وبهت دعا في غزوة الأحزاب
 قال الحسن رضي الله عنه وكنت مستخفيا من الحجاج وادعوا
 بهم فتجيبته وقد دخل على ستة من أئمة دعوا بهم فلخذلته به بصر
 عني فادعوا بهم التماس الغفرة وجميع لأن نوب ثم سل حطاط من آخر
 آخر تك ودنياك فأتاك تعطالا انشاء الله تعالى قال عن اربعون
 اسما عدد أيام التوبة

— ﴿١٠٩﴾ —

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

من طرقت شيخ عبد الرحمن الحنبل في هوى الشاذ إلى رحمة الله تعالى
 الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسول محمد وآله وأحفاد
 أجمعين أما بعد فيقول المعبود الذليل الفقير إلى الله
 الجليل أبو الأنوار محمد بن سعد بن علي بن الحسن بن علي
 عفي عنه فقد حدثني السيد السند الإمام العمام شيخنا الإمام

قدوة الفقراء زبدة العرفاء شيخنا طه بن يحيى والحقيقة لما اصحاب
 الشريعة يدركون انقيادهم لاصفياء مخزن الاسرار والجمهورية مطلع
 الانوار الصمدية مقتبس مشكوة الرسالت منور بصائر اهل المنهج صاحب
 البحر العظيم العارف الكامل ابو الفخري جبيب الرحمن مرشدنا وسيدنا
 حضرت سيد محمد طوسي في جان الخفي من هيا
 والجشقي الصابري طه بن يحيى والمراد بادي موطأ مد ظله العالی على سائر الطائفتين
 وهو اول حديث سمعته وهو عن بحر الحقائق والعرفان شيخنا
 الشريعة والايقان صاحب اللطف العميم الشاه عبدالرحيم
 المراد بادي رحمه الله تعالى قال وهو اول حديث سمعته منه و
 هو عن الشيخ البارع الكامل الافضل لخدمة الشاه عبدالله المراد بادي
 رحمه الله تعالى قال وهو اول حديث سمعته منه قال حدثني
 فرعيون الموحدين منهاج التاكين علامة الدهر شيخنا العصر
 آية التفت النبوية صاحب المراتب السنية قمر الكونين السيد شاه
 محمد حسين المعروف بسيد شاه غلام حسين الملقب ببيان صاحب
 المراج ابادي رحمه الله تعالى قال وهو اول حديث سمعته منه
 قال حدثني الشيخ الكامل البارع الافضل فيد او انه وحيد
 زمان الحاج النواب محمد رفيع الدين المراد بادي رحمه الله تعالى
 قال وهو اول حديث سمعته منه قال حدثني السيد ظهیر
 رحمه الله تعالى قال وهو اول حديث سمعته منه قال حدثني

الشاه محمد بن شاهرجه الله تعالى قال وهو أول حديث سمعته
 منه قال حدثني الشاه محمد بن حصص الله صرحه الله تعالى قال
 وهو أول حديث سمعته منه قال حدثني الشاه محمد بن وجيه الله
 رحمه الله تعالى قال وهو أول حديث سمعته منه قال حدثني
 العارف الكامل المحدث الشيخ عبدالحق بن سيف الدين الشاذلي الدهلوي
 رحمه الله تعالى قال وهو أول حديث سمعته منه قال حدثني
 الشيخ الصالح الموفق عبدالموهاب بن فخر الله البروجي رحمه الله تعالى قال
 وهو أول حديث سمعته منه قال حدثني الشيخ عبدالموهاب
 المنقي رحمه الله تعالى قال وهو أول حديث سمعته منه قال حدثني
 الشيخ الكبير محمد بن أبي العزق قال وهو أول حديث سمعته منه
 قال حدثني شيخنا الأمام وجيه الدين عبد الرحمن بن إبراهيم
 العلوي قال وهو أول سمعته منه قال حدثني شيخنا الأمام
 شمس الدين النخاوي القلصري قال وهو أول حديث سمعته
 منه قال حدثني جماعة كثيرون اجتمعوا علماً وهدى شيخنا الأستاذ
 المجتهد والناقد شيخنا مشايخنا الإسلام حافظ العصر الشهاب أبو الفضل أحمد
 بن علي الصقلي المروزي يابح رحمه الله تعالى سماعاً من لفظه وخطه
 قال وهو أول حديث سمعته منه قال حدثني جماعة كثيرون
 فذكرهم حافظ الموفق الدين أبو الفضل عبد الرحيم بن الحسين المعافى قال
 وهو أول حديث سمعته منه ح وأخبرني به علي بن أبي القاسم

كتاب الخصال السلسلة بالخط

من طريق الشيخ محمد بن أبي الحسن الشافعي

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سوله محمد واله واصحابه
جميعين **اما بعد** فيقول العبد الذليل المفتقر الى الله

الجليل ابعادنا من الدنيا وبعثنا على الخلق الحشر

عن عنه قد صافحت عن السيد السند الامام المصطفى في الأقسام

قدوة الفقراء ببدل العرفاء شيخ الطريقت والتحقيق امام اصحاب

المشروع بدار الأتقيا خمس الأصفياء مخزن الأسر الأحمدي قطع

الأبواب الصالحة مع عبادة الرسل من نور إيمان أهل المعرفة

جیبہ رحمان کر سدا و سیدنا حضرت اسماعیل رحمتی علیہ السلام

مد ظلم العالم على سائر الطالبين **قال**، وهو ما فحاه محمد

الحققت والعرفان شيخنا الشريعت والايقان صاحب اللطف العليم

الشاه عبد الرحيم رحمه الله تعالى قال وهو صاحب الشيخ البار

الكمال افضل بعدمة الشاك عبد الله رحمه الله تعالى قال صلحت

رحمه الله تعالى قال صاغت عن قرطبيون الموحدين منهاج
 التالين علامة الدهر شيخ العصر رابع السنت النبوية صاحب
 المراتب السنية قمر الكونين السيد شاه محمد حسين المعصوم
 بسيد شاه غلام حسين الملقب ببيان صاحب رحمه الله تعالى
 قال صاغت عن الشيخ الأكليل البارع الأفاضل فريد اوائته
 وحيد زمانه الحاج التواب محمد رفيع الدين المراد آبادي رحمه الله
 تعالى قال صاغت عن السيد طه رحمه الله تعالى قال صاغت
 عن الشاه محمد شاك رحمه الله تعالى قال صاغت عن الشاه
 محمد هصمت الله رحمه الله تعالى قال صاغت عن الشاه محمد
 وجهه الدين رحمه الله تعالى قال صاغت عن الشيخ العارف الكامل
 الحديث عبد الحق بن سيف الدين الشاذلي رحمه الله تعالى قال
 صاغت عن الشيخ الصالح الأخ في الله عبد الوهاب بن فخر الله البروج
 رحمه الله تعالى قال صاغت عن الشيخ العالم الفاضل لعالم الحديث
 العلامة وجهه الدين عبد الرحمن بن علي بن الربيع رحمه الله تعالى
 قال صاغت شيخنا زين الدين العذمة الحديث بالعباس
 أحمد بن عبد اللطيف الشرحي رحمه الله تعالى قال صاغت شيخنا
 شمس الدين ابا الخير محمد بن محمد بن محمد بن علي رحمه الله تعالى
 قال صاغت الشيخ الصالح ابا الحسن يوسف بن القرنبري وهو
 صاغر ابا الشنا محمد بن علي البغدادي وهو صاغر ابو بريق وهو صاغر

مقتبس من شكوة الرمال منو بصر اهل الحنفية جيبا لرحمن ورحمة
 وسيدنا حضرت سيد محمد صوفي في جان الحنفية
 من هبنا والجنس في الصابرة طريقا والمراد ابادي موطننا مد ظله
 العالی علی سائر الطالبین بالاسودین التمر والماء قال اضافني
 بحر الحقیقة والعرفان شیخ الشریعة والايقان صاحب اللطف العظیم
 الشاه عبدالرحیم رحمہ اللہ تعالی بالاسودین التمر والماء قال
 اضافني الشيخ البارک الکامل الافضل العدمۃ الشاه عبداللہ رحمہ اللہ
 تعالی بالاسودین التمر والماء قال اضافني قرۃ عیون الموحیدین
 منہاج التالکین عدمۃ لادھر شیخ العصر تابع الست للنسبویہ
 صاحب الملک السنیہ قمر الکوین السید شاہ محمد حسین المعروف
 بسید شاہ غلام حسین الملقب بعیان صاحب رحمہ اللہ تعالی بالاسودین
 التمر والماء قال اضافني الشیخ الکمل والباع الافضل فريد اوانہ
 وحید زمانہ الحاج النواب محمد رفیع اللہ المراد ابادي رحمہ اللہ تعالی
 بالاسودین التمر والماء قال اضافني السید طہ رحمہ اللہ تعالی
 بالاسودین التمر والماء قال اضافني الشاه محمد شاکر رحمہ اللہ تعالی
 بالاسودین التمر والماء قال اضافني الشاه محمد عصمت اللہ رحمہ اللہ
 تعالی بالاسودین التمر والماء قال اضافني الشاه محمد وجیب اللہ
 رحمہ اللہ تعالی بالاسودین التمر والماء قال اضافني العارف
 الکامل الحدیث الشیخ عبدالحق بن سیف اللہ بن سید محمد

بالأسودين التمر والماء قال أضافه الشيخ المصطفى العالم عبد الوهاب بن فخر الله
 البروجي صاحب بلاد حجاز بالأسودين التمر والماء قال أضافه الشيخ المصطفى العالم
 بن فخر اليمن بالأسودين التمر والماء قال أضافه الشيخ العلامة تقي الدين عبد الرحمن
 بن البريع على الأسودين التمر والماء قال أضافه الشيخ العلامة أبو العباس بن أحمد
 بن أحمد بن عبد الطيف المشرقي على الأسودين التمر والماء قال أضافه الشيخ
 العلامة محمد بن محمد بن مسعود الكاذروني رحمه الله تعالى على المشرقي الحرام
 بلحد الأسودين التمر والماء قال أضافه المدي بلحد الأسودين التمر
 والماء قال أضافه الشيخ أبو الفضل سميع بن مظفر بن محمد بلحد
 الأسودين التمر والماء قال أضافه أبو الفخر عمر بن مظفر بن زهران
 بلحد الأسودين التمر والماء قال أضافه عبد الله بن محمد بن بابو
 بلحد الأسودين التمر والماء قال أضافه أبو المبارك عبد العزيز
 بن محمد بن منصور بالأسودين التمر والماء قال أضافه أبو مسعود
 سليمان بن إبراهيم بن محمد بالأسودين التمر والماء قال أضافه
 أبو منصور عبد الله بن عيسى المالكي بالأسودين التمر والماء قال
 أضافه أبو الحسن الصيقل بلحد الأسودين التمر والماء قال أضافه
 أبو شيبه أحمد بن إبراهيم الخزومي العطار على الأسودين التمر والماء
 قال أضافه جعفر بن محمد بن عاصم الدمشقي على الأسودين التمر
 والماء قال أضافه نون بن وهاب على الأسودين التمر والماء قال
 أضافه عبد الله بن ميمون القتاد على الأسودين التمر والماء قال

اضافوا الامام جعفر الصادق على الاسودين الترم والماء قال
 اضافوا الامام محمد على الباقر على الاسودين الترم والماء قال اضافوا
 الامام زين العابدين العلوي بن الحسين على الاسودين الترم والماء
 قال اضافوا الامام حسين بن علي على الاسودين الترم والماء قال
 اضافوا امير المؤمنين علي بن ابي طالب كرم الله وجهه على الاسودين
 الترم والماء قال اضافني رسول الله صلى الله عليه وسلم على
 الاسودين الترم والماء حديث قال قال رسول الله
 صلى الله عليه وسلم من اضاف مؤمناً فكأنما اضاف آدم ومن
 اضاف اثنين فكأنما اضاف آدم وحقاً ومن اضاف ثلثة فكأنما اضاف
 جبريل وميكائيل واسرافيل قال الشيخ الثمالي الدين الجزري
 وهو حديث غريب لم يقيم لنا لهذا الوجه الا لوجه الاسناد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

السند عن السفة اولى سيرة

حامداً ومصلياً أما بعد فيقول العبد الذليل
 للمفتقر الخليل ابو الانوار محمد بن المصطفى بن ستم علي

الخفي الجشتي عنى عنه قد اجازنى بقراءة الدعاء السيفى لجازة عامة
 السنيدي السند الامام الهمام شيخ الانام قدوة الفقراء
 بهد رالعرفاء شيخ الطريقت والحقيقت امام اصحاب الشريعت بدلتا
 شمس الاصفا مخزن الامس والحمد لله مطمح الانوار الصديقه مقبس
 مشكوة الرسالت منور بصائر اهل المعرفة تجيب الرحمان سيدنا مرشدا
 حضرت سيد محمد ضوفي جان الخفي مذهباً
 والجشتي الصباري طريقتاً والمراد ابادي موطناً مد ظله العالى على
 سائر الطالبين وهو عن بحر الحقيقت والعرفان شيخ الشريعت
 والايقان صاحب اللطف العليم الشاه عبد الرحيم المراد ابادي
 رحمه الله تعالى لجازة عامة وايضاً سمع لفظاً لفظاً عرفاً عرفاً
 الدعاء للسذكر من اوله الى اخره عنه قال لجازنى عن الشيخ
 البارع الكامل الافضل العلامة الشاه عبيد الله المراد ابادي رحمه الله
 تعالى لجازة عامة وهو عن قرعة عيون الموحدين منهج
 السالكين علامة الدهر شيخ العصر تابع السنن النبويه صاحب
 المراتب السنيه فخر الكونين السيد شاه محمد حسين المعروف بسيد
 شاه غلام حسين الملقب بميان صاحب المراد ابادي رحمه الله تعالى
 وهو عن الشيخ الورع الاكمل الافضل وحيد زمانه اماما وانه
 راس المؤمنين شيخ المحققين صاحب الجود العظيم الدار في كمال المحققين
 الشاه عبيد الله رحمه الله تعالى لجازة عامة باللقب بصاحب حق الزمان قوربي

رحمه الله تعالى وهو عن عبد الرحمن وهو عن عبد الله وهو عن شيخ الإسلام
وهو عن الشيخ محمد قطب وهو عن القطب وهو عن
الشيخ الدين وهو عن الشاه ركن الدين وهو عن الشيخ
ابو الفتح وهو عن الشيخ الصدوق وهو عن الشاه مغيرة
وهو عن الشيخ بهاء الدين وهو عن الشيخ الشيوخ شيخ
شهاب الدين السهروردي رحمه الله تعالى عليهم اجمعين
وهو عن السيد المرسلين خاتم النبيين محمد مجتبي محل مصطفی
صلى الله عليه واله واصحابه وانوارهم وسلم لجازة روحانيه

بسم الله الرحمن الرحيم

سند الدعاء الجبر

حاملاً ومصلياً

من طريق الشيخ محمد عبد الحق المحدث الشاذلي الدمشقي
رحمه الله تعالى اما بعد فيقول البعد للذليل
الى الله الجليل ابوا انوار محمد بن سعد بن سيرة علي بن
الحقشي عفي عنه قد لاجازني السيد السند الامام الهمام
شيخ الانام قدوة الفقراء بدار العرفاء شيخ الطرقت والحقيقة

امامها الشريعت بدر الاقيا شمس الاصفياء مخزن الاسرار
 مطلع الانوار المصطفى مقتبس مشكاة الرسالت منور بصائر اهل
 المعرفة جيب الرحمان مرشد ناوسيدنا حضرت **سيد**
محمد صوفي في **جان** الخفي مذمبا والجشتي الصباري
 طريقا والمراد ابادي موطننا مد ظله العالي على سائر الطالبين
 وهو عن بحر الحقيقة والعرفان شيخ الشرايع والايقان حنا
 اللطف العميم الشاه عبد الرحيم رحمه الله تعالى وهو عن
 الشيخ البايك الكامل الافضل العلامة الشاه عبد الله رحمه الله تعالى
 وهو عن قرّة عيون الموحدين منهاج السالكين علامة لادهر
 شيخ العصر تابع السنت النبويه صلح بالمراتب السنية قرا الكونين
 السيد شاه محمد حسين المعروف بسيد شاه غلام حسين الملقب
 ببيان صلح رحمه الله تعالى وهو عن الشيخ الاكمل البارز الافضل
 فريد اوانه وحيد زمانه الحاج النوبختي الشيخ محمد رفيع الدين المراد ابادي
 رحمه الله تعالى وهو عن السيد طه وهو عن الشاه محمد شاك
 وهو عن الشاه محمد عظمى الله وهو عن الشاه وجه الدين
 وهو عن المعارف الكامل الافضل الشيخ عبد الحق الحنفي المكنى
 الشاذلي رحمه الله عليهم اجمعين وهو عن الشيخ عبد الوهاب
 بن ولي الله الحب الخفي القادري الشاذلي المتوفى سنة وهو عن
 الشيخ علي بن حامد الدين الشهير بالمتقي وهو عن الشيخ احمد الروي

المعروف بالجمعة وهو عن حافظ أبي عمر بن عثمان اللادي الذي
 يزوره عزرائيل عليه السلام وهو عن الشيخ الشمس الدين محمد
 بن العماد وهو عن الشيخ ناصر الدين ابن المليق الشاذلي هو
 عن الشيخ شهاب الدين المليق الشاذلي وهو عن الشيخ جليل الدين
 أحمد بن عطاء الله الأسكندري وسيدى ياقوت الحبشى وهو
 عن الشيخ أبي العباس المريسي وهو عن الشيخ أبي الحسن على
 بن عبد الجبار بن تميم بن حمزة بن حاتم بن قصي بن يوسف الحنفي
 الفاطمي الشاذلي وهو نقه رسول الله صلى الله عليه وسلم



بسم الله الرحمن الرحيم

السيد الخضر أحمد بن الحسن بن محمد

رضي الله تعالى عنه

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد
 المرسلين محمد وآله واصحابه اجمعين
 فقل اجازني السيد السند الامام المصنف شيخ الاناميد
 العارفين راس المحققين جيب الرحمن سيدنا محمد بن
 زاد الله ارشاده على سائر الطالبين = مسئلة الاجازة للسلسلة

عن المشايخ الكرام لا تمناذ السبعة عند ذكر الله ذوالجليل
والكرام قال اجازني شيخنا العارف بالله العليم الشاه عبد الرحيم
رحمه الله عليه قال اجازني شاه عبد الله رحمه الله عليه قال
اجازني شيخ الكونين قمر العللين قطب المثقلين غوث الدارين السيد
شاه محمد حسين المعروف بشاه غلام حسين الجشتي الصابري المراءى ببلاد
رحمه الله عليه مع العطاء التسبيح عن الحاج محمد رفيع الدين مع
العطاء التسبيح عن الشيخ المولوي خير الدين السورتى عن الشيخ
محمد حيات عن الشيخ عبد الله بن سالم عن الشيخ محمد سليمان
عن الشيخ ابى عثمان الجزائرى عن ابى عثمان المقرئ عن اسيد
احمد جى عن السيد ابى سالم التازى عن ابى الفرج الراغى عن الشيخ
ابى العباس احمد بن رواد عن قاضى القضاة مجد الدين محمد بن محمود
بن على الزوربا دى عن الشيخ جمال الدين يوسف عن الشيخ تقي الدين محمد
بن على عن الحافظ المجدل ليدى عن ابى يوسف بن الامام ابو الفرج بن الجوزى
عن ابيه عن ابو الفضل محمد ناصر عن ابيه ابى محمد عبد الله بن احمد
السرقي عن ابى بكر محمد بن على السلي عن ابى نصر عبد الوهاب بن عبد الله
بن عمر عن ابو الحسن على بن الحسن بن القاسم القنوجى عن ابو الحسن
لداكى عن ابو القاسم الجنييد البغدادى عن السرى بن مفلس السقطى
عن معروف الكرخى عن بشر الحافى عن عمر الكلى عن ريس الاوليا
التابعين حسن البصرى قال قلت لامتادى يعنى الحسن البصري

انت مع عظمه وقلعه وعبادتك تترك بعد التسبيح قال لا ستأ
 العظيم لان كونه اقرب التسبيح من زمن المصاب رضي الله عنهم
 فلهذا اتبعه - انتهى -

حق حق حق

شجره الحشیه برتیه

بسم الله الرحمن الرحيم

که سگ بگیرد از ناپاکی من
 گناه کرده تا کرده شرم
 گواه جسم من شد و سیاهی
 چو این بدکار ز ندیقی نباشد
 که از تحت الشری پائین گدشتم
 حذر دارم از مکر شیاطین

ای من آن منم آلوده دامن
 چنان در حیالی راه بردم
 رفیق راه من شد پر گناهی
 چو یار صدیقی نباشد
 چنان غرق چه پندار گشتم
 به کل اهل دینم پاک بیدین

اگر لطفت نکرود دستگیرم
 برائے آہِ مجبورِ جگر ریش
 بدرودِ عاشقانِ پاک طینت
 بحق آنِ سرورِ جانِ پاکان
 میرِ چرخِ ولایت شیخِ عالم
 ملا لائے کرم از چرخِ بالاسٹ
 شہِ دینِ صوفی پاکیزہ ملت
 بحق قبلہ عشاقِ واصل
 بحق قدوہ دیوانگان
 بحقِ رافت و رحمِ محبت
 بحق آنِ قتیلِ غمزدہ تو
 شہِ مخدومِ عبداللہ ناش
 بحق گوہرِ درجِ پیمبر
 چو پر سید کے نامِ معظم
 بحق آنکہ ذاتش قطبِ قطبان
 بحق آنکہ جانِ آمدِ کرم را
 بحق آنکہ از عینِ عنایت
 بحق شاہِ مسیرانِ بیکِ حقیقتی
 بحق شاہِ عالی بوالعالی

بقحبِ گسارِ ہی بسیرم
 پے اشکِ محبتِ خستہ خویش
 بسوزِ چشتیانِ خاک طینت
 نشاط و انبساطِ غمِ گزینان
 پے قطبِ اودھتِ آسمانِ خم
 تھلا لائے حشم از عرشِ علی است
 گز و تازہ بہارِ باغِ وحدت
 کہ ذاتش کا مانِ راسخِ کامل
 بحق زبدہٗ دل داد گانت
 شہِ عبدالرحیم قطبِ عالم
 کہ جانش داد او بر عشوہ تو
 شہِ اب شوقِ تو پائندہ گاش
 ولیِ خاصِ نسلِ ابنِ حیدر
 بغیرِ بودِ غلامِ آنِ حسین
 شہنشاہِ حقیقتِ غوثِ غوثان
 شہِ عبدالکریمِ خواجہٗ ما
 بدادے کو چشمِ انِ رابصارت
 کہ گردِ دھسے گدائے اوبہشتی
 رفیع الشانِ بلکہ عشقِ والی

بحق شیخ ماداودیکتا
 بحق آنکه بد محبوب صادق
 بحق بوسید پاک گوهر
 بحق شاه شیرین بلخی
 بحق آن جلال ذوالجلالی
 بحق عبدقدوس معظم
 بحق بادشاه ملک مستی
 بحق باده نوش جام عرفان
 بحق احمد عبدالحق مخم
 بحق آن جمال باده نوش
 بحق ترک شمس الدین خواجہ
 بحق شمع جمع دل گدازان
 شہ صابر مد عالی مقام
 بحق آن فرید الدین یکتا
 بحق خواجہ قطب الدین کاک
 بحق صدر بزم عشق کیشان
 بحق آنکه جان اولیاء
 حسین الدین حسن شیخ اکابر
 بحق بلبل بستان وحدت

سلیمان جهان عشق مولا
 خوش بخشش که تو بودی موافق
 بچرخ عشق بازی سعد اکبر
 مہ عثمان نظام الدین بلخی
 جلال الدین جمال ذوالجلالی
 کہ در قدوسیان شد قلب عالم
 محمد اخبرائے ملک مستی
 جناب شیخ عارف قطبستان
 کہ پیر چرخ در تعظیم او خم
 جلال الدین جمال باده نوش
 کہ شد زلف سیاهش ہند راہم
 بیک آوج گرہان خاکسازان
 علاء الدین علی آمد بنام
 کہ رونق داد دین عاشقی را
 کہ یابد زو سگ ناپاک پاکی
 دوائے ماغریبان سینہ ریشان
 تمام تربت اولوطیاش
 اکابر را بذات صد مفاخر
 شہ عثمان مدچرخ محبت

بحق دواو ماداودیکتا

بحق حاجی زقار مولا
 بحق موجب عاشق سستی
 بحق آن غمخیز مصر و فغان
 بحق بو محمّد پاکباز
 بے بواحد ابد الچشتی
 بحق خواجہ اسحاق شامی
 بحق قبلہ جان خواجہ مُشاد
 بحق بو بیسره عزت دین
 بحق آن حذیفہ شاہ والا
 بحق شاہ ابراہیم بلخی
 بحق آن فضیل دکنیان
 بحق ابن زید عابد و اسیب
 بحق مجمع حسن و محبت
 بحق آن مغان مے پرستان
 علی ابن ایطال شہ دین
 بحق آن شہنشاہ رسالت
 شہنشاہ جهان سلطان عالم
 ظہور گنت کنزاً اصل مقصود
 ظہور جملہ عالم از ظہور شش

شریف زندگی آن خواجہ
 جناب خواجہ بود و دشتی
 ابو یوسف امام پاکبازان
 ہمیشہ بے نیاز بے نیاز
 کہ تو در طینش دروے سرشتی
 کہ در ملک نکو نامیت نامی
 کہ ناشاد محبت را کند شاد
 کہ از دینداریش شد رفت دین
 کہ قد رتش از چرخ بالا
 کہ خمبر او ندارد نام تلخی
 غریق بحر عشق ربّ همچون
 کہ شد ذوالمجد و ہم فخر الا بعد
 حسن بھری امام اہل الفت
 امام کل ایسہ شاہ مردان
 امام عاشقان اہل تکیں
 کہ آمد آئینہ سیر حبات
 خداوند زمانہ فخر آدم
 بہر چہ جلال اوست موجود
 ہمہ نورانیان نوری ز نورش

همه اجسام را دو جانِ جان است
 یکانه دلبر و جانانه ما
 همان شای که تو کردی دزیرش
 همان دلبر که شد دلداری خوبان
 نمیدانم چه حسن است این جوان با
 بذات خود که شد مقصود بالذات
 که او شمع است ما پر دانه او
 کن مثل آیه جسم من نگا به
 اگر چه آن منم در رو سیاهی
 و لیکن آن تولی در چاره سازی
 ز انعام تو چشم لطف دارم
 خداوند این ناکاره رستم

از وقتایم تمامی کن نکان است
 علاج این دل دیوانه ما
 همان ماسه که تو کردی منیرش
 بلکه دلبری سالار خوبان
 که ایکی کرد برت دو جهان را
 بشد از جلوه اش ارض و سوات
 شهید جلوه حبانا او
 که شکل نیت عفود سیا به
 بشیطان سابقم اندر تباہی
 که گر خواهی بیک ساعت نوازی
 بکن از جام عشقت جرعه خوارم
 بسوی رستم پیاره رستم

بقید غم گرفت راست رستم
 تو گر لطف کنی گوید که رستم

هُوَ الْقَادِرُ شَجَرَةُ الْقَدْرِ بِهَا مَنُورَةٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

همه تحت شای ترا جلوه گاه
ز نورِ تو روشن زان زمین
ملک را جلا از جلال تو شد
دلیل کلمات دل بیداران
توانی پئے هر دل ناتوان
زود تو مودود هر کی دود
بنام تو گم نام هر نادار
ز تیر تو هر دل مشکب شده
بمروه چو خواهی تو جان دہی
به باب امید تو استاده ام
امام صفوف بزرگان دین
حبیب دو گیتی و خضر شبل
بر افلاک عرفان ما مفسر

خدایا توئی شاه گیتی پناه
ز فیض تو طاهر مکان و مین
که ارا نو از نوال تو شد
نشان جمالت رخ مہوشان
کسی از برائے همه یکسان
ز بود تو موجود هر یک وجود
ز جام تو مہوش هر ہوشیار
بدام تو هر مرغ زیرک شده
به عاجز چو خواهی تو انے دہی
من ناتوان زار افتاده ام
بحق ادیب و دبستان دین
رئیس شیوخ زمان قطب کل
سر ابا ظہور عدلے قدیر

همان مرد حق صوفی با صفا
 بحق شهنشاه عرفان پناه
 فرید زمان شاه عبدالرحیم
 بحق شهنشاه عالی مقام
 پے نور عینین شاه چین
 پے مقبول خاص روف رحیم
 سلطان اقلیم قریب اتم
 بشاه نور منیر جهان
 پے شاه دولایام هدا
 به غوث جهان قطب فریاد رس
 شهنشاه جیلان و خیزمن
 بان بوسعید سعید ازل
 آن حسن و خوبی بستان عشق
 بحق شهنشاه دین بوالفصح
 بان عبد واحد وحید جهان
 به بو بکر شبلی نادر صفت
 بنور خدا سرور طائف
 جنید انکه عزت پند داد داد
 بحق سری سقطی پیشوا

که منشش ندارد جهان در ولا
 ز دست الهی و را دستگاه
 بتوحید یزدان بجان مستقیم
 که باقیست بالله عبداللہ نام
 اسیر دو عالم غلام حسین
 کریم کیش سلطان عبدالکریم
 ملائک چشم بل ملائک خدم
 شهنشاه دربار قدوسیان
 دل صافش آینه حق نما
 بغیر یادیان نام نامیش بس
 بنار دوزین زو به پسر خ کهن
 حبیب خداوند عز و جل
 شہر بوالحسن مرد میدان عشق
 که از بادہ عشق نبخشد قدح
 ز دریای وحدت در بے نشان
 هزبر نیرستان صدیقیت
 پے عزیزم اتم مہتر طائف
 ندارد زمانہ بغیرش بیاد
 به هر ره روی رہنما رہا

بمسودن کرمی ست الت
 به موسی رضا آنکه اندر ولا
 بموسی کاظم شیر باشم
 بان جعفر صادق با جمال
 هر آنکس که نقش محبت پست
 بغیر جهان قدوة اتقیا
 بان نور عینین شیر خدا
 بشاه نجف بادشاه جهان
 امیر عرب هم خدیو عجم
 سمی خدای جلیل الرتب
 بحق شهنشاه ختم رسل
 امیر دو عالم شیر کائنات
 رسالت آب و هدایت پناه
 معنی جناب و مقدس حضور
 شیر انبیاء ذات پروردگار
 بحسب جمال شیر یفش بین
 جمالش بهر ذره ظاهر است
 وجود همه از وجودش عیان
 بهستی خود ماگدائے و نیم

مدام است مینا و ساغر پست
 شد از لحن داود نغمه سدا
 زرو نوازل مست و محبت قدیم
 امام اسامان اهل کمال
 اگر نیک بینی شیر با قدرت
 شهنشاه عبّاد زین العبا
 حسین جگر گشته مصطفی
 که از ناز او خود جهان شد جهان
 سیر مهنت افلاک در پاش خم
 مسلمانی ببنده قاص رسید
 همان نیت نور بخشائے کل
 بفرمان عالیش این شش جهان
 شفیع خلائق فلک بارگاه
 تمامی فیوض پورا پاسدور
 گدایش امیران گردون قار
 بهر دل خیال لیلیفش بین
 به این سیر هر چشم کے نظرات
 ز نورش منور تمامی جهان
 فتا گشته اندر قبلے و نیم

درین کائناتِ خداے قدیر
 کہ غفلت بآن نور لائق نہ پد
 تولدے او عین ایسان ما
 حدوث است پیش جودش عدم
 اگر قیاس قدر تو این گن فکان
 بکن دلنوازی تو اے دلنواز
 ز در محبت بکن محسنی
 چہ باشد چو لطفش شود ہدم

پے نواہ او نیست دیگر نظیر
 عجب نیست گرسایہ اوند
 چہ کن ز گیس باد ویش جان ما
 بذاتِ خودت کا دست نور قدم
 اسیر فضاے تو کون دکان
 بکن چارہ سازی تو اے چارہ ساز
 دلم را کن از مہمتِ مہم
 نہ دورست نزدیکی تو منزل

نذارم الہی ذکرِ مدد
 نگاہے این رستم بینوا

شجرہ لیہ بو العزم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بالِ خسرو بلند پرواز
 دے مرہم سینہ دل افکار
 اے وصفِ تو خالص از زبان

اے ریختہ امج تو ز آغاز
 اے راحتِ عاشقان دیہار
 اے ذاتِ تو بر تر از گمان

اے آرزوئے مراد مند ان
 اے تاب و قہر ابرقہ داران
 سر دفتہ شاہانِ عینا
 امے دل سیر و لہرانِ عالم
 از سوزِ فسادِ دل کی بابت
 دستم بدہ و مستگیر من شو
 یارب پے آن حقیقت آگاہ
 بھیر گلِ روضہ ہدایت
 بھیر شاہنشاہِ فلکِ قدر
 بھیر پرچہ رخِ غزو تمکین
 یعنی آن صوفی طریقت
 بھیر کہ تراست عاشقِ زار
 بھیر کہ بعالم است رہبر
 بھیر شہِ باکمالِ خوش فہم
 بھیر کہ شد اسمِ عبد اللہ
 یارب پے آن ولی کو نین
 بھیر سیرا ولیائے واصل
 بھیر مہدیٰ چرخِ انور
 شاہ ہے کہ بفقہ گشت ممتاز

دے چارہ درو مستندان
 امید دلِ امیدواران
 سر آمدِ مہوشانِ زیبا
 رسمے رسمے بحالِ زارم
 افسانہ عشقِ ماکت اب بہت
 پر تو فگن خمیرِ من شو
 یارب پے آن ولیِ ذیباہ
 بھیر شہِ ملکِ عشقِ و الفت
 غویافتہ از جمالِ و بدر
 حق بین و حق آگہ و حق آگین
 کو سیدِ طایفہ بہ ملت
 بھیر کہ ترا بجایانِ خریدار
 شاہ عبد الرحیم برتر
 عالم ز درش بیابد حاجات
 کس یافت بعالمِ اینچنین جہاہ
 سلطانِ زمانہ شاہ دارین
 آن شاہِ غلامِ حسینِ کامل
 آن مستبحِ رسولِ اکبر
 ان عبدِ کریمِ واقفِ راز

<p> بھیر شہ دین بلند اختر بھیر دل عاشقانِ گلین بھیر چو شہ عزیز احمد بامبر و قہار جانِ مضطر آن ویسی ذاتِ پاک حیدر یک الفت او ہزار ایمان معمر ز فیضِ اکبر آباد یعنی آن بوالعلاست نامش باقطبِ جہان عبد اللہ بھیر گرم جنابِ والا بھیر سرورِ انِ کمال بھیر ولیِ معارف آگاہ بھیر شہ دین پناہ یعقوب یعنی پے آن بہاءِ ذیشان بھیر شہ ذی کمال ستیہ با آنکہ از خداست راضی با آنکہ علیِ راستینی نہ بھیر شہ کشورِ معارف یارب بلفیلِ عبد خالق </p>	<p> در گاہے بگبیر نام بر تر فرا د عسز تر تر شیرین فخرِ جہان دوست محمد شش نشہ بہ خلق دیگر محبوبِ جنابِ ربِّ اکبر جان و دل من با دستِ قربان وابستہ او ز رخِ آزاد بر تر ز ملائکہ ہم مقامش ذی مرتبہ ذی کمال و مجاہد مشہور شدہ بخلقِ یحیی عبد حقِ قطبِ مملہ واصل شبلی زمانِ عبید اللہ وز بھیر بہاءِ دین محبوب سر دارِ گردہ نقشبندان اسمش بچکانِ کمال ستیہ ذی مرتبہ حضرتِ سماشی نعمت و نجیہ بوالحسینی حق دان و خدا شناس مارت بو یوسف خرنبلے صادق </p>
--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

با آنکه ابو مشی شده نام
 با آنکه ابو الحسن بن معظم
 بحسب که زاکا بران دین شد
 بحسب رسته بایزید هادی
 بحسب رسته آن امام حنفی
 بحسب رسته قاسم سپیدار
 بحسب رسته دین پناه عالم
 زینت ده مسند خلافت
 محبوب جناب سید پاک
 سرآمد اولیای عالم
 بحسب رسته انبیا و مرسل
 محبوب خدا رفیق عالم
 در دلدل خسته را دوائی
 دارم ز عطش و لطف امید
 نایم بغیر و مکر شیطان

بوقا ششم نوی الهام و الاکرام
 مشهور شده ولی بعالم
 یسعی سلطان عارفین شد
 نامش سبب نشاط و شادی
 از جمله جهان بزرگ و برتر
 در بنده یلان قوی و جبار
 سلمان جهان شاه عالم
 رونق ده روضه رسالت
 در حکم رسول چیت و چالاک
 بحسب صدیق اکبر اعظم
 آخر ز همه ز جمله اول
 مطلوب خدا شفیق عالم
 نامش پیر هر مرض شفای
 دارسته شوم ز رنج جاوید
 در سینه فیه وز نور ایمان

اے ز ستم و لظا ش خاموش
 جسز حق تو بکن کہ نہ لرموش

شجره الشیخان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

خداوند اتوی مطلوب آفاق
 خداوند اتوی سجد عالم
 خداوند اتوی شاه دگیتی
 بهالم نیت چون من خسته و خوا
 که بجز تو نیت کس پست و پناهم
 شدم از بارگاهت دور و مردود
 به باطن گشت در هر ذره پیدا
 تو هستی پاک از تاویل و تحویل
 برائے گرمی حسن دل اندوز
 بدر و بلبسان خسته و زار
 بشادابی غل بلغ اسید
 بحق سالک راه حقیقت
 سرور و صلت فرقت گزینان

خداوند اتوی محبوب عشاق
 خداوند اتوی سجد عالم
 خداوند اتوی شاه دگیتی
 بهالم نیت چون من کس گنگار
 که پشتم خم شد از بارگاهت
 بکرویات عالم گشتم آلود
 به انهار کمال آمد تو یکت
 تو هستی امین از تغیر و تبدیل
 برائے درد عشاق جگر سوز
 بوز عاشقان سینه افکار
 بشوخی گل امید جاوید
 بحق آن شناسائے طریقت
 بحق آن نشاط جان و ایسان

بحق نیت چرخ ولایت
 بحق صوفی جان قطب عالم
 بحق آفتاب چرخ رفت
 به منصور زمان شبلی دوران
 بنور حضرت یحیون مطلق
 پے عبدالعزیز شاه ولایت
 به آن قالی ذات مصطفائی
 پے آن شاه ذیجاہ و معظم
 پے آن غوث دوران قطب عالم
 پے عبدالکریم معرفت کیش
 بحق عبد رحمان مکرم
 بحق مجتبی و عبد قدوس
 پے عبداللہ و عارف محمد
 پے عاشق محمد شاه عرفان
 بحق سالک راہ طریقت
 بحق بوالحسن آن خستہ قانی
 بحق شیخ اعمر ابی ذیجاہ
 محمد منیر بی مقبول باری
 سلطان عارفین و شیخ آفاق

بحق گو کعب برج هدایت
 پے تقسیم او پیر فلک خم
 پے آن محرم راز مودت
 شہ عبدالرحیم شیخ پاکان
 ہمہ فیض سراپا منظر حق
 شدہ پیدا از درواہ هدایت
 پے آن نور چشم مرتضائی
 کہ خود گوید غلامی از حسینم
 شدہ با ذات حق دساز و ہدم
 کہ نامش مرہم جان و دل ریش
 ندیدم ہج کس شلش ببالم
 رود از بارگاہت کس مایوس
 کہ یو دند ہر دو خاص رب امجد
 عزیز خاطر یحیون سبحان
 خدا قوسے شہ ملک حقیقت
 نصیم کن سرور جہاد دانی
 کہ ذات او شدہ مادی گمراہ
 زبان خلق از تو صیف عاری
 کہ شد در کوچہ فقر و فاق

بآن کو بایزید قبلہ دین بحق جعفر صادق امامے بحقِ اُن کہ حق اور امین است بحقِ اُن امام عالم قاسمے بحقِ اُن علی پاک طینت شد دل سوار و صاحبِ نینغ پئے تاجِ رسولانِ معصمہ فسونِ تمذاتِ ادا ز فہمِ وادک	یہ چشمِ معرفتِ بد نظیم پر دین محمد باقر شاہ امانے کہ نامِ پاکِ زین العابدین است حُسنِ پاک شد مشہور نامے وہی احمد و رکنِ شہریت کہ دستِ جودِ ابارندہ چون میخ بنورِ ذاتِ او عالمِ منور بشانش خود خدا فرمود لولاک
بحالِ زائرِ رستمِ رحمِ خدا جوارِ خویش اور را را گاہِ نبھا	
شیخہ اقبالینہ	
بسم اللہ الرحمن الرحیم	
خداے جہان پرورِ مجھے نیاز فلکِ رازِ انجسمِ منورِ نیر توئی کافرِ بدی بدیالِ گھم	دلِ ریشِ مخلوقِ راجازہ ساز زمینِ رازِ انِ عزتِ فخر منہِ رمودی تو شمسِ وقسم

بشه رافه است تو بخشیده
 توکل را چنان داده آب و رنگ
 تویی اولی و تویی آخری
 اگر لطف تو دستگیری کند
 منم او فتاده تو دستم بگیر
 من خود بین از خطایم گند
 بحق سر اولیای جهان
 پے نونہال گلستانِ عشق
 پے بلبل گلشنِ مصطفیٰ
 بآن صوفی صافی نور جان
 پے آن مسین ہمدیکان
 بآن گوشہ نشاہ عبدالرحیم
 بہ مستغرق حضرت ذوالجلال
 بآن کوچو باشد جہان را پناہ
 بجان تابع سنت مصطفیٰ
 بحق جنابِ غلام حسین
 بہ مجموعہ صد کمال ابد
 بحق کہ عبد الکرم ہست نام
 بحق میسرخ لطف و عطا

شمر را حلاوت تو بخشیدہ
 کہ عقل فلاطون در ہست دنگ
 تویی باطنی و تویی ظاہری
 گدائے بہ عالم اسپری کند
 بہ تنگ آمدہ ام ز نفس شیر
 بہ بیچار گیم بغیگن نظر
 بحق گل گلشنِ چشتیان
 حبیبِ خدا جان و ایمان عشق
 پے سر و بہتانِ مدق و صفا
 کہ شد مرشد و رہنمای جان
 برائے فروغ ہمہ چستان
 سر ایاں جو خدائے کریم
 پے مخزنِ علم و فضل و کمال
 کہ اسمش بود شاہ عبداللہ شاہ
 بدل جانِ ثارِ جنابِ ہدا
 شدہ سند فقر رازی بنام
 بآن عاشق ذوالجلالِ صمد
 بگیرد از و کار عالم نظام
 چو شاہ عنایت شر اولیا

بحق شهبیک مرو خدا
 بحق شهبو المعالی جناب
 پے شیخ داؤد برتر مقام
 بحق محمد که صادق بود
 پے یوسفید ولایت مآب
 بحق که ز دیافت عالم کمال
 بحق حلال تقدس مآب
 پے عبد قدوس قطب جهان
 پے مظہر فیض اہل صفا
 پے شیخ عارف پے عبد حق
 بحق جلال ہدایت مآل
 بان محو ذات خدائے قدیر
 سبقت قلندر فلک بارگاہ
 بحق شہاب فلک احتشام
 پے بردین غزنوی باکمال
 بحق که شد خواجہ نواجگان
 معین نام پاکش بود در جهان
 پے آنکہ عثمان مارون بود
 پے آنکہ نام است حاجی شریف
 ولی خدا عارف با صفا
 بحیرت ولایت شدہ آفتاب
 کہ شد در صف اولیا نیکام
 پے اکرام او خلق عاشق بود
 فلک بارگاہ و معالی جناب
 نظام پنج عاشق ذوالجلال
 کہ ہر ذرہ از فیض و آفتاب
 ز نورش منور زمین زمان
 پے شیخ محمد کہ شد رہنما
 ز نامش شود سینہ دیو شق
 کہ شد در زمانہ عدیم المثال
 پستی شدہ در جهان بے نظیر
 ہلک ہویت شدہ بادشاہ
 بحق اسام گرامی مقام
 پے قطب دین مظہر ذوالجلال
 نشاط و سرور دل چشتیان
 شہ زوی کریم حانی یکسان
 دل دشمنان از غضب خون بود
 توانائی دادہ بہ زار و نحیف

بحق شہبیک مرو خدا
 بحق شہبو المعالی جناب
 پے شیخ داؤد برتر مقام
 بحق محمد که صادق بود
 پے یوسفید ولایت مآب
 بحق که ز دیافت عالم کمال
 بحق حلال تقدس مآب
 پے عبد قدوس قطب جهان
 پے مظہر فیض اہل صفا
 پے شیخ عارف پے عبد حق
 بحق جلال ہدایت مآل
 بان محو ذات خدائے قدیر
 سبقت قلندر فلک بارگاہ
 بحق شہاب فلک احتشام
 پے بردین غزنوی باکمال
 بحق که شد خواجہ نواجگان
 معین نام پاکش بود در جهان
 پے آنکہ عثمان مارون بود
 پے آنکہ نام است حاجی شریف

پے قطبِ مود و دشاہِ بُدا بحقِ ابے محمد ا مام پے آنکہ اسحقِ ناش بود بحقِ چو مشا و عالیجناب بحقِ امینِ نجمۃ صفات بحقِ سدیدِ ملائکۃ ششم بحقِ فضیلِ سیر اولیا بحقِ حسنِ بصری ذی ششم بحقِ علی صاحبِ ذوالفقار پے خاتمِ المرسلین شاہِ دین	یہ بو یوسف مصدرِ اولیا پے احمد ابدالِ عالی مقام ہے خلقِ رالطف عاشِ بُر جہان گشت از فیض او کامیاب کہ یابد از وجہِ عالمِ نجات بحقِ براہِ سیمِ حبانِ کرم پے عہدِ واحد کہ شہِ رخسار کہ در راہِ حق بود ثابت قدم کہ در ذاتِ او گشت حق آشکار برو گشت نازلِ قسداںِ بسین
---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

ز تقصیرِ رستم سید در گذر
سوئے لطفِ افغانِ خود کن نظر

شیخہ الیہ السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لے ذاتِ توجہان عاشقان
وے اسم تو درو طالبان

اے سرورِ سرورِ ان عالم
 اے برورِ تو گداسلیمان
 اے مونس عاشقانِ بیکار
 اے اخترِ برجِ کامکاری
 ذاتِ تو شکیبِ ناشکیبان
 با من نگہِ چشمِ الطاف
 اے نورِ توروشنیِ ایمان
 اے مبدعِ بود و بمانِ عالم
 اے آنکہ صفاتِ عینِ ذاتِ ہست
 از اسمِ توست ظہورِ اسماء
 اے مرجعِ جملہ این ضمائر
 اے ذاتِ تو معدنِ ذواتِ ہست
 اے رونقِ حسنِ روئے خوبان
 اے غمزدہ ابروئے خمیدہ
 اے عشوہ نازنینِ زیبا
 زیبائشِ رنگِ گلزاران
 یاربِ پے نورِ شمعِ عرفان
 یاربِ پے آن امیرِ اوتاد
 یاربِ پے آن رفیعِ ذیشان

اے افسرِ افسانِ عالم
 اے مورِ درِ تو شاہِ شان
 اے حامیِ بیکانِ دناچار
 اے گوہرِ درجِ بختیاری
 سائلِ بدرتِ فقر و سلطان
 عمسکرِ قدمِ تباہِ در لاف
 اے عشقِ تو قوتِ دل و جان
 اے از تو وجودِ جملہ عالم
 اے ذاتِ تو مخزنِ صفاتِ است
 اسماءِ کجا توئی مستی
 از نورِ توروشنِ این بے سائر
 اے از تو ظہورِ کائناتِ است
 اے شوخی و نازِ ماہرِ ویاں
 اے حسرتِ عاشقِ نذیرہ
 اے خوبیِ قامتِ دل آرا
 آرایشِ کاملِ گلزاران
 گلستہ طاقِ دین و ایمان
 یاربِ پے آن نصیرِ فراد
 یاربِ پے آن شفیعِ پاکان

یارب پیے آن شبہ زمانہ
 یعنی آن صوفی کرامی
 بھریہ آسمان تفسیر
 بھریہ کہ از دست فیض جاری
 با شیفۃ جمال صابر
 یعنی عبداللہ شبہ ناز
 بھریہ آن عاشق ہمیشہ
 بھریہ کہ ہلک عشق والیست
 با شمس سماء عشق داور
 با فانی ذات پاک یزدان
 با عالم مسنوی و صوری
 با حضرت مجتہد مقبول
 از من بگل شور عالم
 چشم الطاف در رحم بر من
 یارب پیے بوالفتح مکرّم
 کن در رہ خویش حیت و جلاک
 با شاو حسام دین پرور
 یارب پیے آن مایع عالم
 امش کہ بدیع دین مدارست

در مجمع کالم ان یگانہ
 کو در صف اولیاست نامی
 بھریہ ستیاح دشت تجرید
 با عبد رحیم نور باری
 سر تا بقدم جلال صابر
 در خلوت قدس بود ہمراز
 دریائے علوم راشناور
 یعنی کہ غلام حسین عالیت
 زینت دہ ارض رب اکبر
 یعنی عبد الکرم دیشان
 عبد الرحمن جو پوری
 سیدار بذکر خویش مشغول
 بھریہ قدوس نور عالم
 یارب البقیل حاجی بدین
 با قاض مخم و معظم
 تا از غیم اختر شوم پاک
 رحمت فرما بحال مضطر
 قطب اوداود شاہ اعظم
 در اہل کمال با وقارست

<p> یارب پے آن دلی طیفور نہ یارب پے آن یمین نوری یارب پے آنکہ عبد اللہ نوباوہ گلشن صداقت بھیر صدیق یار غار شش یارب پے آن جمیل عننا بھیر خورشید برج وحدت آن ذات خداے لایزالی یعنی آن خواجہ دود عالم آن سید و مقتداے کونین آن شافع خلق و حامی کُل باتاب و توان کالسبد با ذات کہ جمع صفات است با آنکہ جمال مہوشان است یعنی آن رنماؤ سید با دایرے سلوۃ المہر </p>	<p> کمن سینہ از عشق معمور روزی فہرما بمن حضوری بنائے مرا بسوے خود راہ وے گوہرِ مہرِ رسالت از عرش برین فزون وقارش یارب پے آن شکیل زیبا بازیب و ہریر کثرت بر تخت کائنات والی فخر خوا و ناز آدم شاہ آفاق و ماہ دارین ور گلشن ذات پاک بیل بار و روح و روان جملہ اشیا در شکل بشر مہور ذات است با آنکہ اداے و لبہ ان است محمود و محمد است واحد بہ آل و صحابہ منور </p>
------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

پرستیم دل شکستہ رستم
یارب بر حالِ خستہ رستم

شجرہ الیسیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

<p>ہمہ یکان را پناہم تولی ز نور تو مموہم و جہان کہ محتاج لطف تو شاہ و گدا زبان آشنائے زلالت تو دوائے تویی ہم شغائے تویی کہ باشم ز فکر چنان تجیر امام جہان نور ذات الہ پے بلبل بوستان چشم امام ہدا صاحب اقتا بہ تہلک عکس پاک صمد کہ تملش ندارد جہان متقی شد ہر دو عالم بفرمان او کہ اسم عظم شد سب اللہ شاہ ملک شد ہر دیش استوار</p>	<p>شہنشاہ شامان عالم تولی تولی افسریدی زمین و زمان ہمہ یکان را تو حاجت روا زاد ماک و دانش بری ذات تو مریمان غم را دوائے تویی بحال من زار ہم یک نظر بحق اسیر ولایت پناہ بحق گل گلستان کرم پے حضرت صفوی با صفا بفانی ذات جناب احد پے شاہ عبدالرحیم سخی پے آن ملک گشت دربان او پے صاحب جود و عرفان پناہ پے آن شہنشاہ گردون و قار</p>
-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

بحق که نامش غلام حسین
 پے حامی شمع پاک نبی
 جنید زمان خاص ربو رحیم
 بحق میان نفع عالی تبار
 بحق حسن آن رسول نسا
 پے اسمعیل شاه عالی وقار
 پے شاه و عبد العزیز دلی
 پے قطب دین مظهر ذات حق
 بحق ابو یوسف رہنما
 بحق که شد نیک انجام او
 بحق ابی احمد با صفا
 پے آنکه اسحق فخر ز من
 پے شاه ممشاد عالی گھر
 بحق امین ولایت آب
 بحق سدید ملامقام
 بحق براہیم گردون رکاب
 بحق فضیل ہایت پناہ
 بحق بو محمد ان بنده نواز
 بان عاشق احمد با صفا

شدہ نور عین شاو حسین
 پے کاشفہ راز مائے ولی
 شہ دین و ایمان عبد الکریم
 کہ شد کشور فقر راز و وقار
 امیر و دوعالم امام ہذا
 ملک ولایت با تادار
 عیان بود برا و خنی حبلی
 کہ ذاتش شد مصدر ذات حق
 ہمہ اولیاء ارشدہ پیشوا
 محمد عبالم شدہ نام او
 شد در جهان ہم چنین مقتدا
 ندیدم چنین عاشق ذوالمن
 ز خود بے خبر از خدا با خبر
 ز نورش منورمہ و آفتاب
 کہ شد اصفیائے جہان با امام
 ز فیض او ہر ذرہ شعلہ تاب
 فنا کردہ خود با بذات الہ
 بحق ابو موسیٰ چارہ ساز
 شدہ ذات پاکش حبیب خدا

بان کوا و یس سعید زین به حق جناب و مشرب جلال امیر سلمان شده ذات او به حق محمد رسول خدا منور همه عالم از نور او چه پرستی که رستم چها میکند الهی بحق بنی فاطمه	بمقتضای غم گشت چرخ کهن با فداک انصاف ماه کمال فروغ دل و جان شده ذات او جیب خدا سرور انبیا غلام دنی هست فقیر او بدرگاه تو این دعا میکند که بر قول ایمان کنی خاتمه
اگر دعوتی رو کنی و رقبول من و دست و دامن آل رسول	
<h1>شجره الصیقه</h1>	
بسم الله الرحمن الرحيم	
ای خدا منم کریم و رب غفور شرمسارم ز کثرت عصیان لیک از فضل تو یقین دارم	لا تقد کرده ام خطا و قصور بیقرارم ز کثرت عصیان شاد با آن دل غمین دارم

کہ مرا کامیاب گردانی
 فسا ر غم کن مرا ز بچ و غم
 تا بکے قید دے الم باشم
 تا کہ شمع نالہ از دل پرورد
 از بہالت مرا بکن مسرور
 بہر دریلے فیض لطف و عطا
 پے سر و اما و لیائے کرام
 بہر قلب جہان شیخ زمان
 بچنان مثل او نشد پیدا
 یمنی خاص جناب رتہ الہ
 کل شاداب گلشن عرفان
 یمنی عبد اللہ شاہ نیک سیر
 سایہ قد پاک مصطفوی
 یمنی آن مخدو عزت کونین
 قمری شاہد احدیت
 یمنی عبد الکبیر معدن جود
 بہر نور خدا سے لم یزلی
 یمنی شاہ منور و دیباہ
 مسند آرائے بزم فقہ و کمال

سویت ایم زکوئے نادانی
 وارحمان کن مرا ز بند الم
 تا بکے مبتلائے غم باشم
 تا بسا نم ز عشق تو رخ زرد
 غلست بخت ما بکن کافور
 معدن بخشش و نوالِ سخا
 و ترۃ التاج اصفیائے کرام
 صوفی صاف قلب نور بہان
 رہنمائے طریقت مو لا
 شاہ عبد الرحیم عالی بہا
 عاشق ذات ایزد سبحان
 خلق را سوئے حق شدہ بہر
 ہم شمیم جناب مرتضوی
 شاہ عالی مہم غلام حسین
 بلبل مرغ نارا و بیت
 معبد لطف و فضل رتہ و دود
 کاشف پردہ غفی و حبلی
 ماوی در ہوائے حق آگاہ
 سرور اولیائے نیک خصال

شافع اُمت رسول کریم
 رونق ارض وزینت افلاک
 یک نگاه کرم برستم زار
 بھر مقبول بارگاه احسد
 بھر ممشاد صاحب عرفان
 بھر عبد اللہ واقف ہزار
 بھر غل مراد باغ صفا
 بھر آن شاد و مرشد ادا
 بھر آن بوسید عالیجاہ
 پے آن اسم اوبشہ مافی
 بطغیل فضیل نیک خصال
 پے شیخ محمد برتر
 حامی دین حق حبیب رسول
 آنکی بخش باغ دین بنی
 یعنی صدیق اکبر و فضل
 بطغیل کہ جمع حسنات
 برتر از عرش قصر و ایم او
 سرور انبیاء حبیب خدا
 سر و بستان بلغ غر و شرف

حامی خلقت خداے رحیم
 غوث اعظم حبیب ایزد پاک
 بگدا بخش دولت دیدار
 مرشد کامل احسد اسود
 ابو العباس خواجہ دوران
 صاحب فیض و کاشف ہزار
 بو محمد گل ریاض خدا
 نیک سیرت جنید ادا
 کہ از یافت فیض خلق اللہ
 شیخ عطا رومی چو شد ادا
 بھر منصور صاحب اجلال
 پے محمد حبیب گردون فر
 شدہ در بارگاه حق مقبول
 بلبل گلستان مصطفوی
 رہنما و خلیفہ اول
 باعث خلق جمیع موجودات
 قاب قوسین از مقام او
 احسد محبتی حبیب خدا
 غنیہ گلستان عمر و شرف

انچنین گشت کثرت عصیان گوئے معیان ربودم از شیطان

حال رستم بہین گناہ خطا
بخش عصیان ز راہ لطف و عطا

شجرہ فیاضہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یک نگاہ و پیر عبد خود فرما
یا الہی بحالتم بستر
مظہر ذات پاک جل و علا
زہدائے سلوک مصطفوی
قسمہ العالمین و نور جهان
پیشوائے جماعت فقرا
کلشن موضہ فروع و اصول
کوہ سردیج دولت والا
قطب فناء و سید کونین

اس خدائے کریم جل و علا
جس تو دارم نہ دیگرے یا در
پئے ان بوستان صدق و صفا
نور چشم و چراغ مرتضوی
مظہر فیض و مصدر عرفان
ہادی خلق و مصدر عرفا
فانی ذات احد مقبول
خستہ برج رفعت اعلا
یمنی ان صوفی غیر ثقلین

ہے اُن عالم معلوم نبی
 شہ عبد الرحیم قطبِ زمان
 بجنابِ شہِ صفیہ و کبیر
 شہ عبد اللہ خاصہ معبود
 ہے اُن شہوارِ عصرِ دین
 فخر گیتی و عزتِ دارین
 بہر اُن قلبِ مصطفیٰ آباد
 شہ عبد الکریم صاحبِ جود
 بقدرِ آبِ عرشِ پناہ
 بہ منورِ منیرِ عالمِ تاب
 ہے اُن قدوہ اکابرِ دین
 غوثِ ثقلین و شاہِ گیلانی
 ہے ہوا الخیر مردِ حق آگاہ
 ہے یوسف کہ نایز التورہست
 بہر شاہ ابوالحسن کہ کشود
 ہے شیخ احمد امامِ زمن
 ہے اُن کہ غیبِ دینِ خوش اوقات
 بہر بوبکر شیلی و لا
 ہے اُن سر و جویبار امید

وارثِ شیخِ خاندانِ مرقوئی
 مرشدِ دہادی و امامِ جهان
 سالکِ مسلکِ سولِ قدیر
 ذاتِ والا ست ظلہٗ مدد
 اختِربا و قارِ عرشِ برین
 حضرتِ سیدِ غلامِ حسین
 بود از قیدِ ہستی ہم آزاد
 عاشقِ جانِ ثارِ رب و دود
 حق رس و حق رسانِ حق آگاہ
 چمنِ دہر شد از و شاہِ ادب
 شرفِ اولیائے رسولِ زمین
 کہ شد اندر زمانہ لاثانی
 سیدِ باکمال و والا جاہ
 فیضِ او در زمانہ مشہورست
 از طفلیش در فیوض و دود
 یا الہی نگاہِ لطف بہ من
 در فیضِ خیراتِ برکات
 شیخِ شیوخِ مجمعِ کمال
 سیدِ اعلیٰ نقیہ جنابِ جنید

مرد میدان عشق و جان بازی
 لکن مرا استوار را و ادب
 فانی ذات پاک غرض جل
 در ره عشق کن مرا نامی
 که شده نقش پاش مهر نثار
 نغزین فیض و شوکت اقبال
 مسیح حسم و معدن الطاف
 قبلہ کو بہ صغیر و کبیر
 قلعہ رشتہ کے دافع و امام
 سید ہشدر ہن زمین زمان
 سرور کائنات و روح کل
 اصل مقصود و قبلہ حاجات
 یا الہی بہ اولیائے کرام

پئے آن بوہمنہ خستہ بازی
 بہر عبد اللہ موحی لقب
 پئے آن بو تراب شیخ اجل
 بہر آن بایزید بطحالی
 پئے عبد اللہ علم بردار
 پئے مہر سپہر بہاء و جلال
 قمری سر و گلشن انصاف
 تابع سنت رسول قدیر
 یمنی فاروق شاہ و نیک انجام
 بہر آن بادشاہ کوئی مکان
 خاتم قبلہ انبیاء و رسل
 رحمت خاص و مسیح برکات
 یا الہی بہ انبیائے انام

بہ این عبد کینہہ رستم
 یا الہی نگاہ لطف و کرم

شجرہ العثمانیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظر رحم جو من بدکار
 ایک ذات رحیم و رحمان است
 چون نہ بدور گئے تو سے آیم
 بھیراں نختہ زن فنون جلی
 بھیراں کعبہ امیر و فقیر
 بھیراں زمینت زمان زمین
 بھیراں مجمع فنون و کمال
 آل پاک جناب خیر انام
 رونق گلشن بہشت برین
 عارف کامل و ولی اللہ
 مقتدائے ہمہ نگو کاران
 عارف ذات ایزد متعال
 تامل خاص سنت نبوی
 آن امیر جهان غلام حسین

لے رحیم و کریم استار
 کر چہ این بندہ غرق عصیان است
 نیست جز باب رحمت بایم
 ہے ان منبع علوم خفی
 ہے ان قبیلہ صغیر و کبیر
 ہے ان رونق مکان و مکین
 ہے ان منظر جلال و جمال
 یسنی ان صوفی بلند مقام
 ہے ان باکمال سدرہ نشین
 یسنی عبد الرحیم والا جاہ
 ہے رئیس گروہ ابدالان
 یسنی عبد اللہ حمید و فضل
 ہے فانی ذات مصطفوی
 فتح آفاق و زمینت کوثرین

پے اُن کا شفیق غفی و حبلی
 شاہ عبد الکریم عارف حق
 پے شاہ منور عالم
 بھہر اُن مرکز زمین و زمان
 ذات او اندر عالم فانی
 بھہر عطاء و قبلہ اکرم
 بھہر اُن مغربی نور ضیا
 پے بو بکر مغربیت کہ او
 پے بو الفضل عالم یکتا
 بھہر ذات شریف اسماعیل
 پے شبلی کہ مرد زاہد بود
 بجنید کہ شد ز خود فانی
 پے خواجہ ابوسعید کہ بود
 بعبید حسن موحی کہ اُن
 پے اُن بو تراب نخب زو
 پے ماتم اصم امام زمن
 پے عبد اللہ خواص خصوص
 بشفیق بلخ نشہ ذیباہ
 بہر اسمیم او اسم بلخی

افتاب سپہر لم یزلی
 نور انوار عالم مطلق
 اختر برج نسیہ اعظم
 شاہ جیلانی آفتاب بیان
 ختم باللہ بود لائمانی
 کہ شد او لا جواب در عالم
 کہ شد اندر زمانہ بی ہمت
 بود بھہر شکستگان و بگو
 فانی ذات پاک حبیل و علا
 کعبہ فیض راشد بہت خلیل
 از تورع بشمع جامہ بود
 لیس فی الکون مثلاً ثانی
 صاحب شفقت و عنایت وجود
 بود در عہد خویش قلب زمان
 چشمہ فیض خردوان ہر سو
 دفع کرب و درد و رنج و محن
 بود اندر دو کون او مخصوص
 عارف بالکمال و حق آگاہ
 کہے او نمید بہ تلخی

<p>بتامی شام جان خوشبو رهنمائی جهان وحید زان رحمت حق بروح پاکش باد پیشوائی صفا پد اعظم ماه چرخ ولایت و عرفان الملقب بلفظ ذی النورین نسیب صبح وحدت اعلا رومی پاک و لطیف وجه الله ذات حق بر ملا هویدا شد به چشم انداوست روح روان همگی را بوسه او وصل است</p>	<p>بفصیل که شد ز فیض او عبد و امد که شد شرف بان بنیاب کمیل با بن زیاد بهمدان خنجرن حیا و اتم حامی دین و جامع قدران یعنی عثمان سید کونین بهر ذات جناب جیل و علا ویرا و جده گاه خلق است ز وجودش وجود اشیا شد به چشم انداوست نور میان بهر صرع اندکات او وصل است</p>
----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

یا الهی بکالت رستم
 بر سیاهی نگر ز چشم کرم



شجرہ اہل شریعت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یار باپنی عون سے مجھ بے حد کیواہے
مستکف باب رسول اللہ پر ہر دم رہوں
ہر بن موکے زبان شوق تیرا نام لے
میری آنکھوں کو عطا ہو سر سر عین یقین
دل سیر زلف مشکین رسول اللہ ہو
ہر بن موسیٰ انا ائحد کاغزو ہو بلند
مثل زر گن منتظر آنکھیں رہیں دیدار کی
نغمہ وحدت سنوں ہر دم رہا باجم سے
شہر بارگشتہ توحید کرائے لاشہ یک
وجہ پاک احمدی ہر دم سے پیش نظر
مور د فیض جناب سید لولاک کر
جو شام روح میں خوشبو رسول اللہ کی
تیری دیکھیں اپنی شکل میں ہر دم کروں
ہر میل شوخ میں دیکھوں جمال احمدی

مرجع کل مصدر بذات احمد کیواہے
حضرت صوفی امام مستند کیواہے
حضرت عبدالرحیم سرور قد کیواہے
شاہ عبداللہ دباسند کیواہے
آن غلام حسین افضال احمد کیواہے
حضرت عبدالکرم شاہ چاند کیواہے
آن عنایت عایت ذات احمد کیواہے
شاہ میر ان بیگ شریک و عبد کیواہے
پوالعالی شمس رفیع ابد کیواہے
شیخ داؤد مقدس مستند کیواہے
حضرت محبوب صادق سرور قد کیواہے
بوسیدہ قاطع نبض و حد کیواہے
آن نظام الدین غنی باسند کیواہے
آن جلیل الدین مصباح احمد کیواہے

کہ ضیاءِ اہتابِ حق سے روشن و باغ
 ابربر سا فیض کا میری زمین جہیم پر
 نعرہ اتی انا اللہ ہر پہلو سے سنون
 کل ملکہ ہرین جتن دیکھوں فلورِ عمری
 وہ جلال ذاتِ دجس سے رخِ خورِ یازد
 کوکبِ خشنودہ برج و صولِ ذات کر
 یا الہی دل مرا غرقِ بحارِ ذات ہو
 ذائقِ شیرینیِ توحید کراؤ نیکویت
 جلیلِ سرورِ سراپائے محمدؐ کو سب مجھے
 قید بین الملاق کے جلوئی نظر آئیں مجھے
 وادی پر خارِ کثرت سے گلِ مہذبون
 کل جہانِ آئینہ وحدت ناہوئے مجھے
 طائرِ اوج و لائے سیدِ لولاک کر
 ایک روحِ پاک نہ کہوں جلدِ قالبِ عین
 دل میرا ہو ساجدِ محرابِ ابروئے نبی
 سینہ سوزانِ دینِ سیرِ شعل ہونا و ذات
 ہر غمِ ویراں ہم دیکھوں اک سنہ انداز سے
 یا الہی ہونہ وحدت عاجب کثرت مجھے
 بابِ رحمت پر رسول اللہؐ کے سامدِ روح

قطبِ عالمِ عبدِ قدوس صمد کیو ہا
 حضرت شیخ محمدؒ ماہِ خدا کیو ہا
 شیخ عارف قطبِ ستانِ احد کیو ہا
 احمد عبد الحق شیخِ مغنم مستند کیو ہا
 آن جلال الدین محبوب صمد کیو ہا
 ترک شمس الدین خواجہ احمد کیو ہا
 صاحبِ محمد دمِ نیر غلام صمد کیو ہا
 حضرت گنج شکر نور ابد کیو ہا
 خواجہ قطب الدین کالی سقوت کیو ہا
 خواجہ اجیمیر شیخ مستند کیو ہا
 شاہ عثمان واقف ہر نیک بکر کیو ہا
 آن شریفِ زندگی نور صمد کیو ہا
 خواجہ مودود مقبول احد کیو ہا
 شاہ بو یوسف تمبیل ماہِ خدا کیو ہا
 بو محمدؒ کے فیوض لائق کیو ہا
 آن ولی احمد ثناء و قد کیو ہا
 خواجہ اسمٰعیل درویش صمد کیو ہا
 خواجہ محمدؒ شیخ مستند کیو ہا
 بو ہریرہ عاشق رب احد کیو ہا

<p>کہ تجلیات ذاتی مسیکر طور قلب پر گھستائے عینیت ہوا تشعہ ہم دوی اپنے اصل جانیہ کے فرع کل عالم کو پاؤں رکھ کر سنا گلشن تو سید تازہ دلغ و مخیر اصل شہود شام و شہود ہر نفس نفس سول شدت ہر نفس اپنی صورت زین کروں نطفہ و خزن</p>	<p>ان حذیفہ مور و فیض ابد کیو شاہ ابراہیم شیخ نیک و بد کیو آن فقیل و دریاے صمد کیو عبد واحد عارف و ذات احد کیو آن حسن بصری امام مستند کیو حیدر کرار و غم صمد کیو سرور عالم میرا و ج ابد کیو</p>
-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

یار اپنے عون رحمت پاسبان فرما دام
 رستم سکین ہدف کے بد کیو

شجرہ سابقہ زراقتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

<p>سید دنیا و دین شاہ امام کیو زینت ملک عرب و عجم کیو آن شہنشاہ نجف کان کم کیو</p>	<p>دربار بیکانہ یارب پیش و کم کیو غرق ذات قہر احمد کراہ العالمین یا الہی عالم علم لدنی کر مجھ</p>
--------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

اپنے سوز عشق سے فنا خاک مہی ہو
 کرب و غم سے صبح مسیح و کربا پنا ہو
 یا الہی کہبتاع آخرت سے مالدار
 لئے دو دیا کہ بھگو اپنی جنت ضرور سے
 تشہ دیدار جہنم بھگو عطا ہو بیام وصل
 تابع احکام سنت رکھ خسران و بند کریم
 یا الہی ہے مجھے عرفان پیری ذات کا
 جاری ساری ہو گر گویں سیر عشق نبی
 رکھ کریم احمدی کا بھگو محرم ہر گز ہی
 ذرہ ذرہ سے بیان ہو آفتاب معرفت
 اتباع احمدی کا منتجع فرما مجھے
 غنیمت مقصد کہدا اپنی بولے فضل سے
 قبة خضرے اقدس کی زیارت ہو نصیب
 آب رحمت سے ہر اکروب میرا نخل مراد
 سنسک فرما سلوک فرا جگان چشتین
 طر صریحا سے محفوظ کہ شمشاد جسم
 چشمہ فیض و لاینت سے ہمے سیر کہ
 منت فیض فیض طائر کہ نہایت ہے نیاز
 کیسے پاک عورت کا میرا دل ہو اسیر

آن حسین کشتہ تیغ مستقر کیوا ہے
 سید سجاد عابد ذی ہسم کیوا ہے
 شاہ باقر مصدر فیض اتم کیوا ہے
 جعفر صادق اسیہ محترم کیوا ہے
 موسیٰ کاظم مداح کرم کیوا ہے
 حضرت موسیٰ رضا زوی ہم کیوا ہے
 حضرت معرون کرخی ہاشم کیوا ہے
 حضرت سہری سقطی ذوالکرم کیوا ہے
 آن جنید عارف ذات قدم کیوا ہے
 آن بناب شبلی تکلف الغلم کیوا ہے
 عید واعدہ مورد سیر اتم کیوا ہے
 ابو الفریح طرطوسی عین کرم کیوا ہے
 ابو الحسن ہکاری نیکو شمیم کیوا ہے
 یوسفید مخزن حلم اتم کیوا ہے
 غوث پاک مظہر شاہ اسم کیوا ہے
 عبد رزاق امیر محترم کیوا ہے
 حضرت شاہ محمد ذی ہسم کیوا ہے
 شاہ احمد کان الطاہر کرم کیوا ہے
 حضرت شاہ علی چشم نغم کیوا ہے

شیشہ خالص سے سیسے دور ہو کر دھلا
 دی مجھے اعمال حسنہ کا عمل باریعام
 یا دین تیسے بے پرواہ میری عمر عبث
 اپنی کان معرفت کا کہ تو دتہ ہے بہا
 بے نیازا کہ ہمارے قلب دل کو بانی
 بہرہ ور اپنے جمال پاک سے کہ وہ الجلال
 کو چہ تفریق بین اپنے کرم سے فرد کر
 ناریغیرت ہو مجھ پر بلغ نور عنیت
 تیری ہر اک شان بین اک آن پاؤں جلوہ گر
 کہ کلید معرفت سے داسارا افضل دل
 بلبل نخل تجلیات ذاتی کر مجھے
 ثروت کوثرین سے ہو دل میرا یارب غنی
 مورد فیضان صابر کہ مجھے ای پاکذات
 راہ عرفان میں خداوند امیری ابد کو کر
 عالم ناسوت میں لاہوت دیکھوں
 اپنے آئینہ میں پاؤں عکس تیرا عکس
 خطبہ خوان منبر توحید کو اسے لا تشریک
 سرفرازی و عروج فکر کی سراج سے

شاہ موسیٰ دافع رنج و الم کیوا ہے
 سید شاہ حسن نور قدیم کیوا ہے
 آن ابوالدیناش سودی شمس کیوا ہے
 آن بیاد الدین فقیر باکرم کیوا ہے
 آن محمد پاکباز چشم نہ کیوا ہے
 حضرت شاہ جلال محمد شمس کیوا ہے
 آن فرید بیگئی ذی شمس کیوا ہے
 شاہ ابراہیم قتالی ذوالکرم کیوا ہے
 حضرت شاہ شین ذوالہم کیوا ہے
 حضرت عبدالقادر نور قدیم کیوا ہے
 عبدالرزاق امیر فنی شمس کیوا ہے
 آن نظام الدین علاء مستم کیوا ہے
 حضرت عبدالکفریم باکرم کیوا ہے
 آن غلام حسین میر محبت کیوا ہے
 شاہ عبداللہ شیخ ذی ہم کیوا ہے
 حضرت عبدالرحیم مستم کیوا ہے
 آن جناب صوفی غنی کشف الظلم کیوا ہے
 اوس شمس صوفی امیر باکرم کیوا ہے

اگر مجھے نیرنگی اسلے یارب بہرہ ور

حضرت صفوی غوث نیکو شیم کیو اے

شجرہ سلسلہ بہرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عبدزولیدہ زبان کج مج بیان کیو اے
حضرت صفوی غوث نیکو شیم کیو اے
حضرت عبدالرحیم نور جان کیو اے
شاہ عبداللہ ششیخ کا ملان کیو اے
آن غلام حسین غوث قطب و اعلان کیو اے
حضرت عبداللہ غوث نور شان کیو اے
عبد رحمان شمیم بیکان کیو اے
عبد قدوس امام عارفان کیو اے
آن صلاح کامل نور جان کیو اے
آن محمد قطب نور بے نشان کیو اے
آن محمد قطب فخر قدسیان کیو اے
شیخ دین رہنما انور جان کیو اے

رحم کر یارب فقیر نیم جان کیو اے
کر صفوں اولیائین مجھ کو یارب باریا
کہو کہ ابوابِ رحمت کدے مجھ کو بر
دوستی و عیدیت پر یا خدا مجھ کو عبور
ہو شبِ آلام میری یا الہی صبح عید
رہبر و راہِ طریقت کر مجھے اسے بے نیاز
کر کیف روح میری اپنی کیف وصل
حسن پاک احمدی سے کہ نور لوح دل
علمت عرفان سے یا رب ظلم کر مجھے
نیر خشنودہ کہ اوج تقدس کا سمجھے
یا الہی کہ مجھے سہلک ذاتِ نبی
سنتی ترمیم کھلایا میں مجھے نشیہ میں

اپنی حبت ذات سے یارب مجھے محبوب کر
 کر حقیقت کے مدارج سے الہی بانہر
 اپنے ناز و لربیا سے میرا دل لے لیا
 ماہتاب آسمان فقر کر یارب مجھے
 مطلع انوارِ س ذات ہو یہ دل میرا
 شرک غیرت کی آلائش سے بھکوپاں
 صدرِ زبرِ فقر فرما اس فقیرِ خستہ کو
 بادہ سکرو بقا کا ہر حبت ہو ایک مام
 اپنے علمِ مفت سے تو سیکر تسلیم کر
 کثرتِ طاعات کی یارب مجھے توفیق دے
 کسوتِ صبر و رملے کر مجھے آراستہ
 یا الہی صفت دل میں ہو تو تیرا خوف ہو
 لوحِ دل پر سیکر فرابت نقشِ سہمِ ذہن
 لہجۂ سخی میں دیکھوں عالمِ علوی عیان
 جسمِ فلکی سیکر کر مور و فیضِ قدم
 فانیضِ اقلیم سہتی کر مجھے ای پاکِ ات
 عارفِ ذاتِ جنابِ صلحا، بوجاؤں میں
 کر جلائے قلب اپنے انجلائے ذات سے
 جلوہ ماورِ عجب سے دب میری لکھنؤ کو

شاہ کرن الدین رکنِ دو جہاں کیواں
 حضرت مابو الفتح روحِ رواں کیواں
 صدرِ دین پشیوالے عاشقان کیواں
 حضرت شاہِ منشیہ غرض بیان کیواں
 آن بہارِ عاشق رتبہ بہان کیواں
 آن شہا بلدین شیخِ عارفان کیواں
 بونجیبِ دفع و ہسم و گمان کیواں
 خواجہ طاہر صدرِ زبرِ عاشقان کیواں
 شاہِ وجہ الدین پاکیزہ زبان کیواں
 شیخِ عموئیلہ رئیس کا طمان کیواں
 فروغِ زبانی جانِ جہان کیواں
 آن ابوالعباس فخرِ اسمِ جان کیواں
 شاہِ عبد اللہ خفیف نورِ جان کیواں
 آن محمد خواجہ قلبِ زمان کیواں
 آن جنید پاک شاہِ لامکان کیواں
 سقطی نورِ زمین و آسمان کیواں
 حضرت معروف کرنی خوش بیان کیواں
 حضرت داؤد طالی و درشلان کیواں
 آن حبیبِ محبتِ قلبِ زبان کیواں

کر مذکب ناز سے زخمی دل مضطرب یا الہی گوہر کان ولایت کر مجھے	آن جن بصری امام عارفان کیوں ملے آن علی مقت لمے دو جہان کیوں ملے
----------------------------------------------------------------	--------------------------------------------------------------------

کر دلائے احمدی بین مجھ کو نانی امیر کریم مصدق گل ذات ختم سلطان کیوں ملے

شجرہ الحسین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یارب اپنا عشق دے شور پہ کیوں ملے صاف کوٹا مینہ دل سے سیر رنگ دلی مالخ ابر کسٹم مسکین پر اپنا رحم کر نور کشف عبدیت سے چشم دل پر نور کر غم را بہ مجھے غل ولایت کے غل مرفق فرما رخ دل سے نقاب غیرت کر غرق بحر رحمت مجھ کو ریت رحیم راہ سب کا ہوسا گوارا الہی دل میرا	نور اول صاحب شوق القدر کیوں ملے حضرت صوفی شہ عالی گہر کیوں ملے حضرت عبدالرحیم راہب کیوں ملے شاہ عبداللہ مرد با اثر کیوں ملے آن غلام حسین شہ مقتدر کیوں ملے حضرت عبدالکریم راہب کیوں ملے عبدالرحمان نور دین اہل فک کیوں ملے آن امیر محبتاے خوش سیر کیوں ملے
----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

<p> کہہ فرمائے قدس یارب میرا تازہ دماغ جو معطر روح عطر گلشن اسلام سے اپنی صورت میں نمایاں پاؤں شکل احمدی باادب حاضر ہوں استادہ باب بنی چشم ماہ و خور ہو خیرہ میری نور قلب سے کُل مراتب میں رنگ نفع فیض انات پاؤں کہ بدالِ حدیث سے سوخت پندار دہنی رب زدنی کے سارے مجھے آگاہ کر دم بہرے ہر دم میرا جت حبیب ذات کا ورد ہم پاک احمد میرے توت قلب ہو کہ مژدین کیوت عرفان سے میرے جسم کو بسل جسمام ابرو بکئی ہو دل میرا کہ نور نور عرفان سے میرا تار کینل </p>	<p> عبد قدوس مقدس مقتدر کیوٹے آن سلام رنگ خورشید قمر کیوٹے حضرت شاہ قطب عالی گھر کیوٹے شاہ قطب الدین فقیر باثر کیوٹے شاہ نجم الدین نوری خوش نظر کیوٹے خضر رومی عاشق خیر البشر کیوٹے آن جمال الدین حبیبیں باہر کیوٹے بازید کسب اہل بصیر کیوٹے جعفر صادق امام دراسبہ کیوٹے باقر شاہنشاہ جن و شبہ کیوٹے زین عابد زینت شمس و قمر کیوٹے حضرت شبیر تقیہ جگر کیوٹے آن علی پاک شاہ بحر و بر کیوٹے </p>
---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

آب جوئے قدس سے دہو کر میرا دل شاد کر

بادشاہِ دو جہانِ نسیمِ البشر کیوٹے



شجرہ الحنفیہ رض

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلیم عرفان و خدایات شہ لب کیو اٹے
 کر الہی عقل اول سے مہر روشن باغ
 کو چہ فقر و فاقین کر مجھے یکتا دفر
 دولت قرب اتم سے مجھ کو مالال کر
 رکھ سک در گاہ صابر خدا جو بے نیاز
 کر مژدول ہمارا اپنے نور ذات سے
 دے پرتو حیداس مور ضعیف خستہ کو
 دے رموز عالم بالا سے بالاک عبور
 یا الہی برزخ کبری کے معنی کو لہ سے
 خلعت وحدت وجود روح کو سونے عطا
 اپنی در گاہ شہنشاہی کا مجھ کو کر فقیر
 تیری تیغ عشق سے یارب میں ہو جاؤں
 نور اول کی حقیقت کا محقق کر مجھے
 والی ملک ولایت کر مجھے ملائی کل

غیرت ملک عجم رشک عرب کیو اٹے
 صوفی پابند فرض و سنج کیو اٹے
 حضرت عبد الرحیم ذی رتب کیو اٹے
 عبد اللہ مخزن علم و ادب کیو اٹے
 آن غلام حسین شیخ منتخب کیو اٹے
 حضرت عبد الکریم فضل رب کیو اٹے
 رمت اللہ دافع رنج و تعب کیو اٹے
 حضرت شاہ حیات خوش نسب کیو اٹے
 شاہ صادق عاشق اتمی لقب کیو اٹے
 بوسید طالب عالی طلب کیو اٹے
 آن نظام الخیر والاحسب کیو اٹے
 آن جلال الدین جلال پاک رب کیو اٹے
 عبد رس مقدس ذی رتب کیو اٹے
 آن صغی عاشق ماہ عرب کیو اٹے

کر شرف مجھ کو یار بدلنے شرف دیدے
 کر غلیل کی تفرید لے مولا سیکر
 انجلائے نور سے کر قلب میرا مانتاب
 خضر صحرائے سعادت کر مجھے ایسے نیاز
 جو مفرح یہ دل پہور جام وصل سے
 کاشف ہمارا غیبی کر مجھے ایسا کذا
 عارف و معروف کی تیز سے آزاد کر
 کھولے اپنی کلید معرفت سے باہل
 آفتابِ دل سے حیرا بر غفلت دور جو
 نور خورشید حقیقت سے مجھ پر نور کر
 ماند ہو چکر صفائے دل سے نورِ قباب
 رشکِ ماہِ چار دہ کر اس دل تار یک کو
 ساجد بابِ شہنشاہ ریل بودل میرا
 جادہ تسلیم کی یار بد مجھے رامین کھا
 سارے عالم میں تصرف پاؤں اپنی ذات کا
 قاری تہہ ان رخسارِ رسولِ اللہ کر

آن نصیر الدین نصیر روز و شب کیو اے
 شاہ ابراہیم شیخ منتخب کیو اے
 عبد واسخ منظر انوار رب کیو اے
 عبد قادر داغ خشم و غضب کیو اے
 شیخ عثمان قاطع لہو و لب کیو اے
 شاہ فضل اللہ خوشنوخوش نسب کیو اے
 شاہ نجم الدین نور روز و شب کیو اے
 شاہ ابراہیم شیخ ذی رتبہ کیو اے
 شیخ احمد تاج شاہ عرب کیو اے
 بو حنیفہ آن امام منتخب کیو اے
 جعفر صادق امام روز و شب کیو اے
 آن جناب باقر انوار رب کیو اے
 سید سجاد عابد ذی رتبہ کیو اے
 آن شہید کر بلائے تشنہ لب کیو اے
 آن علی پاک محو ذات رب کیو اے
 سید عالم شہنشاہ عرب کیو اے

چشمہ رحمت سے درِ مغفرت چو اے عطا

رستمِ خاظمی نذب پر تعجب کیو اے

شجرہ فیہ روئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جامہ توحید دے اسختہ تن کیو اے
 فیضیاب آفتاب معج و مدت دل رہے
 سرمہ مانع والی نرگس نگین دکھا
 قلم عرفان روان ہو میرے قریب میں
 کر بیان ہوت کلمے شیر بہر
 دل حریق آتش الفت رہا یارب مدام
 دولت عشق نبی سے مجھ کو امان کر
 چشم دل غمور ہو ترے خار عشق سے
 یا الہی آفتاب زندگی جب ہو غروب
 سبزہ صحرائے طیبہ کی نزا دو قلب کو
 تن سے ہوا پاک ہے صوفی عالمی
 جب لب بام فنا آئے میرا شمس میا
 نور اول جلوہ فرما پاؤں کل ابصار میں
 کہ مقرب مجھ کو قرب صاحب تو میں سے

سبد کون و مکان جان زمین کیو اے
 صوفی محبوب رب ذوالمن کیو اے
 حضرت عبدالرحیم سیم تن کیو اے
 عبداللہ مہر بر علم و فن کیو اے
 آن غلام حسین گلگون برین کیو اے
 حضرت عبدالکریم گلاب ان کیو اے
 عبدالرحمان صید بزم اہل فن کیو اے
 عبدالقدوس فقیر خوش چلن کیو اے
 منفست کیو سلام گلبدن کیو اے
 حضرت محمد قطب اہل فن کیو اے
 قطب دین پاک صدر انجمن کیو اے
 فضل کیو آن مغیر خوش چلن کیو اے
 شیخ نجی شرف دین شیخ زمین کیو اے
 آن نجیب دافع رنج و محن کیو اے

رکھ مجھے یارب ہمیشہ سائل فیض نبی
 جب میں ہوں دہر فلکے راہی راہ بقا
 دعوت توحید کا یارب مجھے مدعو بنا
 ہر وجہ الشیخ کا دیدار تیری دید ہو
 دو صفا کو ماہ قلب حضرت صفویؑ سے نور
 یا الہی دل میرا سوسلے کو وفات ہو
 دل میرا ہو وادی ایمن تجلاتے تیرے
 ترسا معرفت کی بارش نمت سے کر
 کر شعاع شمسِ امی سرور سے ستغیر
 دے وہ سوز عشق جس سے مرغ دل کو گاتا
 کتبہ ذات رسولؐ اللہ کا عابی بنا
 اپنی جنگ روح سے ہر دم سنون نجات
 کو کب خیر شان برج وادیت کر مجھے
 ہر تیس میں بطر ز نوع تیرا حسن پاؤں
 کو چہ تسلیم میں یارب رہوں ثابت قدم
 گو ہر تابندہ ہجر ولایت کر مجھے
 یا الہی دے مجھے قیام سرانِ مجید
 کشتہ شمشیرِ ابدی رسولؐ اللہ کر
 مجھ کو ادراکِ حدیثِ سید لولاک دے

شاہِ رکن واقفِ سرور علیؑ کیواں
 رحم کیو بدر دین شیرین سخن کیواں
 شاہِ سیف الدین سیفِ ذوالسن کیواں
 انجمن دین کبرائے کلون پرین کیواں
 آن نجیب زینت ہمسرا انجمن کیواں
 شاہ و جہ الدین پاکیزہ چلن کیواں
 حضرت عموئے شیخ مردوزن کیواں
 احمد اسود رئیس اہل فن کیواں
 حضرت مشاہد نور ذوالسن کیواں
 آن جنید شہد ربزم اہل فن کیواں
 آن سرخی سقلی شیرین سخن کیواں
 حضرت معروف استاد وزن کیواں
 آن رفعا محبوب حق ذوالسن کیواں
 موسیٰ کاظم غریب و بے وطن کیواں
 جعفر صادق امام مردوزن کیواں
 شاہِ باقر مہر ہر علم و فن کیواں
 زین عابد یادگارِ خجست کیواں
 آن شہید کربلاؑ غنی کفن کیواں
 حیدر کرار مسند صف شکن کیواں

ہوں صفاتِ سبب میری ختم ذاتِ محمدیؐ
سرورِ عالم شہنشاہِ زمیں کیواں

میوہِ نخلِ لایات لرزدا یا قوتِ روح

رستمِ قمارِ خسفِ خمتِ تن کیواں

شجرِ کبریا و یہ غلہِ سبب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مضطرب و بیتابِ فرقت آشنا کیواں
احقر و درویشِ مسکین بنوا کیواں
فیضِ بخشِ ہر دو عالم مصطفیٰ کیواں
مقتلِ اہلِ عرفان مرتضیٰ کیواں
ان حسین پاک شاہ کو کربلا کیواں
مہبطِ فیضِ بدین اللہ کیواں
سیدِ السادات باقر رہنما کیواں
جبرِ صادقِ انیسِ اولیا کیواں
موسیٰ کاظمِ امیرِ اتقیا کیواں
یوحنا بنِ حضرتِ موسیٰ رضا کیواں

کھول بابِ فیضِ یارب اس گدا کیواں
اک نظرِ چشمِ کرم سے اس گدا کیواں
اپنی شمسِ ذات کے انوار سے کمرِ مستغفر
سخت راہینِ معرفت کی چھ پریاں سبیلِ نور
کشتہ شمشیرِ تسلیم و رضا کر تو مجھے
جو مقربِ روحِ میری تیری قریب سے
ساکبِ راہِ ہدایا رہا ہوں ہمیشہ رکھ مجھے
اس دلِ وحشی کا مونہ جو اللہ العالمین
کے مقاماتِ فنا و فقر میں یارب میرے
دستِ معارف کے حقائق پر غذا یاد دہتر

تیری سوز عشق سے ہر دم رہوں میں تیرا
 گر سرورِ وصل سے سہو میں نوم ل
 علم جو اپنی حقیقت کا مجھے اے بے نیاز
 کر گدائے بارگاہِ احمدی یارب مجھے
 اب رحمت سے ہماری فرد عصیا پاکر
 شہرِ قہستی میں میری کر طلوعِ شمسِ ذلت
 میرا ہر عضو جیسی یا زمین ہو تیری محو
 کرنیستانِ صداقت کا مجھے شیر بہر
 آہائے صلئے ذاتِ الایزال کرتے مجھے
 گلشنِ ذاتِ محمد کا مجھے بلبل بنا
 یا الہی شامِ عصیان ہو میری صبحِ نبات
 قبر میں ہی تاقیامت دکھو تیری یاد ہو
 دل شعلہ شمس سے بڑھ کر میرا پر نور ہو
 کہولے رنرینِ نغمی کی مسمی انبات سے
 اپنے مقبولین کے صدقین مجھ کو بخشہ
 کرتا می حاجتین میری روا اے پاکذا
 مارِ غیر سے ای رب پیمانِ محفوظ کر
 اپنی آبِ فیض سے کر گشتِ دل میرا
 مسکینِ فاضلِ مذمومہ حیدر ہوں غنا

حضرتِ معروف کرخی میرا کیوں اے
 حضرتِ سترے سقلی شہتہ کیوں اے
 آن جنیدِ عالمِ علم انا کیوں اے
 بوعلی زود و بارے پیشوا کیوں اے
 بوعلی کاتبِ ماہِ بقا کیوں اے
 مغربی عثمان شہرِ بادشاہ کیوں اے
 قاسم گرگانی نازک ادا کیوں اے
 بوعلی فارشد شیخِ ہمدان کیوں اے
 آن غزنائی محمد رہنما کیوں اے
 احمد غزنائی جانِ صفا کیوں اے
 بوخیستہ اشرفِ ارض سا کیوں اے
 پادبوسی عمارِ پیر ضیا کیوں اے
 شاہِ نجم الدین کبریٰ باسخی کیوں اے
 آن ملی آبن لالا بوالوفہ کیوں اے
 مجددینِ پاک کی آہ رسا کیوں اے
 احمد شہرانی حاجتِ ردا کیوں اے
 نور دینِ نسوانی سترے ایسا کیوں اے
 آن عطار الدولہ صاحبِ عطا کیوں اے
 حضرتِ محمودِ نوبر کبریا کیوں اے

آن علی مہدائی شکاکت کیا کرتے
 حضرت سیدنا درویش خدا کیا کرتے
 سید احمد نور بخش پر فسیا کیا کرتے
 یوسف نور سے جمیل خوشاد کیا کرتے
 آن علی پیر بابا با صفا کیا کرتے
 حضرت درویش حق آشنا کیا کرتے
 شاہ دریا خان شمع ذوالعطا کیا کرتے
 حضرت خالاک شہر و بیک کیا کرتے
 رحمہ شاہ چوہا خدا کیا کرتے
 حضرت عبدالکریم پیشوا کیا کرتے
 آن غلام حسین نور مصطفیٰ کیا کرتے
 حضرت عبداللہ اہل ولایت کیا کرتے
 حضرت عبدالرحیم مقت کیا کرتے

اتحاد کی تکمیل خداوند مجھے تہاں ہو
 رکھ مل صد چاک پر سیر تو مریم دل کا
 شمع رکھ نور اول کی شمع عوں کا مجھے
 دے مال بوسنی کی اس سے مجھ کو خبر
 محرم ہوا دوحی کر مجھے اے ربنا وح
 بیک شمع غیب لکرا اس گدا کے تہ پر
 یا اہلی کر ترحم اس غریب خستہ پر
 خواہشات ماسوائے قلب ہو خالی میرا
 دل جو ہر پاس سے یارب میرا گھر گیا
 دے شراب بخود کی کا مجھ کو یارب کیا
 کر اسیر ملکے حدت اے شہنشاہ جہاں
 کر حرم عبدیت کا محرم کلی سمجھ
 لجنہ میراے رحمت کا شناد رکھ مجھے

مصطفیٰ خاں ائمہ کا ہوا حافظ دل امرا
 صوفی شمع صنوف صفا کیا کرتے

شجرہ ایشادلیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سہر کوثرین ذاتِ سہری کیوا
صوفی غامنی ذاتِ احمدی کیوا
حضرت عبدالرحیم مستقی کیوا
عبداللہ واقفِ رمزدلی کیوا
آن غلامِ حسینِ اولاد علی کیوا
حضرت عبدالکریم متقی کیوا
آن منور کاشفِ سرخفی کیوا
بو الحسن شیخ طہ بن شاذلی کیوا

ایک نگاہِ لطف و لرزشِ غنی کیوا
اپنی نورِ ذات سے مجھ کو صفا قلب دے
اے جیم پیکانِ کریمتِ حسنِ عمل
رکھ مجھے آزادِ قیدِ عابد و مہبود سے
اے مسکے مولا دل کے ذاتِ سکرِ بہرِ باب
دستِ عشاقِ مینِ کفر سے لے ربِّ کریم
صفحہِ دل پر ہمارے کر رقمِ تحریرِ نور
آسمانِ حسنِ کافر با مجھے ماہِ بدین

کل شئی جج کی اسل سے ممتاز کر

مرحی کائناتِ پاکِ احمدی کیوا

قصیدہ متبرکہ بحضور شیخ الطریقیت امام اصحاب حقیقت حضرت صوفی جانصائد طلالہ حقیقہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وردم و دہر پیکر معنی ہزار جان
تاشیر جانفرست در انداز ایں آن
مستغنی است خاطر از سیر و نشان
بر سبزہ خط جان بخش گلرخان
از یاد شد شکر شکنہائے طوطیان
ہنگام نطق معنی بار یکے خوش بیان
شدم رفیع چو کوکہ بخت خستہ ان
بر روی بروئے دیدہ تحقیق عرفان
نظم کہ ہمت شاہد ہمیش در جهان
در دیدہ تصویر یاران نکتہ دان
پر نور شد ز شمعش او چشم اختران
دیدم نہ بچکس کہ کنم حال نویان

کہ معجزہ مسیح کند کلک من عیان
آب حیات و نظم دل آویز من یک اند
ز نگین تراند بسکہ سخنبائے نقر من
خدا کشیدہ خامہ مشکین شمسام
لطعم چو قدر بخت بامان سامعہ
از نافہ دوات جو آہوئے کلک من
ہر مشک اند کہ بچیب سطور ریخت
محتاج استیاج کسے نیست دعویم
شور ہلاش بہمان افقادہ است
ہر شعر من کہ ہر دو جان کترش بیتا
بر کوہر یکہ کلک گھر دینور بخت
با این قلوب ہر فطری مکدر م

هشکم چو روشن شود از در جهان و دل
 نخل ملو مالک کون بار دار نیست
 دل را چمن چمن گل حسرت بدین است
 از جگر خمیر غم و سوز ناله را
 غیر از غبار نیست در آینه دلم
 هم که بخون دل شگفانم بهار درد
 باید مرا اکنون که بهای درد روم
 برستان صوفی جان رهنما خلق
 چشم جهان ندید چنین پیشوائے گل
 نواوه مدیقه عشق غدا و فقر
 منزیه ذات پاکش و تشبیه صورتش
 باید ز روی روشن او مهر و دشنی
 دیدم نه این صفایه که شاید از دهر
 در یادلی که روبروی فیض به شمار
 کرسی نشین معرفت و ذات کردگار
 مستغرق پنجار صفات نبی است او
 باید جهان ز فیض اتم آنجناب پاک
 از عکس صاف حضرت صوفی جلایندیم
 کعبه فیوض الهی است ذات او

هر صبح او برون رود از اوج کجکشت
 کرد دست آسمان سطر بر و خزان
 از خار غار شعله مرا سوخت آسمان
 بیرون کشیده است غم هر موکشان
 نقد این جوهر است درین تیره خاکدان
 تا که بسوزد سینه گرم آسمان
 تا وار هم ز کینه و جوهرستم گران
 قلب ز راه غوث جهان شیخ مار فلان
 شبلی وقت و خواجہ خصال و فلک چنان
 قمری خوشنوائے گلستان چشمتان
 شد ممکن و وجوب یک ز اتو عیان
 گردد مطیع آرزویش هر زمان بان
 جان و دلش نموده غذا لب لعل بان
 عشر عشریست یم و بحر سیکان
 سیر ندایه پرده دانش شد بنان
 خلق محمدی شده در سیرتشان
 سرای سادات جاوید و جهان
 آمینه خمیر مصفاے قدسیان
 کامل شوند از اثر فیض ناقصان

معراج معنویت چنان آن امیر را
 دایب تنگان دهن پاکش بیک کرم
 پیدا اما الرسول ز هر موعج جسم او
 در وصف غائبانه ذات شریف او
 وقت است آن بیاوری عقل نکته و
 عرفان تاب چو نموندیم در جهان
 ذات مبارک تو بوز اندرین زمان
 برے گل ریاض کرم خلل عام تو
 حلت اگر بگاه سبک سایه افکند
 لطف تو بر غریب مدامت سایه دار
 چو نتوولی کامل بر حق بدهر نیست
 کس نیست بر در تو نیابد مراد خویش
 ای یور و طهور خداوند انس و جان
 ای عاشق جمال و کمال محمدی
 از فرش تا به عرش همه سوخته شود
 ممکن نبود نه شمه ز وصف جناب تو
 لے رہنے راه سلوک محشود
 بر موعج جسم تو کند آغاز نغمه
 لے عند لب نغمه سدا بلغ معرفت

۱۰۲

۱۰۲

خدا م اور و ندیک گام لامکان
 و خسل شوند در جسم ختم مرسلان
 فانی بذات مصطفوی گشت پنهان
 تا چند مستم جگر افکار تر زبان
 آرے حضور او گهر چیدار مغان
 این پایہ نیافت کسے هم ز صفیان
 قطب طریق عشق و خداوند چشمان
 پر عطر ساخت جیب عروسان گلخان
 برگ خسته شود ز وقارت جبل گران
 از طاقت تو یافتہ ہر ناتوان توان
 پیدا انگشت مثل تو دیگر دین مان
 ذات مقدس است مددگار بیکان
 سے مصدر صفات نبی گشت زمان
 باشی چرا نہ دلکش و محبوب انبلی جان
 کر سوز عشق گرم تو باشد شرف نام
 باشم چہ شہ گریہ ثنائے تو تر زبان
 دار بند آرزوئے لقاے تو کاملان
 گوید بشوق ہرین موتا زہ داستان
 سے غمخیز گشتہ ز گلزار چشتیان

مطلع

مطلع

مطلع

آورده هست این گهر چنار مغان یارب بآن ولی خدا سید زمان یارب بآن که پایه او قطب اصلا یارب بآن که ادی ارباب عرفان یارب بآن که سید و کزدار کمالان مانم بکے بزم مرهفتاق عاسیان محروم از در خودم سه کار بیان	این رستم غلام کنون از بر لے تو یارب بآن امام مہاشیخ با صفا یارب بآن که نائب احمد خطاب ادا یارب بآن که مرجع برنا و پیر هست یارب بآن که منظر جامع محمدیست بر حال زار من نگد لطف از کرم بر عبودیت نظر کن بر رحم خویشین	
	استاده ام بیاب امید تو سنگون رحم حال رستم و نخست نیم جان	
قصیدہ دوم در مدح عالیجناب لایت مآب کریم انتساب حضرت صوفی جانصا قبالہ مدظلہ العالی		
	بسم اللہ الرحمن الرحیم	
کنہ کاتب کمال سن یدریضا و خشتانی ز نظم گشت حسان عجم رانیز خیرانی	ز ہیو طبع مستلیم نمایند در جهان ثانی لحم و دمی و وحید یکتا بشنم بواجب باندن	

حیات جلوه‌ان دارد کلام پشمال من
 سخن ساخته ملک سخن اسحر نطق من
 کلیم طور مضمونم فروغ از نظم من پدید
 به نیرم اهل دانش نظم خود را چون علم کردم
 تعلی بقدر زربهاره رسم نمی زین
 برائے مح آن قطب جهان آماد چون گشتم
 بحدائق کتم توصیف آن صوفی لائانی ^{مطلع}
 تعالی اندر به اوج مقام حضرت والا
 نشان عبادت حق جلوه گر شد در لباس
 آنا احمد زهر سوسه وجود پاک او پیدا
 چنان فیض نور بهت آن شاه ولایت را
 سرا با عالم علم لدنی هست آن سید
 اگر بیند اوج شان محبوبی آن ما به
 ندیم سرشار و بخود ازین وجوه توالیش
 اگر گوید که از جان پاکش فیض مدحانی
 بمالیم کس باقی نماند از دلی بودن
 امام مبد و طوبیقت نفوس معشوق کل
 سب درگاه او انجا همیشه سیر میزد
 که اے دگر صوفی شدم از من نیت

بقبح حیات گویم خویش اگر سعی نمانی
 منور گشت از نور کلامم نیرم امکانی
 بگیرد از کمال من ترا عظم و خشان
 ز خیر اهل پنیش افتاده نظم خلقتی
 درینا معنی فضلنا بعضکم نمیدانی
 یاین معنی مرلزیاست دعوی بهی انی
 که ذات پاک ولاریس عین ذات یزدانی ^{مطلع}
 زنده هر قدر دهم درگاه بنگ اعظم شانی
 بیاطن ذات یزدانی بظاہر شکل انسانی
 بذات احمدی شد مالک مستهلک فانی
 یک ساعت دلی خاص گرد و فاسق نزلانی
 خضریم از ادب پرسد از دراه خدوانی
 کند آغاز شبلی و عراقی چاک امانی
 بوجدایم کنم آغ از خواندن مطلع نمانی ^{مطلع}
 یک آنه شود فارغ ز بند و قید مصبانی
 اگر دریائے عرفانش کند طوفان طینتی
 طریق و بدر او جود رموز فقر را بانی
 در آن جای که باشد عالم ابراهیم پرستانی
 بچشمیست ترایه نظر اوج سلیمان

چو آن ذاتِ معلّٰی طہورِ فطرتِ بے رنگی
 تر بامِ واحدیت نیز بالا تر مقامِ او
 بہت بختِ معرفت ستارِ شد آن شامِ بی منت
 و مادہ سجدہ می آرم پیش بارگاہِ او
 کما این مستورِ صفوی بہین از چشمِ دلِ او
 یک آہ ہے دو عالم سوختہ خاکِ سرے گرد و
 غبارِ خاکِ پائے او و ہد اکیرِ راعت
 بہر آہ رسد طلبہ را بر رہ مقصد
 چو نورِ العین حیدر بہستانِ شاہنشہ دینا
 چو آمد مہرِ فطرتِ امدانِ حضرتِ جامع
 ہمیدانِ الوہیت نشانِ خود نمی یابد
 کجائی و کجا طرزِ قصیدہ باش اے رستم

ز فیضِ عامِ او شد منتفع تر ساو نعلانی
 چراہر فارغے رازین شرفِ بشیرِ جیرانی
 برا غلاکِ طریقت گشت او ہر درختانی
 نباشد بیچِ فرقے در صفاتِ ذاتِ یزدانی
 نقابِ فلکندہ حق خود آمدہ در بزمِ کانی
 درونِ سینہ صافش چنان سوزِ پنهانی
 غلامِ کوئے او بخند گدازِ تاجِ سلطانی
 بر آن قطبِ دُ عالم ختم شد طرزِ غذاوانی
 بگیرد شکلِ عالم ز فیضِ او پیرسانی
 بزیرِ حکیم او تابعِ طہور و انس و جانی
 سمندِ اوجِ ذاتِ او چنان کرد آجولانی
 ادا کردن بسا و خواہین منِ نعمتانی

ز عشقِ ناتمامِ با جمالِ یارِ مستغنی ہست
 خموشِ رستم کجا باشد مرا تائبِ ناخوانی



ثُمَّ ثُمَّ ثُمَّ

صَلَاةُ الصَّابِرِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ
 سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَوْلِيَاءِهِ أُمَّتِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
 خُصُوصًا عَلَى الْأَشْرَفِ الْمَكِينِ وَالْأَسْبَحِ لِلْبَيْنِ الْعَارِفِ
 النَّبِيِّ وَالنَّاصِرِ الْمُعِينِ إِمَامِ الْعُرَفَاءِ بَدْرِ الْأَوَّلِ سَيِّدِ
 السَّيِّدِينَ مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَحْسَنِ عِلَالِهِ وَالدِّينِ صَابِرِ رَضِيَ
 اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى
 آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا لَقِيتَ وَتَرْتَضَاهُ وَعَلَى أَوْلِيَاءِهِ أُمَّتِ
 سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خُصُوصًا عَلَى الشَّهَابِ الْمُنَاقِبِ الْغَرِيبِ السَّالِبِ

شَيْخٍ لِلشَّارِقِ وَالْغَارِبِ مَطْلُوبٌ كُلُّ مَطْلَبٍ نَقْطَةُ دَائِرَةٍ
 الْمَطْلَبِ السَّيِّدِ مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَحْسَنِ عِلَالِ الدِّينِ صَابِرٍ
 رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ **اللَّهُمَّ** صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
 وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَعَلَى أَوْلِيَاءِهِ
 أُمِّتِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خُصُّوا عَلَى السَّيِّدِ الْجَلِيلَةِ الْكَرِيمِ
 التَّوَكَّلِ النَّبِيِّ الشَّهِيدِ بِسَيْفِ الْإِسْلَامِ وَالْمَوْدَةِ وَالرَّفْعِ الْمَرْبُوتِ
 السَّيِّدِ مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَحْسَنِ عِلَالِ الدِّينِ صَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ
 تَعَالَى عَنْهُ **اللَّهُمَّ** صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى
 أَهْلِكَ عَلَيْهِ وَعَلَى أَوْلِيَاءِهِ أُمِّتِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خُصُّوا عَلَى
 الصَّاحِبِ الْجَوْدِ وَالْمَنْ دَافِعَ الْحَنِّ وَالْفِدَى مَقْبُولُ الرِّبِّ
 الْأَكْبَرِ السَّيِّدِ مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَحْسَنِ عِلَالِ الدِّينِ صَابِرٍ رَضِيَ
 اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ **اللَّهُمَّ** صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
 وَعَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَوْلِيَاءِهِ أُمِّتِ
 سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خُصُّوا عَلَى الْقُطْبِ بِالْإِسْتِغْنَاءِ وَالْقُوَّةِ
 بِالْإِتْقَانِ سِرَاجِ الْأُمَمِ وَكَاشِفِ الْغَمَّةِ فِي السَّنَةِ
 مَا حَيَّ الْمَبْدُوحَةِ سِنَى الْهَمَّةِ رَفِيعِ لَدَّ رَجَةِ شَيْخِ الْأَمَّةِ
 وَالْأَكْبَرِ السَّيِّدِ مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَحْسَنِ عِلَالِ الدِّينِ صَابِرٍ
 رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ **اللَّهُمَّ** صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
 آلِهِ وَالْكَرِيمِ وَعَلَى أَوْلِيَاءِهِ أُمِّتِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خُصُّوا

عَلَى شَمْسِ نَهْائِ الْعَاشِقِينَ قِمَرِ لَيْلَةِ الْعَارِفِينَ وَالْمُطَهَّرِ
 الظَّاهِرِ السَّيِّدِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ عَلَى أَحْسَدِ عِلَالِ الدِّينِ صَابِرِ
 رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ **اللَّهُمَّ** صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
 وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضَى يَا مَنْ تُصَلِّي عَلَى
 وَعَلَى أَوْلِيَاءِ أُمَّتِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خُصُوصًا عَلَى قِمَرِ الْأَقْبَارِ
 وَنُورِ الْأَنْوَارِ سَيِّدِ الْأَبْرَارِ وَرُئُوسِ الْأَخْيَارِ وَالْبَدَنِ الْبَاطِنِ
 السَّيِّدِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ عَلَى أَحْسَدِ عِلَالِ الدِّينِ الصَّابِرِ رَضِيَ اللَّهُ
 تَعَالَى عَنْهُ **اللَّهُمَّ** صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِ سَيِّدِنَا
 مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضَى وَعَلَى أَوْلِيَاءِ أُمَّتِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
 خُصُوصًا عَلَى السُّلْطَانِ الْوَيْتِيِّ وَالْحَكِيمِ الشَّافِعِيِّ سَاقِي
 الصَّابِرِيَّةِ مِنَ الرَّحْمَنِ الدُّنَا الْفَاخِرِ الشَّيْخِ مُحَمَّدٍ وَمَوْلَى أَحْمَدَ
 عِدَاةَ الدِّينِ الصَّابِرِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ **اللَّهُمَّ** صَلِّ
 عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَإِلَيْهِ وَصَحْبِهِ وَأَزْوَاجِهِ
 وَعَلَى أَوْلِيَاءِ أُمَّتِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خُصُوصًا عَلَى الصَّالِحِ
 شَرَفِ الرَّفِيعِ وَالْحَسْبِ الْمَنْجِ الْبَحْرِ الدَّخِرِ الْمَشِيدِ
 مُحَمَّدٍ وَآلِهِ عَلَى أَحْسَدِ عِلَالِ الدِّينِ الصَّابِرِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
 بَعْدَ كُلِّ مَعْلُومٍ لَكَ وَعَلَى أَوْلِيَاءِ أُمَّتِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
 خُصُوصًا عَلَى السَّيِّدِ الْكَرِيمِ دَاوُدَ الْأَمَامِ الْعَظِيمِ الصَّابِرِ الْكَافِي

الْحَمْدُ لِلَّهِ الرَّاهِبِ السَّيِّدِ مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَحْسَنِ عِلَالِهِ وَالَّذِينَ
 الصَّابِرِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ **اللَّهُمَّ** صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا
 مُحَمَّدٍ بَعْدَ كُلِّ ذَرَّةٍ مِائَةِ أَلْفِ أَلْفِ حَرَّةٍ وَعَلَى
 أَوْلِيَاءِ أُمَّتِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خُصُوصًا عَلَى الْعَالَمِ لِلْعِلْمِ
 لِنَلْتَكُتُمُ النَّيْرَ بِدُرِّ الْبَهْرِ مِذَى الشَّرَفِ الْأَنْوَى السَّيِّدِ
 مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَحْسَنِ عِلَالِهِ وَالَّذِينَ الصَّابِرِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
 عَنْهُ **اللَّهُمَّ** صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى
 أَوْلِيَاءِ أُمَّتِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
 خُصُوصًا عَلَى الْكَامِلِ الْأَجْمَعِ الْعَارِفِ بِأَسْرَارِ السُّبُوحِ وَالْعَلَمِ
 وَالْمُجِدِّ الْأَكْبَدِ صَلَاحِ النَّسَبِ الْأَكْظَمِ لِسَيِّدِ مُحَمَّدٍ
 عَلَى أَحْسَنِ عِلَالِهِ وَالَّذِينَ الصَّابِرِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ **اللَّهُمَّ**
 صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَشَفِيعِنَا مُحَمَّدٍ ظَهَرَ
 الْجَدُّ وَالْجَمَالُ مِنْ قِبَلِ الذَّاتِ وَالصِّفَاتِ أَصْلُ الرُّجُودِ فِي
 كُلِّ مَوْجُودٍ رُوحُ الْأَعْظَمِ وَسِرُّ الْأَخْفَى وَعَلَى أَوْلِيَاءِ أُمَّتِ
 سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خُصُوصًا عَلَى السَّيِّدِ الْمُسْتَكِيمِ غَوْثِ الدَّارِ
 قُطْبِ الْكَوْنَيْنِ قَمَرِ الْعَالَمَيْنِ بَدْرِ الثَّقَلَيْنِ فَإِنِّي ذَاتُ حُسْنٍ
 اللَّهُ الْمُتَصَرِّفُ بِهِ تَصَرُّفَاتِ اللَّهِ قِبَلَةِ الْوَاحِدِينَ تَاجُ الْفَرَقَيْنِ
 سُلْطَانُ الْمُجِدِّينَ فَخْرُ الْعَارِفِينَ السَّيِّدِ مُحَمَّدٍ وَعَالَمِ
 الْوَحِيدَةِ وَالرُّوحَانِيَّةِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَحْسَنِ عِلَالِهِ

الصَّابِرِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ يَا إِلَهَ الْعَالَمِينَ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ
 الْخَاتَمِ وَإِلَيْهِ الْمَكْرَمِ وَأَصْحَابِهِ الْعَظَمِ وَعَلَى الشَّاكِكَةِ الطَّرِيقِ
 الْبَحْثِيَّةِ الصَّابِرِيَّةِ وَالنِّظَامِيَّةِ وَعَلَى الشُّيُوخِ الْقَادِرِيَّةِ وَعَلَى
 أَكْبَرِ الشُّعْرَى وَرُوحِيَّةِ وَعَلَى حَضَرَاتِ النَّقِيبَةِ رَضَوَانَ اللَّهُ
 تَعَالَى عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ خُصُوصًا عَلَى الْإِمَامِ الْعَامِ شَيْخِ الْأَنْبَاءِ
 أَفْضَلِ الْأَوْلِيَاءِ وَالْمَلِكِ الْأَقْبَرِ الْمُخْتَارِ وَمُحَمَّدٍ عَلَى أَحْمَدِ عَدُوِّ الدِّينِ
 الصَّابِرِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ **اللَّهُمَّ** ارْحَمْ الْعَبْدَ الضَّعِيفَ
 وَالْمُسْتَضْعَفَ الْخَائِفَ حَتَّى هُوَ لَا يَمَسُّ خَيْرًا وَلَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ وَلَا يَنْفَعُهُ
 عِشْقُهُمْ وَاتَّقِ أَعْيُنَهُمْ وَأَحْسِنْ أَمْرَهُمْ بِفَضْلِكَ وَكَرَمِكَ يَا أَقْدَرَ
 الْقَادِرِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَكْبَرُ الرَّاحِمِينَ

شجره عالیہ منطومہ عالیجناب علی القاب جناب نواب احمد محمد
 خان صاحب پور میں ہو پور و دام اللہ اقبالہ وزیر لکھنؤ

کہ جناب فلک کا بیا از فیہ البلاد بنیاد از حضور فیض گہر کر امت نشور لامع النور
 قدوة السالکین زبدة العارفين شیخ المشايخ حضرت جناب پیر ابرہیم سیف الدین
 قادری بنیادی صاحب سجادہ عقبہ عالیہ غوثیہ نبیرہ شیخ الافاق قطب بالاستحقاق
 مصد فضل و الاحسان جناب سید سلیمان نقیب الشریف مدظلہ العالی علی
 سائر الطالبین برعت شدہ است ہر شیخ نقیبین یا تمکین میکنم

شجرہ عالیہ قادریہ عزیزیہ مطومہ جناب ابصا موصو را دہ شکرستہ

روح اعظم صاحب جلال حد کیوا	یارب اپنا فضل سے میری مدد کیوا
سید ابراہیم شیخ مستند کیوا	ہرین موسے ہوائی غوث کار تہ بلند
آجناب مصطفیٰ نور احمد کیوا	سور و اعطائے فیض سہری ہو جاؤن میں
حضرت شیخ سلیمان ہاسند کیوا	والہو ملک بقالے ہستی ہو ہوم کر
آن علی وارث ذات محمد کیوا	قدے کثرت نہو یارب لحدت نما
مصطفیٰ نور دو عالم ماہ خد کیوا	سالک راہ سلوک قادری کردی مجھے
شاہ زین الدین شیخ نیک بک کیوا	عارف دلت محی الدین جیلانی رہوں
حضرت درویش شہر دستند کیوا	مہوسہ روضہ بنیاد سے سرو دل
آن جسام الدین قصاص احمد کیوا	نغمہ بے سازی ہر دم صد کانوں تین
شاہ نور الدین انوار ابد کیوا	روز و شب متغرق حب جیلانی دن
آن ولی الدین مقبول محمد کیوا	خاتم ول پر نقش نقش غوث پاک ہو
شاہ زین الدین فیض لاقد کیوا	ہندین بنداد کے کھاؤن ہو این سہو
شاہ شرف الدین عالی سرقد کیوا	بسل تیغ ادائے لیلیٰ بنیاد کر
شیخ شمس الدین نور ماہ خد کیوا	زمرہ ہر دم سرو دق سے عرفان کنو
حضرت تہاک شیخ مستند کیوا	عالم علم شریعت تادم خسر رہوں
حضرت عبد الغفر باسند کیوا	خوشہ رحمت میں تیرے مختلف یارب ہوں
غوث اعظم درویش محمد کیوا	لے قوی کل ہنر برداروی توحید کر

پاشنی شہر عشق غوث ہوئے رحمت
 تھکے نخل مرادات دو عالم کو مجھے
 پہنچل ماہ دو ہفتہ چھ نور قلب سے
 نوادی تفرید کا یارب ہوں تلخ فرد
 نصیر مائتہ لب کو شربت دیدار سے
 مشتعل کر فیض و معانی ہمارے جسم میں
 دوں جسکو ہر عضو تن تیرا ہو اسوق کا
 اعلیٰ مظاہرین عیان تیرا ظہور ذات ہو
 پاؤں برائے سم میں تھکے کوسمٹی بالیقین
 یا خدا ستیاح محکم مدینہ کن مجھے
 آتش پندار ہوئے گلشن حق الیقین
 تیرے آب فیض سے سرسبز ہو نخل مراد
 کے بصارت وہ کثیرا حسن ہر صورت میں پاؤں
 ہر بن سوسے روان ہو چشمہ فیض نبی
 بادہ خستہ سے دل میرا شہر جو
 غرق دریائے ولایت احمد مختار کر

بوسیدہ مہبط فیض ابد کیواں
 بو الحسن بھکاری شمشاد کیواں
 بوالفرح طروسی ماہ ابد کیواں
 عبد واحد مور فیض احد کیواں
 حضرت بو بکر شبلی مستند کیواں
 آن حبیبہ کان الطاف صد کیواں
 شاہ سقانی کے کمال بیہد کیواں
 حضرت معروف علی شہر کیواں
 آن علی رضا امام کیواں
 موسیٰ کاظم شہ ملک ابد کیواں
 جعفر صادق امام نیک کیواں
 باقر کان فیض کیواں
 حضرت عابد کے صبر بیت کیواں
 آن حسین فانی ذات احد کیواں
 حیدر کرار ضرغام صد کیواں
 چشمہ فیض نبی کے جزر و مد کیواں

یا الہی تیری رحمت پاسبان ہوئے مدام
 میں تجھ خواجہ محمد کی مدد کیواں

ربانہ

